فقہ اہلسنت

حصہ اول

ایمانیات، طہارت اور نماز

مولانا ابن مسعود سید شجاعت علی قادری

مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما جعل علیکم فی الدین من حرج

اور اللہ نے دین (اسلام) میں تم پر کچھ تنگی نہیں کی ہے ۔ (پ ۱۷ ، ع ۱۷)

فقہ اہلسنّت

حصہ اوّل

ایمانیات، طہارت اور نماز

تصنیف

علامہ سیّد شجاعت علی قادری

مفتی اہلسنت کراچی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

marfat.com

جملہ حقوقِ اشاعت بحقِ ناشر محفوظ ہیں

•

سال طبع ________ ۱۹۸۸ء
تعداد ________ ایک ہزار

4570

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ، کراچی

marfat.com

تقدیم

اسلام ایک مکمل دین ہے جسکی تعلیمات قیامت تک انسانیت کی رہبری و رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اس میں ہر تشنہ کام کی سیرابی کا انتظام ہے۔ یہ بے قرار روحوں کا قرار، مضطرب نفوس کا چین، اور بے نواؤں کیلئے نوید جانفزا ہے، ناقصوں کی تکمیل اور کاملوں کو بام عروج تک پہنچانے کا کفیل ہے۔

حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسکی ضروریات و مقتضیات کا جواب اسلامی تعلیمات میں موجود نہیں۔ اللہ کا یہ کامل دین اپنی اس جامعیت کی وجہ سے ایک جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ اسکی ہمہ گیری اور آفاقیت خلاق فطرت کے عطا کردہ ان اصولوں اور کلیوں کی رہین منت ہے۔ جو انسانی فطرت کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور کیوں نہ ہو؟ آخر انسانی فطرت کا علم اس کے خالق سے زائد اور کس کو ہو سکتا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ، لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ۔

ترجمہ:۔ یہ اللہ کی وہ فطرۃ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے خدا کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی درست دین ہے۔

سلسلۂ نبوت و وحی، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اب علمائے امت ہر دور کے جدید مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرتے رہیں گے۔ انہی کلیات کے بطن سے جزئیات و تفاصیل ظاہر ہوتی رہیں گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار کے مژدہ جانفزا نے امت مسلمہ کو کتاب

marfat.com

الہٰی کے فہم کا یارا دیا اور اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُہَا کے ولولہ انگیز پیغام نے وحی ربانی کے وسیع دعریض میدان میں فکر انسانی کو مہمیز لگائی۔ پھر کیا تھا! مجتہدین امت کو ایسی روشنی ملی کہ ہر خشک وتر، کتاب مبین میں نظر آنے لگا۔ وہ پکار اٹھے،

جمیع العلوم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

عقائد کے مسائل ہوں یا عبادات کے، روح کے مسائل ہوں یا جسم کے، زمین کے مسائل ہوں یا زمان کے، طبعیات کے ہوں یا مابعد الطبعیات کے، زندگی کا معاملہ ہو یا موت کا مرحلہ سب کچھ اللہ کے اس دین میں یعنی قرآن وسنت میں موجود ہے۔ یہ اذن اجتہاد ہی ہے جس نے ہمارے دین کو جمود وخمود سے محفوظ رکھا ہے۔

——— اگر نیک نیتی سے پورے شرائط کے ساتھ کوئی عالم اپنے دور کے کسی مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے تو خدا کے یہاں اس خدمت خلق کے سلسلے میں اس کو دہرا اجر ملے گا، اور اگر بالفرض خطا ہو جائے تو ایک اجر پھر بھی ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی نیا مسئلہ درپیش آتا ہے علماء اس کا حل پیش کرتے ہیں، اس حل میں اختلاف ہوتا ہے، پھر یہ اختلاف کم ہوتا جاتا ہے۔ بعض علماء اپنے پہلے اقوال سے رجوع کرلیتے ہیں۔ عوام الناس سمجھتے ہیں کہ مولوی اختلاف کرتے ہیں۔ ایک بات کہہ کر پھر پلٹ جاتے ہیں۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ نیا سامنے آتا ہے تو علماء اس کا حل دیانت داری اور نیک نیتی سے اس کا حل تلاش کرنے میں لگ جاتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اسے پرکھتے ہیں، عہد صحابہ وتابعین میں اسکی نظائر تلاش کرتے ہیں پھر جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ فکر انسانی کے اختلاف کی بنا پر نتیجہ بھی مختلف ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ لوگ حق

marfat.com

گو اور راستباز ہوتے ہیں اس لئے بلاخوف لومۃ لائم اپنے اپنے اجتہاد کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر بحث ومباحثہ شروع ہوتا ہے اور بعض حضرات اپنی پہلی رائے سے نئے دلائل یا شرح صدر کی بنیاد پر رجوع کر لیتے ہیں اور اس رجوع میں انکی جلالت شان اور مرتبۂ علمی کبھی حائل نہیں ہوتا۔ اس کی بہترین مثال حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے اجتہادی کارنامے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شاگردوں نے اپنے استاد سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا اور اس طرح وہ کسی بے ادبی گستاخی یا بے دینی کے مرتکب نہ ہوئے پھر ایسا بھی ہوا کہ استاد نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی خفت وندامت محسوس نہ کی۔ امام شافعیؒ نے بہت سے مسائل میں تین مختلف اوقات میں تین مختلف آرائیں کیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو عمل امام کے کسی ایسے قول سے لیا گیا تھا جس سے خود امام نے بعد میں رجوع کر لیا شرعًا درست پائے گا۔ اسکی واضح مثال یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کی شرائع میں احکام مختلف صورتوں میں رہے ہیں۔ بعد کے احکام نے پہلی شریعتوں کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ مگر وہ کہ جنھوں نے ناسخ پر یا منسوخ پر عمل کیا دونوں حق پر ہیں۔ خود ہماری شریعت میں اسکی کئی مثالیں ہیں۔ دیکھئے ابتدا اسلام میں نماز کی حالت میں لوگ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے رہتے تھے اور انکی نماز نہیں ٹوٹتی تھی۔ پھر کلام کو ناقص صلوٰۃ قرار دیا گیا تو کیا پہلے لوگوں کی نمازیں باطل ہوئیں؟ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دین خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کا نام ہے وہ جس وقت جو حکم ارشاد فرمائیں وہ واجب التعمیل ہے اور علماء مجتہدین اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔ انکو جس وقت کسی بھی مسئلہ کا ادراک حاصل ہوتا ہے وہ بیان فرما دیتے ہیں اور حق وہی ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ کوئی اور مستحکم دلیل اسکو بدل نہ دے۔ یہ مختصر گفتگو اسلام کے شرعی نظام پر اس لئے کی گئی ہے۔ تاکہ عوام فقہاء ومجتہدین کے اختلاف رحکہ وہ اپنی

شرائط کے ساتھ ہو) کو دین سے بیزاری کا بہانہ نہ بنائیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان " اختلاف امتی رحمتہ " کے بموجب ، اسکو اپنے حق میں رحمت اور آسانی کا باعث خیال کریں۔

سواد اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کرو۔ یعنی مسلمانوں کی اس جماعت کی جو ہر دور میں اکثریت میں رہی ہو، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا گمراہی پر اجماع و اتفاق ممکن نہیں، قرآن کریم میں بھی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے ۔

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى ۔ اور جو مومنین کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس کی پسندیدہ راہ پر چلا دیں گے ۔ اسلامی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہر دور میں اہلسنت وجماعت اکثریت میں رہے ہے ، فقہاء اربعہ یعنی ابو حنیفہ ، مالک ، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ ۔ اہلسنت ہی سے تھے اور انکی پیروی پر گویا امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہو چکا ہے ۔ پس عافیت کی راہ ، مسلک اہل سنت وجماعت ہی ہے اس کتاب کے بارے میں چند معروضات پر توجہ دینا ضروری ہے۔

ا - ایک دراز عرصہ سے معاشرہ میں کئی نئے سوال ابھرے ہیں۔ ہمارے اکثر علماء نے ان کے سلسلہ میں توقف کیا ، اور بعض نے کچھ فرمایا بھی تو اسکی تشہیر نہ ہو سکی ۔ فقیر نے اپنی ۲۰ سالہ (جو بہت کم ہے) فتویٰ نویسی کی زندگی میں ایسے مسائل کو یکجا کیا اور ان پر غور کیا ۔ دوسرے علماء سے رجوع بھی کیا ۔ اس کا جو کچھ نتیجہ نکلا وہ اس کتاب میں ذکر کر دیا ہے ، ایسے مسائل جو کسی کتاب میں مصرح نہیں ہیں یا کم از کم میری نگاہ میں نہیں ہیں ، انکو میں نے اس کتاب میں اپنے حوالے سے لکھا ہے ۔ اور حاشیہ پر " مصنف " لکھدیا ہے ، یہ میری اپنی تحقیق و جستجو ہے ۔ اگر آپ اس سے اتفاق کریں تو عمل فرمائیں ورنہ اتنا حُسنِ ظن ضرور رکھیں کہ

فقیر نے نیک نیتی سے اپنی پوری کوشش سے یہی کچھ سمجھا ہے۔ اگر کوئی بزرگ، فقیہ اہلسنت اس کے خلاف کوئی رائے رکھتے ہوں اور اس پر دلائل بھی ہوں، ایسے دلائل جن سے مجھے شرح صدر حاصل ہو جائے تو میں اپنے قول سے رجوع کرنے میں خوشی محسوس کروں گا،

۲۔ کتاب میں اس امر کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے کہ فقہی مسائل کو محض کتب فقہ کے حوالے سے نہ لکھا جائے۔ بلکہ قرآن و سنت کا حوالہ بھی دیا جائے، تاکہ لوگوں میں یہ بدگمانی پیدا نہ ہو کہ ہم قرآن و سنت چھوڑ کر زید و بکر کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

۳۔ حوالوں میں بہ نظر اختصار عبارات نقل نہیں کی ہیں، صرف کتابوں کے نام اور صفحات درج کئے ہیں۔ بعض جگہ اس خیال سے صفحہ نمبر نہیں دیا ہے کہ وہ حوالہ ایک متعین باب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بآسانی مل سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ کتاب کو عام فہم رکھنا تھا اس لئے اس میں دلائل کا حصہ حذف ہے۔

۵۔ پوری کوشش اس امر کی کی گئی ہے کہ ہر معاملے میں زائد سے زائد مسائل جمع ہو جائیں اور کتاب کی ضخامت بھی نہ بڑھنے پائے تاکہ پڑھنے والے کی جیب پر بوجھ نہ پڑے۔

۶۔ میں اہل علم سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں جہاں کہیں مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہو اسپر مطلع فرمائیں، نیز جو مسائل اس میں درج ہونا رہ گئے ہوں انکی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

۷۔ یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ باقی حصص لکھ رہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آپ کے تعاون کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے گذارش ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

marfat.com

۸ - عربی کتابوں کی مکمل عبارات اس لئے نقل نہیں کی ہیں کہ ایک عام قاری کے لئے انکے نقل کرنے کا فائدہ نہیں، البتہ اہل علم اگر اصل کتب کی طرف مراجعت چاہیں تو فٹ نوٹ پر حوالہ موجود ہے، کہیں کہیں صفحات کا حوالہ موجود ہے اور کہیں محض کتاب کا نام یہ سمجھتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ اہل علم کے لئے کسی مسئلہ کا اس کے متعلق باب میں تلاش کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ صحاح ستہ کے حوالہ جات عام طور پر اصح المطابع کراچی کی مطبوعہ کتب کے ہیں۔

۹ - قارئین سے گذارش ہے کہ ان کے ذہن میں اس دور کا جو بھی نیا مسئلہ ہو، یا انکے ذہن میں کوئی الجھن ہو تو فقیر کو لکھ بھیجیں تاکہ کتاب ثانی میں جو دوسرے حصے کے طور پر تصنیف کے مراحل میں ہے اسے شامل کیا جا سکے۔

آخر میں اللہ تعالےٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل مجھ بے بضاعۃ کی اس حقیر کوشش کو باوقار بنا کر قبول عام و نفع تام کی دولت عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط سید شجاعت علی قادری

مفتی اہلسنت کراچی

۱۵ ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

marfat.com

حرف اولیں

برادر محترم مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہٗ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس نو عمری میں جہاں درس وتدریس، تحریر وتقریر فتویٰ نویسی اور عربی کتب کے تراجم میں ملکہ مرحمت فرمایا۔ وہیں پر قسام ازل نے موصوف کو تصنیف وتالیف کا ذوق لطیف بھی عطا فرمایا ہے برادر گرامی قدر اکابر اہلسنت سے اپنی بعض کتب پر خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں موصوف کی مندرجہ ذیل تراجم وتصانیف احقر کے علم میں ہیں۔ (۱) ترجمہ تفسیر مظہری (۲) ترجمہ مواہب اللدنیہ (۳) ترجمہ شرح الصدور (۴) ترجمہ الخیرات الحسان (۵) ترجمہ کتاب الشفاء شیخ الرئیس کے بعض حصے (۶) انشاء العربیہ کے چار حصے عربی اردو (۷) رسالہ ختم نبوت کا اردو سے عربی ترجمہ (۸) ایک رسالہ عربی میں ختم نبوت پر (۹) اسلام میں مرتد کی سزا۔ (۱۰) اسلام کا معاشی نظام (۱۱) عقائد واعمال (۱۲) تین طلاقیں (۱۳) سورہ بنی اسرائیل کا ترجمہ وتفسیر اور اسی کے ساتھ سیرت رسول اکرم (۱۴) فقہ اہلسنت۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مختصر رسائل ہیں جنکا ذکر احقر خوف طوالت کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔

ارباب دانش وبینش کی نظر میں کسی مصنف کا کمال اور تصنیف کی خوبی یہ ہے کہ تحریر نہ اتنی طویل ہو کہ ذوق مطالعہ پر گراں ہو اور نہ اسقدر مختصر کہ مفہوم واضح نہ ہو سکے بلکہ حضور اکرم مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان کو پیش نظر رکھیئے۔ "خیر الکلام ما قل ودل"۔ برادر عزیز کی تصنیفات وتالیفات میں یہ ہی رنگ نظر آتا ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں کسی تامل کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جلیل مفتی اہلسنت علامہ سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہٗ نے فقہ اہلسنت کے ذریعہ احباب اہلسنت کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمادی جو وہ چاہتے تھے۔ اسکولز اور کالجز کے طلبہ میں خاص طور پر اس چیز کو شدت سے محسوس کیا جاتا رہا ہے کہ کوئی ایسی کتاب منظر عام پر آئے جو متوسط بھی ہو اور عام فہم بھی نیز انداز بیان بھی سائنٹفک ہو یعنی دقت

marfat.com

کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہو۔ عزیز محترم کیونکہ ماشاء اللہ خود بھی علوم قدیمہ و جدیدہ سے واقف اور ایک کالج میں لیکچرر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی درس و تدریس میں بھی اچھا ملکہ رکھتے ہیں۔ اور کتاب و سنت پر بھی انکی نظر وسیع ہے۔ اس لئے یہ کتاب مطلوبہ معیار پر پوری اترتی ہے۔

مفتی صاحب نے متذکرہ بالا کتاب (یعنی فقہ اہلسنت) کے حصہ اول میں ایمانیات، طہارت اور عبادات ہی پر روشنی نہیں ڈالی بلکہ روزمرہ کی زندگی میں کام آنے والی باتوں کو بھی عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب صرف اردو خواں طبقہ کے لئے ہی نہیں بلکہ علمائے کرام کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی اور طلبہ کی ایک دیرینہ ضرورت کو بھی پورا کرے گی۔

انشاء اللہ العزیز اس کے بعد جلد ہی دوسرا حصہ بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی جو روزے، زکوٰۃ اور حج پر مشتمل ہوگا۔

آخر میں احقر دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے خواص و عوام کے لئے مفید عام فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

احقر

جمیل احمد نعیمی غفرلہ القوی

ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ خطیب
سبز مسجد صرافہ بازار، سابق ناظم اعلیٰ مرکزی
جماعت اہلسنت پاکستان

marfat.com

فہرست مضامین

حصۂ ایمانیات

نیت کی اہمیت ــــــــــــ ۱۷
خدا ایک ہے ــــــــــــ ۱۸
اللہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا ــــــــــــ ۱۹
اللہ زندہ ہے ــــــــــــ ۱۹
وہ ہر چیز پر قادر ہے ــــــــــــ ۱۹
وہ ارادہ فرماتا ہے ــــــــــــ ۲۰
اللہ علم والا ہے ــــــــــــ ۲۰
وہ سننے والا ہے ــــــــــــ ۲۰
وہ دیکھنے والا ہے ــــــــــــ ۲۱
اللہ بولنے والا ہے ــــــــــــ ۲۱
وہ پیدا کرنے والا ہے ــــــــــــ ۲۱
وہ کسی کا محتاج نہیں ــــــــــــ ۲۱
وہ جسم وجسمانیات سے پاک ہے ــــــــــــ ۲۲
اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں اور نہ زمانہ ہے وہ حلول سے پاک ہے ــــــــــــ ۲۳
اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے ــــــــــــ ۲۴
نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اسکی کوئی اولاد ہے ــــــــــــ ۲۴
اسپر کوئی چیز لازم نہیں ــــــــــــ ۲۵

marfat.com

اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا ۲۵
خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ۲۶
اللہ کے نام ۲۶
نبی یا رسول ۲۸
سچے نبی کی دلیل ۲۹
معجزہ ۲۹
مقام نبوت ۳۰
ختم نبوت ۳۳
مقام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ۳۴
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق امت پر ۳۵
فرشتوں کا ذکر ۳۸
عالم برزخ ۴۰
قبر میں عذاب وثواب ۴۱
منکر ونکیر ۴۳
روح کا مرنے کے بعد جسم سے تعلق ۴۴
قبر کا عذاب وثواب ۴۵
انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ۴۵
مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ۴۵
علامات قیامت ۴۶
قیامت کا ذکر ۴۷
علامات قیامت ۴۷
دھواں ۴۸
دجال ۴۸

marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت ۵۰
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا ۵۱
نزولِ مسیح ۵۸
امام مہدی ۶۱
حلیہ مبارک ۶۱
بیعت ۶۱
دیگر علامات ۶۱
مہدی کے بارے میں عقیدہ ۶۲
یاجوج ماجوج ۶۲
شفاعت کا بیان ۶۳
حقیقت شفاعت ۶۵
شفاعت اور کفارہ میں فرق ۶۶
حساب ۶۸
بے حساب جنت میں جانے والے ۷۰
قیامت کے دن کی مقدار ۷۱
حوضِ کوثر ۷۱
جنت کی صفات ۷۲
دیدارِ خداوندی ۷۷
دوزخ کا بیان ۷۸
طہارت کا بیان ۸۱
وضوء ۸۱
وضوء کے فرائض ۸۱
وضوء کی سنتیں اور مستحبات ۸۲

marfat.com

وضوء کے ضروری مسائل ——— ۸۴
وضوء کب ٹوٹ جاتا ہے ——— ۸۵
غسل کا بیان ——— ۸۶
غسل فرض کے مسائل ——— ۸۶
غسل کی سنتیں ——— ۸۸
غسل کب فرض ہوتا ہے ——— ۸۹
غسل کی دوسری قسمیں ——— ۹۰
پانی کے مسائل ——— ۹۲
پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں ——— ۹۲
وہ صورتیں جن میں تھوڑا سا پانی نکال دینا کافی ہے ——— ۹۳
مرا ہوا جانور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے ——— ۹۴
کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ ——— ۹۴
جاری پانی کا بیان ——— ۹۵
بڑے حوض کے پانی کا حکم ——— ۹۶
وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے ——— ۹۷
استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم ——— ۹۷
انسان اور جانور کی جھوٹی چیزوں کا حکم ——— ۹۸
تیمم کا بیان ——— ۹۹
تیمم کے طریقے ——— ۱۰۲
تیمم کی سنتوں کا بیان ——— ۱۰۳
کس چیز سے تیمم کیا جائے ——— ۱۰۳
وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے ——— ۱۰۳
موزوں پر مسح کا بیان ——— ۱۰۴

marfat.com

مسح کا طریقہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۴
وہ چیزیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۵
اعضائے وضو کے مسح کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۵
حیض کا بیان (ماہواری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۶
نفاس کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۷
حیض و نفاس کے احکام شرعیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۸
استحاضہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۰
نجاستیں اور ان کے احکام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۱
نجاست غلیظہ کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۱
پیٹرول اور مٹی کے تیل کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۴
ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۴
استنجا کا ذکر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۶

حصۂ عبادات

عبادت کا جاہلانہ تصور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۹
عبادت کا راہبانہ تصور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۰
عبادت کا اسلامی تصور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۰
نماز کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۱
احساس بندگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۱
اہمیت فرض ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۲
تعمیر سیرت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۲
نفس پر کنٹرول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۳
نماز کے معاشرتی فوائد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۴

marfat.com

قرآن اور نماز	۱۲۷
پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے	۱۲۸
نماز خشوع وخضوع سے ادا کی جائے	۱۲۸
احادیث اور نماز	۱۲۹
نماز کی اہمیت	۱۲۹
نمازوں کے اوقات	۱۳۱
احادیث اور نمازوں کے اوقات	۱۳۲
چاند، مریخ وغیرہ پر نماز	۱۳۲
جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں وہاں نماز کا حکم۔	۱۳۳
مکروہ اور حرام اوقات	۱۳۴
اذان دینے کے فضائل	۱۳۵
اذان کے کلمات	۱۳۶
مؤذن کے صفات	۱۳۷
اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈر	۱۳۹
اقامت کا بیان	۱۳۹
ایک ہی مسجد میں دوبار اذان	۱۴۰
جواب اذان	۱۴۱
اذان کے بعد کی دعاء	۱۴۲
انگوٹھا چومنے کا مسئلہ	۱۴۲
تثویب	۱۴۳
مؤذن کی تنخواہ	۱۴۳
نماز کے فرائض	۱۴۴
تکبیر تحریمہ	۱۴۴

marfat.com

رفع یدین کرنا ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۵

قیام ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۵

قرأت ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۵

رکوع ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۶

سجدہ ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۶

قعدۂ اخیرہ ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۷

خروج بصنعہٖ ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۷

ترتیب فرائض ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۷

نماز کے واجبات ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۷

چند اہم مسائل ـــــــــــــــــــــــ ۱۴۹

نماز کی سنتیں ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۰

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۰

ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۲

ثناء ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۲

تشہد ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۴

نماز میں سلام کے مسائل ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۵

نماز کے مستحبات ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۶

نماز کے بعد ذکر و دعاء ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۶

نماز میں قرأت کے اہم مسائل ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۷

نماز میں قرأت کے مسنون طریقے ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۸

قرآن پڑھنے کے آداب ـــــــــــــــــــــــ ۱۵۹

قرأت میں غلطی کے احکام ـــــــــــــــــــــــ ۱۶۰

امامت ـــــــــــــــــــــــ ۱۶۱

marfat.com

نمازِ باجماعت کے فضائل ۱۶۴
جماعت کے احکام ۱۶۴
عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت ۱۶۶
ضروری مسئلہ ۱۶۷
صف سیدھی کرنے کا حکم ۱۶۷
مقتدی کی چار اقسام ۱۶۸
پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے ۱۶۹
چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے ۱۶۹
نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے ۱۷۰
رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف ۱۷۰
نماز میں بے وضو ہونے کے احکام ۱۷۰
خلیفہ کرنے کے احکام ۱۷۱
مفسداتِ نماز ۱۷۱
نماز کے مکروہات تحریمی کا بیان ۱۷۲
نماز کے مکروہات تنزیہی کا بیان ۱۷۶
وتر ۱۷۸
دعائے قنوت ۱۷۸
دعائے قنوت کے مسائل ۱۷۹
سنن مؤکدہ ۱۷۹
سنن مؤکدہ کی تعداد ۱۷۹
چند مسائل۔ ۱۸۰
سنن غیر مؤکدہ ۱۸۰
صلوٰۃ اوابین ۱۸۱

marfat.com

ریل گاڑی پر نماز کا حکم ـــــــ ۱۸۱
تحیۃ المسجد ـــــــ ۱۸۳
تحیۃ الوضو ـــــــ ۱۸۳
نماز اشراق ـــــــ ۱۸۳
نماز چاشت ـــــــ ۱۸۳
نماز سفر ـــــــ ۱۸۳
نماز سفر واپسی ـــــــ ۱۸۳
نماز تہجد ـــــــ ۱۸۳
شب بیداری ـــــــ ۱۸۴
نماز استخارہ ـــــــ ۱۸۴
نماز تسبیح ـــــــ ۱۸۵
نماز حاجت ـــــــ ۱۸۶
نماز توبہ ـــــــ ۱۸۶
نوافل کی جماعت ـــــــ ۱۸۷
نماز تراویح ـــــــ ۱۸۷
وقت ـــــــ ۱۸۷
تعدادِ رکعات ـــــــ ۱۸۷
تسبیح تراویح ـــــــ ۱۸۸
وتر کی جماعت ـــــــ ۱۸۹
شبینہ ـــــــ ۱۹۰
نماز کی قضا کے مسائل ـــــــ ۱۹۰
قضاء عمری ـــــــ ۱۹۱

marfat.com

نیت قضاء عمری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۱
نماز کا فدیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۲
سجدۂ سہو کے مسائل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۲
حالت مرض میں نماز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۵
سجدۂ تلاوت کے احکام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۷
حالت سفر میں نماز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۸
مسافت سفر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۹
سفر کے چند مسائل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۱
وطن اصلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۲
وطن اقامت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۲
نماز جمعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۲
جمعہ کے دن کی فضیلت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۲
مقبولیت کی گھڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۳
جمعہ کے دن مرنے والا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۴
نماز ترک کرنے پر وعید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۴
غسل جمعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۴
نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۴
گردن پھلانگنے کی ممانعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۵
خطبے کے وقت کلام کی ممانعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۵
جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۵
جمعہ کی پہلی شرط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۶
نماز جمعہ کس پر واجب ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۶

marfat.com

جمعہ کی دوسری شرط ________ ۲۰۶
جمعہ کی تیسری شرط ________ ۲۰۷
جمعہ کی چوتھی شرط ________ ۲۰۷
جمعہ کا خطبہ ________ ۲۰۷
آداب خطبہ ________ ۲۰۸
جمعہ کی پانچویں شرط ________ ۲۰۸
جمعہ کی چھٹی شرط ________ ۲۰۸
جمعہ کی اذانیں ________ ۲۰۹
عید کا بیان ________ ۲۱۰
عید کے مستحبات ________ ۲۱۰
نماز عیدین کی ترکیب ________ ۲۱۱
تکبیرات تشریق ________ ۲۱۲
مصائب کے وقت نماز ________ ۲۱۳
موت اور اس کے متعلقات کا بیان ________ ۲۱۳
سکرات کے وقت ________ ۲۱۴
میت کا غسل ________ ۲۱۵
کفن کا بیان ________ ۲۱۸
جنازہ اٹھانے کا بیان ________ ۲۱۹
نماز جنازہ ________ ۲۲۰
نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے ________ ۲۲۱
نماز جنازہ کی ترکیب ________ ۲۲۲
نماز جنازہ کی نیت ________ ۲۲۲

marfat.com

بچہ کے لئے دعاء ـــــــــــ ۲۲۴
قبر اور دفن کا بیان ـــــــــــ ۲۲۵
متفرق مسائل ـــــــــــ ۲۲۶
پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا ـــــــــــ ۲۲۷
موت کے بعد شرعی احکام ۔ ایصالِ ثواب ـــــــــــ ۲۲۹
مالی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے ـــــــــــ ۲۳۱
زیارت قبور کا بیان ـــــــــــ ۲۳۲
زیارت قبور کا طریقہ ـــــــــــ ۲۳۲
اوراد و وظائف ـــــــــــ ۲۳۳
حاکم کی ناراضگی سے نجات ـــــــــــ ۲۳۴
امراض قلب کے لئے ـــــــــــ ۲۳۴
بدخوابی کے لئے ـــــــــــ ۲۳۴
عام امراض کے لئے ـــــــــــ ۲۳۵
علم میں ترقی اور ذہن میں کشادگی کے لئے ـــــــــــ ۲۳۶
ہر مصیبت کے لئے ـــــــــــ ۲۳۵
گمشدہ کے لئے ـــــــــــ ۲۳۵
ادائے قرض، خوشحالی اور حصولِ عزت کے لئے ـــــــــــ ۲۳۵
برائے اولاد صالح ـــــــــــ ۲۳۶
کشادگی رزق کے لئے ـــــــــــ ۲۳۶
گمشدہ چیز کی بازیابی ـــــــــــ ۲۳۶
شیطان اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ ـــــــــــ ۲۳۶

marfat.com

حصّۂ ایمانیات

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسّلام علےٰ امام الاوّلین والاٰخرین خاتم النبیین وعلےٰ آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین ؕ

نیت

کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جبتک ایمان نہ ہو، کافر اور غیر مسلم اگر کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انکو اس کا بدلہ دنیا میں ملجائے تو ملجائے مگر آخرت میں نہیں ملیگا۔ بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصوّر کے بغیر کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ ایک مشہور حدیث ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"[1] اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملیگا جبکہ انسان بہ نیت ثواب اس کام کو کرے۔ مثلاً ایک شخص نماز محلہ والوں کو دکھانے کے لئے پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اس لئے کہ میں اپنے معبود اللہ کی عبادت کررہا ہوں، اب دونوں شخص نماز ایک ہی طریقہ سے پڑھیں گے، ثناء، حمد، قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ سب یکساں ہونگی۔ قیام، رکوع، سجود بھی ویسا ہی ہوگا۔ لیکن پہلے نمازی کیلئے قرآن میں ہلاکت کی خبر ہے اور دوسرے کیلئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے[2]؟ وجہ ظاہر ہے کہ پہلا شخص نماز ایمانی تقاضا کے مطابق نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضا کے

---

[1] بخاری [2] الماعون - قرآن ۸ پ ۳۰

مطابق پڑھ رہا ہے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم جو کام کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں، اسی چیز کو حدیث میں "ایمان واحتساب" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے[۱]، اب ضروری ہے کہ اُس ایمان کی حقیقت بیان کی جائے جس سے ہمارے اقوال واعمال نتیجہ خیز ثابت ہوں اور ہم مستحق اجر قرار پائیں۔

(۱)

خدا ایک ہے

سب سے پہلی چیز جو ایمانیات کی بنیاد ہے، خدا کو ایک تسلیم کرنا ہے، یہ اتنی اہم چیز ہے کہ ہر نبی نے اپنی تبلیغ کی ابتداء اسی اعلان سے کی، کہ "خدا ایک ہے" قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[۲]۔ کہدیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ کے موجود ہونے پر تو دنیا کے تقریباً تمام انسانوں کا اتفاق ہے، یہ علیحدہ چیز ہے کہ کوئی اُسے کسی نام سے پکارتا ہے تو کوئی کسی سے، کوئی ایک مانتا ہے اور کوئی کئی ایک جو لوگ خدا کا انکار کرتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی بالادست طاقت کو تسلیم ہی کرتے ہیں، پھر بھی معمولی عقل رکھنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک گھر کا نظم ونسق بغیر گھر والے کے نہیں چل سکتا، شہر کا نظام بغیر منتظم کے درست نہیں رہ سکتا، ایک ملک، چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتا تو پھر پوری دنیا کا نظام خود بخود کیونکر چل سکتا ہے؟ اور اُسکا ایک ہونا بھی ظاہر ہے، آپ ذرا اپنے گھر کے نظام میں غور کریں، کبھی میز کرسی ایک کونے میں ہوتی ہے الماری دوسرے کونے میں ہوتی ہے، چارپائیاں کہیں ہوتی ہیں، اور پھر کبھی یہ ترتیب بالکل بدلی ہوئی نظر آتی ہے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ گھر کے چلانے میں کئی رائیں شامل ہوجاتی ہیں۔ کم از کم میاں بیوی کی سہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ایک کی مرضی کے

---

[۱] بخاری   [۲] الاخلاق - قرآن کریم پ۳۰

مطابق کام ہوتا ہے کبھی دوسرے کی، کبھی اختلاف اتنا شدید ہوجاتا ہے کہ وہ کام ہی نہیں ہوتا، اور کبھی اتفاقِ رائے بھی ہوجاتا ہے۔ بہر حال جب منتظم ایک سے دو ہوتے ہیں تو انتظام میں اختلاف اور گڑبڑ ضرور واقع ہوجاتی ہے، لیکن جب ہم اس خاکدانِ عالم کے نظام کو دیکھتے ہیں تو اس میں حیرت انگیز یکسانیت پاتے ہیں اور ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک ہی منتظم کے زیرِ انتظام چل رہا ہے اور وہ اللہ جل جلالہ ہے۔

اللہ قدیم ہے اور ابد تک رہے گا

اللہ ہمیشہ سے ہے، اور ہمیشہ رہے گا، وہی اوّل ہے اور وہی آخر۔ قرآنِ کریم میں ہے:۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وهو بكل شئ عليم[1]

وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اللہ زندہ ہے

وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا، اگر وہ مردہ ہوتا تو اس عالم کو کون چلاتا، قرآنِ کریم میں ہے، "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" اللہ ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کارساز عالم ہے۔[2]

اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اگر وہ قادر نہ ہوتا تو یہ عالم کیسے وجود میں آتا، وہ موجود کو معدوم، معدوم کو موجود، آسمان کو زمین، زمین کو آسمان، کافر کو ولی، ولی کو کافر، فقیر کو بادشاہ، بادشاہ کو فقیر کرسکتا ہے، وہ کسی چیز سے عاجز نہیں، قرآنِ کریم

---

[1] الحدید آیت ۳ [2] البقرہ آیت ۲۵۵

میں ہے، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے"
اور چونکہ محال "شئی" نہیں اس لئے وہ خارج از قدرت ہے، مثلاً کذب باری وغیرہ
عیوب نقائص،

اللہ ارادہ فرماتا ہے

یعنی اس میں ارادہ کی صفت ہے، جب وہ ارادہ کرتا ہے تو چیز وجود میں آتی
ہے اس کے ارادہ کے بغیر نہیں، قرآن کریم میں ہے۔ "فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔
جو وہ چاہتا ہے اسکو کرنے والا ہے۔ اس کائنات کا حسن وجمال بلا ارادہ کیسے
ہو سکتا ہے، ہر ہر چیز میں اَن گنت حکمتیں خدا کے ارادہ سے ہی ہیں،

اللہ علم والا ہے

یعنی اسکو ہر چیز کی خبر ہمیشہ سے ہے، جو ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا،
ان سب کا علم اس کو ہمیشہ سے حاصل ہے، اگر کسی کے دل میں کوئی وسوسہ بھی پیدا
ہو تو وہ اس کے علم میں ہے، قرآن کریم میں ہے۔ "وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ
نَفْسُهٗ۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اُسکا نفس اس میں کیا وسوسہ پیدا کرتا ہے۔
اگر وہ ہمارے حالات کو نہ جاننے والا ہوتا تو ہماری حاجت روائی کیونکر کرتا،
اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔
یہ عقیدہ غلط ہے کہ اللہ کو بندہ کے کام کر لینے کے بعد علم ہوتا ہے،

وہ سننے والا ہے

وہ ہر ایک کی سنتا ہے ہمہ وقت سنتا ہے، ساتویں زمین میں ایک

---

[1] البقرۃ آیت ۲۰ [2] البروج۔آیت ۱۶ [3] ق۔آیت ۱۶

marfat.com

چیونٹی بھی بولے تو وہ سُن لیتا ہے، دل کی دھڑکنوں کو اور نبض کی حرکتوں کو سنتا ہے، وہ آہستہ اور بلند آوازیں دونوں یکساں سنتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ [1] اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے،

وہ دیکھنے والا ہے

وہ اُجالے، اندھیرے، ظاہر اور باطن سب کو ملاحظہ فرماتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۝ [2] اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے،

اللہ بولنے والا ہے

وہ جو حکم چاہتا ہے دیتا ہے، جس چیز سے چاہتا ہے منع کرتا ہے، وہ اپنے نبیوں سے ہمکلام ہوا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا "اور اللہ نے موسیٰ سے خصوصی کلام کیا" اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام سے اللہ نے مختلف طریقوں سے کلام کیا۔ اب وحی منقطع ہے۔

وہ پیدا کرنے والا ہے

مارنا، جلانا، رزق دینا نہ دینا، اور دوسرے کام اسی صفت کے ماتحت آجاتے ہیں،

نوٹ:۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ صفات جو اللہ میں پائی جاتی ہیں ہماری صفات سے اور ان کی حقیقت سے سراسر مختلف ہیں، اس کا سننا ہمارے سننے سے اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے سے بالکل مختلف ہے، یہی حال دوسری صفات کا ہے،

وہ کسی کا محتاج نہیں

جس طرح اللہ اچھی صفات سے متصف ہے اسی طرح وہ بُری صفات سے

---

[1] البقرہ۔ آیت ۲۲۴ [2] الحج۔ آیت ۷۶

پاک بھی ہے، اللہ کسی کا محتاج نہیں سب اُسی کی طرف محتاج ہیں، قرآن کریم میں ہے، یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝ اے لوگو! تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز، تعریف کیا ہوا ہے۔

وہ جسم وجسمانیات سے پاک ہے[1]

اللہ کا جسم نہیں، اس کی شکل وصورت نہیں، اس کا نہ کوئی رنگ ہے نہ بو، یعنی جسم اور اس کے تقاضوں سے پاک ہے، یہ سب مخلوق کی صفات ہیں، بعض جاہل کہتے ہیں "خدا پیر یا رسول کی شکل میں ہے"، یہ سخت گمراہی ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے، وہ کھانے پینے، سونے اونگھنے سے پاک ہے، ہم اسکو دنیا کی کسی چیز کے مشابہ بھی قرار نہیں دے سکتے ہیں، لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ "اسکی مثل کوئی چیز نہیں، اگر قرآن وحدیث میں اللہ کے لئے کوئی لفظ اس قسم کا آیا ہے جس سے ظاہر ہو کہ اس کا جسم ہے تو علمار کے نزدیک اس کے ظاہری

[1] فقہ اکبر میں ہے، فما ذکر اللہ فی القرآن من ذکر الوجہ والید والنفس والعین فھو لہ صفات ولا یقال ان یدہ قدرتہ او نعمتہ لان فیہ ابطال الصفۃ وھو قول اھل القدر والاعتزال ولکن یدہ صفۃ بلا کیف انتھی (فقہ اکبر)

قرآن میں اللہ نے، چہرہ، ہاتھ، نفس اور آنکھ کا جو ذکر کیا ہے یہ سب اس کی صفات ہیں یہ نہ کہا جائے کہ ید سے مراد قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس طرح صفت کا باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے، ید تو صفت بلا کیف ہے۔

امام مالک، احمد، شافعیؒ اور جمہور محدثین کا یہی مسلک ہے۔ منہ ۱۲

marfat.com

معنی مراد نہیں، مثلاً یَدُ اللہِ، اللہ کا ہاتھ، اب اس سے ہاتھ مراد نہیں — اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک یہ متشابہات ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں لہذا لازم ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور حقیقت کو اللہ کے سپرد کریں۔

اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں

کسی مکان یا جگہ میں وہ چیز ہوتی ہے جس کا جسم ہو جب وہ جسم سے پاک ہے تو مکان سے بھی پاک ہے، یعنی وہ کسی ایک جگہ میں مقید نہیں، اس کے باوجود اس کی تجلیات سے ہر گوشہ معمور ہے۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ = اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو، تمام کائنات اُس کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کم ہے تو اس میں وہ کیوں کر سما سکتا ہے؟

اس کے لئے کوئی زمانہ نہیں

جب زمانہ نہیں تھا تو بھی وہ تھا اور جب زمانہ نہ ہوگا تب بھی وہ رہے گا، وہ زمانہ کی طرف محتاج نہیں،

وہ حلول سے پاک ہے

حلول سے مراد کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہو جانا ہے، اللہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، کسی بت، انسان، جن، فرشتے، درخت، پتھر یا جانور وغیرہ میں وہ حلول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حلول کرتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی، اللہ میں اس طرح گم ہو جاتا ہے جیسے برف پانی میں یا قطرہ دریا میں، یا یہ کہ اولیاء اللہ اور اللہ ایک ہی ہیں، صاف کافرانہ باتیں ہیں (معاذ اللہ)

marfat.com

بعض ناواقف لوگ جو نماز روزہ بھی صحیح معنی میں ادا نہیں کر سکتے، فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کی باتیں کر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ کے صریح احکام ماننے کی کوشش کرے فرائض، سنن و نوافل ادا کرے جب ان مقامات سے بخیریت گذر جائے اور شرعی ممنوعات سے مستقل بچتا رہے تو اصطلاحات صوفیہ کے معانی سمجھنے سمجھانیکی ضرورت نہ ---- رہیگی بلکہ خود ہی منکشف ہو جائیں گے۔

اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے

اس کی ذات ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگی، اسے فنا نہیں، اگر فانی ہوتا تو خدا کیوں ہوتا؟ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے، نہ وہ بچہ تھا نہ جوان ہے اور نہ بوڑھا ہوگا، صحت و مرض سے بالاتر ہے، کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی اولاد ہے

اللہ کسی کی اولاد نہیں اور اسکی اولاد نہیں، اگر ایسا ہوتا تو باپ بیٹوں میں مشابہت اور مجانست ہوتی ہے، اللہ اور اس کے باپ اور بیٹوں میں بھی صورت ہوتی جو اسکی ذات کے لئے ممکن نہیں، عیسائی اسی لئے کافر ہوئے کہ انھوں نے عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا، ------، اُس کی بیوی بھی نہیں، وَلَمْ تَکُنْ لَہٗ صَاحِبَۃٌ

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ = نہ تو اُس نے جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

لے عنکبوت - آیت ۸۸

اس پر کوئی چیز لازم نہیں

اللہ کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں، اس کی مرضی ہے جو چاہے کرے، اس پر کوئی چیز لازم نہیں۔

اس کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا

اس کا فیصلہ قطعی ہے جسے نہ کوئی رد کرنے والا ہے اور نہ روکنے والا، دُعا سے اللہ کا حکم ٹالا نہیں جاتا ہے بلکہ دعا کرنا بھی اللہ کے حکم ہی کی تعمیل ہے، اسی کا فرمان ہے۔ ”اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1] تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“

کوئی ولی یا رسول یا فرشتہ بھی اللہ کے حکم کو ٹال نہیں سکتا، ایسا کہنا یا سوچنا ان بزرگوں کی توہین ہے، یہ تو سب سے زائد اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، تو یہ کیسی اطاعت کہ آقا کے احکام کو ٹالیں یا اسکی مصلحتوں میں دخل اندازی کریں، ہاں اللہ کا اُنپر بڑا فضل ہے جب یہ دعائیں یا التجائیں کرتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے — اب آپ کہیں گے کہ خدا کا یہ تصور تو ذہن سے بالاتر ہے ہم اس کو سوچ بھی نہیں سکتے، تو یہ درست ہے، اگر خدا ہمارے ذہنوں میں آجاتا تو وہ خدا نہوتا اور نہ اسکی ذات وصفات بتانے کیلئے اس کے نبی اور رسول آتے، بلکہ ہر شخص خدا کا ایک تصور اپنے ذہن میں قائم کرلیتا، خدا تو ہماری عقل وخرد کا خالق ہے، وہ ہماری عقل میں کیونکر سما سکتا ہے، اگر وہ عقل میں سما جائے تو وہ عقل کو پیدا کرنے والا خدا نہ ہوگا بلکہ عقل کا پیدا کیا ہوا خدا ہوگا، بلاشبہ وہ عقل وخرد اور ہوش وحواس کی گرفت سے بالاتر ہے۔

---

[1] المومن۔ آیت۔ ۶۰

خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

ہماری آنکھیں عادتاً صرف انہی چیزوں کو دیکھتی ہیں جو رنگ والی ہوں، مگر خدا کوئی رنگین شے نہیں، اسلئے ہماری آنکھیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ قرآن میں ہے، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [۱] = آنکھیں اس کو نہیں دیکھتی ہیں وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف وخبر دار ہے

موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر دیدارِ الٰہی کا مطالبہ کیا تھا، مگر اللہ نے فرمادیا، اے موسیٰ تم مجھ کو نہ دیکھ سکو گے، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی تجلّی طور پر ڈالی تو طور سرمہ ہو گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے، دنیاوی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ہوا اللہ نے آپکی نگاہ میں یہ قوت رکھی تھی کہ وہ خدا کا دیدار کر سکے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ آپ نے اللہ کا دیدار اس طرح کیا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى [۲] = نگاہ نہ تو ٹیڑھی ہوئی اور نہ اُسنے سرکشی کی۔

مومنین [۳] جنت میں اللہ کا دیدار اس طرح کرینگے جیسے چودھویں کی رات کو چاند دیکھتے ہیں، اور سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی کی ہوگی، جو جتنا صالح ہوگا اس کو اتنا ہی زائد دیدار نصیب ہوگا، یہ دیدار اس لئے ممکن ہوگا کہ وہاں آنکھوں میں اتنی قوت عطا کردی جائیگی کہ وہ دیدارِ الٰہی کی متحمل ہوسکیں۔

اللہ کے نام

اللہ تعالیٰ کو انھیں ناموں سے یاد کرنا چاہیے جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں،

---

[۱] الانعام۔ آیت: ۱۰۳ [۲] النجم۔ آیت: ۱۷ [۳] انکم سترون ربکم یوم القیٰمۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر،

یا جو ان ناموں کا صحیح ترجمہ ہو مثلاً لفظ "خدا" یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام میں اللہ کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے ان سے احتراز کیا جانا چاہیئے کیونکہ وہ نام اللہ کی بعض ایسی صفات پر دلالت کرتے ہیں جو اہلِ اسلام کے نزدیک اللہ کے لئے ثابت نہیں مثلاً یہود کہتے ہیں " یہوَاہ " ایرانی کہتے ہیں" ایزد" ہندو، نارائن" بھگوان پرمیشور وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں، مگر احادیث صحیحہ میں ننانوے (۹۹) نام آئے ہیں جو اللہ کی مختلف صفات پر دلالت کرتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ اللّٰهُ	الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	الرَّحْمٰنُ
الرَّحِیْمُ	الْمَلِكُ	الْقُدُّوْسُ	السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ	الْمُهَیْمِنُ	الْعَزِیْزُ	الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ	الْخَالِقُ	الْبَارِئُ	الْمُصَوِّرُ
الْغَفَّارُ	الْقَهَّارُ	الْوَهَّابُ	الرَّزَّاقُ
الْفَتَّاحُ	الْعَلِیْمُ	الْقَابِضُ	الْبَاسِطُ
الْخَافِضُ	الرَّافِعُ	الْمُعِزُّ	الْمُذِلُّ
السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ	الْحَكَمُ	الْعَدْلُ
اللَّطِیْفُ	الْخَبِیْرُ	الْحَلِیْمُ	الْعَظِیْمُ
الْغَفُوْرُ	الشَّكُوْرُ	الْعَلِیُّ	الْكَبِیْرُ
الْحَفِیْظُ	الْمُقِیْتُ	الْحَسِیْبُ	الْجَلِیْلُ
الْكَرِیْمُ	الرَّقِیْبُ	الْمُجِیْبُ	الْوَاسِعُ
الْحَكِیْمُ	الْوَدُوْدُ	الْمَجِیْدُ	الْبَاعِثُ
الشَّهِیْدُ	الْحَقُّ	الْوَكِیْلُ	الْقَوِیُّ

marfat.com

اَلْمَتِیْنُ	اَلْوَلِیُّ	اَلْحَمِیْدُ	اَلْمُحْصِیْ
اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِیْدُ	اَلْمُحْیِیْ	اَلْمُمِیْتُ
اَلْحَیُّ	اَلْقَیُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ
اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ
اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ
اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ	اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِیْ
اَلْمُتَعَالُ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْتَقِمُ
اَلْعَفُوُّ	اَلرَّؤُفُ	مَالِكُ الْمُلْكِ	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ
اَلْمُقْسِطُ	اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمَانِعُ
اَلضَّآرُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ	اَلْهَادِیْ
اَلْبَدِیْعُ	اَلْبَاقِیْ	اَلْوَارِثُ	اَلرَّشِیْدُ

اَلصَّبُوْرُ ۔ جَلَّ جَلَالُهٗ وَ عَمَّ نَوَالُهٗ

ان ناموں کے پڑھنے کی فضیلت	حدیث شریف[1] میں ہے کہ اللہ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں، جو انھیں پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا۔

نبی یا رسول

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی مرضی کے کام کرے اور جن کاموں سے اللہ ناخوش ہے اُن سے بچے۔ لیکن ہر شخص کو اللہ کی پسند و ناپسند کا علم کیسے ہو؟ اللہ نے ہماری اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ اس نے ہماری طرف اپنے نبی اور رسول بھیجے۔

[1] مشکوٰۃ ص ۱۹۹

نبی اس کے معنی ہیں خبر رکھنے والا یا خبر دینے والا، بہر حال اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی خبریں رکھتا ہے اور ان ہی خبروں کو دوسروں تک پہنچاتا ہے، نبی کو کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت دیکر نہیں بھیجا جاتا ہے بلکہ وہ پہلے رسول کی شریعت ہی کی تبلیغ کرتا ہے۔

رسول رسول کے معنی ہیں، پیغام پہنچانے والا، رسول نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتا ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے جبکہ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

سچّے نبی کی دلیل

اب تو کسی مدعی نبوّت سے دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آخری نبی ہیں، لہٰذا اب جو بھی نبوت کا دعوٰی کرے گا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور کافر ہو جائے گا اور جو اس کو مانے گا وہ بھی۔ قرآن کریم میں ہے۔ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ[1]، محمّد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، اور لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، لیکن جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو اُن کو اللہ نے معجزہ عطا فرمایا، معجزہ مختلف قسموں کا ہوتا ہے۔

معجزہ

معجزہ عربی زبان میں عاجز کردینے والی چیز کو کہتے ہیں، جب لوگ نبی کا انکار کرتے تو نبی کوئی ایسا کام کرکے دکھاتا جس سے اس کے زمانہ کے لوگ عاجز ہو جاتے تھے اور کسی طرح بھی اس جیسا کام کرنے پر قادر نہیں ہوتے تھے، اس سے

---

[1] الاحزاب۔ آیت۔ ۴۰

نبی اس کے معنی ہیں خبر رکھنے والا یا خبر دینے والا، بہر حال اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی خبریں رکھتا ہے اور ان ہی خبروں کو دوسروں تک پہنچاتا ہے، نبی کو کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت دیکر نہیں بھیجا جاتا ہے بلکہ وہ پہلے رسول کی شریعت ہی کی تبلیغ کرتا ہے۔

رسول رسول کے معنی ہیں، پیغام پہنچانے والا، رسول نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتا ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے جبکہ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

سچّے نبی کی دلیل

اب تو کسی مدعی نبوّت سے دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آخری نبی ہیں، لہٰذا اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور کافر ہوجائے گا اور جو اس کو مانے گا وہ بھی۔ قرآن کریم میں ہے۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[1]، محمّد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، اور لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، لیکن جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو اُن کو اللہ نے معجزہ عطا فرمایا، معجزہ مختلف قسموں کا ہوتا ہے۔

معجزہ

معجزہ عربی زبان میں عاجز کردینے والی چیز کو کہتے ہیں، جب لوگ نبی کا انکار کرتے تو نبی کوئی ایسا کام کرکے دکھاتا جس سے اس کے زمانہ کے لوگ عاجز ہوجاتے تھے اور کسی طرح بھی اس جیسا کام کرنے پر قادر نہیں ہوتے تھے، اس سے

---

[1] الاحزاب - آیت - ۴۰

پتہ چل جاتا کہ یہ شخص خاص اللہ کا بھیجا ہوا ہے جبھی تو اللہ نے اس کے ہاتھ پر ایسی چیز ظاہر کی ہے جس سے ہم عاجز ہیں، مثلاً صالح علیہ السلام نے دعا کی تو پہاڑ سے ایک اونٹنی نکل آئی، جو ایک دن میں بستی کا تمام پانی پی جاتی تھی، اور اتنا دودھ دیتی تھی کہ تمام بستی والے اس سے شکم سیر ہو جاتے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے، اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے دوسرے معجزات کے ساتھ ہی قرآن بھی عطا فرمایا کہ اس جیسی کتاب تو کیا اس کی ایک چھوٹی سورت جیسی سورت بھی آجتک کوئی نہ بنا سکا، جن لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے انکے ہاتھ پر کوئی کام حیرت انگیز صادر ہی نہیں ہوا ورنہ اللہ کی مخلوق مغالطہ میں پڑجاتی، بلکہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار ہمیشہ ذلیل وخوار ہوئے۔

مقامِ نبوّت

(ہر نبی چھوٹے بڑے گناہ سے پاک تھا)

ہر نبی قصداً صغیرہ وکبیرہ گناہ سے پاک تھا، نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، ہاں[1] صغیرہ گناہ سہواً نبوت کے بعد صادر ہونا ممکن ہے بشرطیکہ

---

[1] وتجوز الصغائر سهواً بالاتفاق، هذا مذهب اكثر الاشاعرة واكثر المعتزلة، كذا فی شرح المواقف وبعض المشائخ علی المنع فدعوی الاتفاق محل النظر وقال القاضی عیاض ذهب طائفة من محققی الفقهاء والمتکلمین الی العصمة عن الصغائر کالعصمة من الکبائر للاختلاف فی الصغائر واشکال تمائزها عن الکبائر ولان المعلوم من السلف الاقتداء بکل ماصدر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاحتجاج به۔
(نبراس ص۴۵۳)

marfat.com

وہ گناہ صغیرہ خست پر دلالت نہ کرتا ہو، لیکن محققین فقہا و متکلمین کے نزدیک نبی سے گناہ صغیرہ بھی سرزد نہیں ہوتا، کیونکہ گناہ صغیرہ کی تعریف میں خود اختلاف ہے، کسے صغیرہ کہیں اور کسے کبیرہ، پھر بزرگوں سے یہی منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی کیا انھوں نے اس کی تقلید کی اور اس کی پیروی کی، انبیاء کی عصمت اہلِ حق کے نزدیک قرآن، حدیث اور اجماعِ امت سے بھی ثابت ہے اور دلائل عقلیہ سے بھی، یہاں صرف ایک دلیل پیش کی جاتی ہے جو شرعی بھی اور عقلی بھی قرآن میں ہے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [1]

اور خدا کا رسول تم کو جو کچھ بھی دے وہ لو اور جس سے بھی روکے اُس سے تم رُک جاؤ۔

اس میں رسول کی اتباع کا ہر کام میں حکم دیا ہے، اب رسول معصیت اور گناہ کا کام کرتا تو اس میں بھی اتباع لازم ہوتی اور یہ سراسر غلط ہے۔

۲- جو چیزیں اللہ نے نبی کو تبلیغ کے لئے دی ہیں، ان میں نبی سے سہو و نسیان بھی ممکن نہیں۔

۳- خدا کے نبی ایسے ہر مرض سے پاک تھے جس سے لوگ نفرت کھاتے ہیں، البتہ بخار درد سر وغیرہ میں مبتلا ہوئے،

۴- اللہ نے اپنے تمام نبیوں کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرمایا جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں وہ ان کو نہ تو اپنے حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ عقل سے، اللہ نے اپنے نبی کو یہ چیزیں بذریعہ وحی بتائیں، قرآن میں ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [2]

وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے، تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا ہے مگر اسکو کہ جسکو پسند کرے یعنی رسول،

چنانچہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے

---

[1] سورۃ الحشر [2] سورۃ الجن

کائنات پیدا ہوئی ہے اور جبتک رہیگی بلکہ اس کے بعد کے واقعات بھی لوگوں کو بتائے، اسی کو علم غیب کہتے ہیں۔

۵۔ نبی کی تعظیم فرض ہے اور اس کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔

۶۔ تمام نبیوں پر جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آچکے ہیں ایمان لانا فرض ہے، خواہ ہم ان کے نام جانتے ہوں یا نہ، بعض روایات میں انکی تعداد ایک لاکھ چوبیس۲ ہزار بتائی گئی ہے، کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں۔

۷۔ قرآن میں مندرجہ ذیل نبیوں کا ذکر ہے:۔

(۱) آدم (۲) نوح (۳) ابراہیم (۴) اسماعیل (۵) اسحاق (۶) یعقوب (۷) یوسف (۸) موسیٰ (۹) ہارون (۱۰) شعیب (۱۱) لوط (۱۲) ہود (۱۳) داؤد (۱۴) سلیمان (۱۵) الیاس (۱۶) الیسع (۱۷) یحییٰ (۱۸) عیسیٰ (۱۹) یونس (۲۰) ادریس (۲۱) ذوالکفل (۲۲) صالح (۲۳) ایوب علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲۴) حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۸۔ سب نبیوں میں افضل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام یہ سب اولوالعزم رسول ہوئے، یہ حضرات خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہیں،

۹۔ تمام نبی خدا کے یہاں بھی باعزت ہیں، اور ان کو خدا کی بارگاہ میں چوڑھے چمار کی مثل قرار دینا کلمۂ کفر ہے۔

۱۰۔ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔

---

marfat.com

ختمِ نبوّت

ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا میں جو کمال بھی ہے اسکی کوئی نہ کوئی انتہا ضرور ہے، نبوّت بھی ایک کمال ہے، اس کا سلسلہ کہیں نہ کہیں ضرور ختم ہونا تھا، چنانچہ وہ ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے انسانیت کا آغاز فرمایا اور انہی سے نبوت کا آغاز کیا، ہر نبی کو اللہ نے تھوڑی تھوڑی ہدایات دیکر دنیا میں بھیجا، تاکہ لوگ آہستہ آہستہ ان کمالات کو حاصل کر لیں جو انسانیت کیلئے مقدر کئے گئے ہیں۔ ہر بعد والا رسول پہلے رسول سے کچھ نہ کچھ زائد لیکر آیا۔ یہاں تک کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے، آپ پر ۲۳ سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ احکام کو نازل کیا گیا، اور جب یہ احکام مکمّل ہوئے تو ارشاد فرمایا:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ[۱]	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب کر کے میں راضی ہوا۔

جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ کی نعمت پوری ہو گئی تو اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اب تو صرف اسی نعمت کو زائد سے زائد لوگوں تک پہنچانا ہے، اس کے لئے علماء، فقہاء اور اولیا کافی ہیں۔ پھر دوسری جگہ صراحت سے ارشاد فرمایا:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ[۲]	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

---

[۱] سورۃ المائدہ

[۲] الاحزاب - آیت - ۴۰

marfat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

آپ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا مقام پہچان کر آپ کو مانا جائے۔ اس مختصر کتاب میں نہ تو آپ کی سیرت کا بیان مقصود ہے اور نہ ہی آپ کے اخلاقِ حمیدہ کی تفصیل، اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ بحیثیت مسلمان آپ کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں۔

رسول اللہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ پر وحی فرمائی اور جو کچھ آپ نے کیا اور کہا اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ ہی کے حکم سے فرمایا۔ قرآن میں ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى[1] — اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو صرف وحی ہے جو انکی طرف آتی ہے۔

مقامِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

عبد اللہ آپ تمام کمالات کے باوجود اللہ کے بندے ہی تھے اس کے بیٹے، یا اُس کے شریک نہیں تھے، آپ میں اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت نہیں تھی۔ یعنی جس طرح وہ صفت اللہ کے لئے ثابت ہے۔

افضل الرسل آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں، ہر کمال جو کسی نبی یا رسول کو دیا گیا تھا وہ آپ میں اکمل طریقہ پر موجود تھا

رسالت عامہ آپ کی رسالت عرب و عجم اور پوری دُنیا کے لئے قیامت تک جاری و ساری ہے، قرآن میں ہے:-

---

[1] النجم - آیت - ۷

marfat.com

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کو اسکا ڈر سنائیں۔[1]

(۱) آپ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

(۲) آپ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں

(۳) آپ اللہ کے حبیب ہیں۔

(۴) اللہ نے آپکو معراج کرائی اور اپنا دیدار عطا کیا۔

(۵) آپ نے اللہ کا کلام بلا واسطہ سُنا۔

(۶) قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت آپ ہی کرینگے آپکے بعد دوسرے کرینگے۔

(۷) ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت خصائص ہیں۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقوق اُمت پر

(۱) آپکی اطاعت ہر حال میں فرض ہے، اور آپ کے جو ارشادات ہیں مومن کو چاہیئے انھیں اس طرح مانے کہ دل میں تنگی تک پیدا نہ ہو، جب آپ صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے تو حکم تھا کہ اگر آپ کسی کو پکاریں اور وہ نماز میں بھی ہو تو فوراً آپکی خدمت میں حاضر ہوجائے اور اس اثنا میں راستہ چلنے، اور آپ سے گفتگو کرنیکی وجہ سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا بلکہ جہاں سے نماز چھوڑ کر آیا تھا پھر وہیں سے شروع کردے۔

(۲) آپکی محبت دل میں ہر چیز سے زائد ہونی چاہیئے[2] اُس وقت تک ایمان،

---

[1] الفرقان - آیت = ۱۔ [2] یہ محبت رسول ہی تھی کہ جنگِ بدر میں ابو عبیدہؓ نے اپنے کافر باپ کو قتل کردیا۔ ابن ہشام۔

کامل یہ ہوگا جب تک کہ آپکی محبت دنیا کی ہر محبت سے زائد نہ ہو۔ [۱]

(۳) آپکی تعظیم، اللہ کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے، ہر وہ طریقہ جو تعظیم کا ممکن ہو وہ اختیار کیا جائے (سوائے عبادت کے) آپ کی تعظیم جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں فرض تھی اب بھی فرض ہے، سورۂ حجرات شریف میں اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کے آداب تعلیم کئے ہیں فرمایا،

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو. یقیناً اللہ جاننے اور سننے والا ہے ۝

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے باآواز بلند کلام کرتے ہو نبی سے باآواز بلند کلام نہ کرو، ورنہ تمہارے اعمال رائیگاں چلے جائینگے اور تمکو پتہ بھی نہ چلیگا۔ وہ لوگ جو بارگاہِ رسالت میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

وہ لوگ جو آپکو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں ۝ اور اگر وہ اتنی دیر صبر کر لیتے کہ آپ از خود ہی تشریف لے آتے تو یہ انکے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

ان آیات کے علاوہ قرآن میں کئی آیات اور بھی ہیں جن سے مقامِ رسالتمآب کی عظمت کا حال معلوم ہوتا ہے۔

(۴) جب آپکا اسمِ گرامی لینا ہو یا سننے کا موقع ہو تو از حد عجز وانکساری کا مظاہرہ

---

[۱] :- عبداللہ نے آپ سے اجازت چاہی کہ اپنے باپ ابی کو قتل کردیں. مگر آپ نے منع کر دیا۔ (اصابہ) مصعب بن عمیر نے اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ نسیم الریاض

[۲] پ ۲۶ ع ۱۶

کرنا چاہیئے اور نام لیتے ہی یا سنتے ہی درود پاک پڑھنا واجب ہے۔

۵. آپ کے اہلِ بیت، صحابہ اور تمام متعلقین سے محبت کرنی چاہیئے۔

۶. آپ کی طرف جو چیز بھی منسوب ہو واجب التعظیم ہے۔ اگر خدانخواستہ نسبت غلط ہے تو ہمیں بہرحال ثواب ملے گا۔ گناہ غلط نسبت کرنے والے کے سر ہوگا۔

۷. آپ کا ذکر پورے ادب و احترام سے ہو کہ صاف پتہ چل جائے کہ یہ کسی بادشاہ شاعر، ادیب اور ہیرو کا نام نہیں لیا جا رہا ہے بلکہ اللہ کے حبیب جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی ہے۔

۸. آپ کی تعظیم کی کوئی حد نہیں اگر کچھ ہے تو وہ ہے جو ایک شاعر نے ان اشعار میں بیان کی ہے۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمِ

جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہا وہ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جو تعریف چاہو سو کرو

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور آپ کی ذات سے جو عظمت و شرافت چاہو سو منسوب کرو۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے جسے کوئی بولنے والا منہ سے ادا کر سکے۔

۹. جو شخص آپ کے کسی قول و فعل کو بنظرِ حقارت دیکھے وہ کافر ہے۔

لہ قصیدہ بردہ بوصیری

۱۰۔ آپ کے کسی قول و فعل پر تنقید کرنا بلکہ آپ کے لباس کھانے پینے وغیرہ پر بھی تنقید کرنا مومن کی شان نہیں۔

فرشتوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے پیغامات بندوں تک پہنچانے والے فرشتے ہی ہیں۔ عام طور پر اللہ اور بندے کا تعلق اسی نورانی مخلوق کے ذریعے سے قائم ہوتا ہے اس لئے ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۱۔ فرشتوں میں مذکر و مؤنث نہیں۔

۲۔ فرشتے نورانی مخلوق ہیں۔ اللہ کے حکم سے جو شکل چاہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام عام طور پر ایک صحابی وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ، کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

۳۔ فرشتوں کی کل تعداد نہیں بتائی گئی ہے بلکہ قرآن میں ہے،

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

اور تیرے رب کے لشکر کو وہی (اللہ) جانتا ہے۔

لشکر سے مراد فرشتے ہیں۔

۴۔ فرشتوں کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے۔ بعض لوگ اپنے دشمن کو دیکھ کر کہتے ہیں "لو یہ عزرائیل آگیا" یہ سخت گستاخانہ جملہ ہے۔

۵۔ فرشتوں کا صریح انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ کوئی مخلوق نہیں بلکہ بھلائی کی قوت سے کنایہ ہے، کفر یہ باتیں ہیں۔ فرشتے حقیقی وجود رکھتے ہیں۔

marfat.com

۶۔ فرشتوں سے نہ عمداً کوئی گناہ ہوتا ہے نہ سہواً وہ حکم الٰہی کیخلاف کچھ نہیں کرتے۔

۷۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے مختلف فرشتوں کو مختلف کاموں پر مقرر کیا ہے۔

۱۔ وحی لانا:۔ یہ جبریل علیہ السلام کا کام تھا، یہ سب فرشتوں میں افضل ہیں
۲۔ پانی برسانا:۔ میکائیل علیہ السلام کا کام ہے۔
۳۔ روح قبض کرنا:۔ عزرائیل علیہ السلام کا کام ہے۔ کچھ فرشتے انکے ماتحت ہیں
۴۔ صور پھونکنا:۔ یہ اسرافیل علیہ السلام کا کام ہے۔
۵۔ روزی پہنچانا۔
۶۔ پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا۔
۷۔ انسانی بدن میں تصرف کرنا۔
۸۔ انسان کی اس کے دشمنوں سے حفاظت کرنا، خاص طور پر پوشیدہ دشمنوں سے مثلاً جن و شیاطین سے۔
۹۔ ذکرِ الٰہی کی مجالس میں حاضری دیکر ذاکرین کے حق میں گواہی دینا۔
۱۰۔ نیکی بدی لکھنا، ان فرشتوں کو "کراماً کاتبین" کہتے ہیں۔ یہ ہمہ وقت انسان کے دائیں بائیں رہتے ہیں۔
امتیوں کا درود و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچانا۔
۱۱۔ مُردوں سے سوال کرنا، ان فرشتوں کا نام منکر نکیر ہے۔

مشرکین دو قسم کے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا وجود جسمانی اور ظاہری ہے۔ مثلاً آگ، دریا، درخت، جانور وغیرہ اور دوسرے وہ جو پوشیدہ ہیں، اِن اَن دیکھی قوتوں کو مشرکوں نے دیوتا اور خدا کی اولاد قرار دیا تھا مشرکین

marfat.com

مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جس طرح مادّی بت پاش پاش کئے، اسی طرح غیر مادّی چیزوں کے معبود ہونے کی یا الوہیت میں شریک ہونے کی نفی کردی اور صاف صاف بتا دیا کہ فرشتے خدا کی مخلوق ہیں۔ اس کے تابع فرمان ہیں، بلکہ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں اور یہ حکم الٰہی کو بجا لائے تو یہ کس قدر نادانی ہے کہ وہ مخلوق جو انسان کے لئے جھکی اس کو انسان لائق پرستش سمجھے۔ فرشتوں کی مذکورہ صفات بتا کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے شرک کی جڑ کاٹ دی۔

عالمِ برزخ

برزخ کے معنی ہیں درمیانی چیز۔ مسلمانوں کے نزدیک دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ اس عالم میں اچھے لوگوں پر انعام الٰہی ہوتا ہے اور برے لوگوں پر عذاب الٰہی ہوتا ہے۔ اس کا نام تو قرآن میں مذکور نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ حساب کتاب سے قبل بھی لوگوں کو مرنے کے بعد راحت در نج ہوتا ہے، اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کیوں کہ یہ تو مناسب نہ تھا کہ ہر شخص کا حساب مختلف زمانوں میں ہو۔ کسی کا پہلی صدی میں کسی کا دوسری میں اور کسی کا تیسری میں وعلیٰ ھذا القیاس یہ چیز خدا کی بڑی عدالت کے شایانِ شان نہیں۔ شان تو یہی ہے کہ تمام مخلوق کا حساب وکتاب ایک ساتھ ہی ہو تو ہر ایک دوسرے کے نتائج سے باخبر ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ نیکی اور بدی کرنے والے ایک مدتِ دراز تک اپنے نیک و بد اعمال کے نتائج سے محروم انتظار حشر میں

marfat.com

رہیں لہٰذا اللہ نے ایک درمیانی عالم پیدا فرما دیا اور اسی کا نام برزخ ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَّیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ [۵۱]۔

وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن کہا جائے گا کہ آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

اس آیت میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے کا عذاب ہے۔ اسی طرح راحت کا ذکر بھی قرآن میں ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ [۵۲]۔

اور وہ لوگ جو راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے تم ہرگز ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور اللہ نے ان کو جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں، اور وہ ان لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو کہ ابھی تک ان سے نہیں ملے ہیں کہ ان پر نہ تو ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے

قبر میں عذاب و ثواب

قبر سے مراد یہاں صرف وہ جگہ ہی نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا

---

[۵۱] سورۃ المومن [۵۲] آل عمران ۱۷۰ - ۱۶۹

ہے بلکہ مرنے کے بعد کا عالم ہے۔ مُردہ قبر میں ہو یا آگ میں جلا کر اس کی خاک دریا برد کر دی جائے یا کوئی جانور اس کو کھا جائے بہر حال اس کے اجزاء ضرور ہوں گے خواہ وہ کتنے ہی باریک یا کتنے ہی منتشر اور پھیلے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ اب وہ اجزاء جہاں کہیں بھی ہوں گے خواہ وہ کتنے ہی باریک ہوں اللہ دہیں ان کو عذاب وثواب پہنچائے گا اور وہ اس پر قادر ہے۔ شرعی اصطلاحات میں قبر سے مراد مرنے کے بعد قیامت سے پہلے کا عالم ہوتا ہے۔ اب چند احادیث عذاب قبر اور ثوابِ قبر سے متعلق ملاحظہ ہوں۔

۱۔ زیدؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے آپ کی سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ یکایک سواری ڈرنے اور بدکنے لگی۔۔۔ وہاں چند قبریں تھیں، آپ نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ کسی نے عرض کی' میں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ کس زمانہ کے لوگوں کی قبریں ہیں؟' اس نے عرض کی یہ زمانہ شرک کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ تم مردے کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں تم کو وہ عذاب سنواتا جو ان مُردوں کو ہو رہا ہے اور جسے میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ہم نے کہا "اے اللہ ہم عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتے ہیں"۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگو، ظاہر اور باطن فتنوں سے، ہم نے کہا اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ظاہر اور باطن فتنوں سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگو دجّال کے فتنہ سے۔ ہم نے کہا اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں دجال کے فتنہ سے۔

لہ مسلم شریف

marfat.com

منکر و نکیر

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میّت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ مردے سے دریافت کرتے ہیں " تو ان کے بارے میں (محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کیا کہتا تھا ؟ وہ کہے گا ، وہ تو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تب وہ کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان سے ندا آئے گی ، میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کیلئے جنّت کی کھڑکی کھول دو۔ جنت کی خوشبو اس کی طرف آتی رہے گی اور حدِ نگاہ تک اس کی قبر بڑھا دی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو دلہن کی طرح سو جا ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے بائیں طرف جہنم کی کھڑکی کھولی جائے گی جس سے گرم ہوائیں اور سخت بدبوئیں آئیں گی ، پھر اس کو بند کر دیا جائے گا اس کے بعد دائیں طرف کی کھڑکی کو کھول کر کہا جائے گا کہ اگر تو ان سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب نہ دیتا تو تیرے لئے وہ جہنم تھا اور اب یہ (جنت) ہے ، اور یہ اس لئے کہا جائے گا تاکہ اسے عذاب الٰہی سے نجات کی خوشی اور نعمت کی قدر معلوم ہو۔ اور کافر کیلئے پہلے جنت کی کھڑکی کھولی جائے گی تاکہ اس کی خوشبو ، ٹھنڈک اور نعمتوں کو دیکھے پھر اس کو بند کر دیا جائے گا اور دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے گی تاکہ جنت نہ ملنے کی حسرت اور جہنم میں جانے کی تکلیف دونوں ہوں ۔

لہ ترمذی ۔ یا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مردے کی قبر میں تشریف لے جائینگے یا یہ کہ آپ کے اور مردے کے درمیان پردے اٹھا دیئے جائیں گے اور ہر مردہ آپ کو اس طرح دیکھے گا جس طرح بیک وقت سب لوگ چاند کو دیکھتے ہیں کیونکہ اس عالم میں ان حجابات کا ہونا ضروری نہیں زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ خود تشریف لائیں گے کیونکہ لفظ ھذا کا تقاضا یہی ہے :

اگر مردہ منافق ہوگا تو ہر سوال کے جواب میں کہے گا، ھاہ، ھاہ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَاَقُوْلُ افسوس افسوس! مجھے معلوم نہیں، میں جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ اس وقت ایک ندا آئے گی یہ جھوٹا ہے۔ اس کیلئے آگ کا بستر بچھاؤ۔ اسے آگ ہی کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کی لپٹیں اور گرمی اس کو پہنچے گی۔ اس کو عذاب دینے کیلئے دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ یہ نہ تو سنتے ہونگے اور نہ دیکھتے ہوں گے، ان کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوگا اگر اس کو پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ مٹی ہو جائے، اس شخص کو مسلسل اس گرز سے مارا جائے گا۔ سانپ اور بچھو علیحدہ اس کو تکلیف دیں گے، اس کے برے کام بظاہری شکلوں میں آکر اس کو ایذا دیتے رہیں گے۔

قبر ہر مردہ کو دباتی ہے اس کو ضغطۂ قبر کہتے ہیں۔ مسلمان کو اس طرح دباتی ہے جیسے ماں اپنے بچہ کو محبت سے چمٹا لیتی ہے اور کافر ہے تو اس کو اس طرح دبائیگی کہ ادھر کی پسلیاں ادھر کی ادھر نکل آتی ہیں۔

روح کا مرنے کے بعد جسم سے تعلق

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی روح کا تعلق اس کے جسم سے یعنی جسم کے ذرات سے باقی رہتا ہے، اس لئے مردہ قبر پر آنے والے کو پہچانتا اور اس کی بات کو سنتا ہے۔ پھر مسلمان کی روح کہیں مقید نہیں ہوتی ہے بلکہ حسب منشاء آجا سکتی ہے۔ حدیث میں ہے۔

اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخَلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ

جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے۔ جہاں چاہے آئے جائے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"روح کیلئے دور و نزدیک سب یکساں ہے"

البتہ کافروں کی روحیں "سجین" یا دوسرے مقامات پر مقید کر دی جاتی ہیں۔

marfat.com

قبر کا عذاب و ثواب

جسم خواہ جل جائے، گل جائے یا سڑ جائے بہر حال اس کے اجزائے اصلیہ ضرور باقی رہتے ہیں اور موت کے بعد روح انسانی ۔۔۔۔ کا تعلق ایک خاص نوعیت سے ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کتنے ہی منتشر و متفرق کیوں نہ ہو۔ قبر میں جو تکلیف و راحت ہوگی وہ روح اور جسم دونوں کو ہوگی، ایک کو نہیں۔ اس لئے کہ نیک و بد کام کے وقت دونوں ہی شریک تھے، مردہ قبر میں ہو یا نہ ہو، کہیں ہو بہر حال اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے اس لئے اس کو عذاب و ثواب وہیں ملے گا۔

انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اللہ نے[1] زمین پر انبیاء کے جسموں کے کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہی حال شہدا کا ہے۔ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے بدرجہا بلند ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

مسلمان کیلئے یہ عقیدہ بھی رکھنا ضروری ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے اجزائے اصلیہ میں روح کو واپس فرمادے گا، دنیا میں جو روح جس جسم میں تھی اسی جسم میں واپس کیجائے گی یہ نہیں کہ دوسرے جسم میں داخل کیجائے۔ کیوں کہ یہ بات عدل و عقل کے خلاف ہے کہ گناہ کوئی جسم کرے اور سزا کوئی اور بھگتے، اجزائے اصلیہ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ اجزاء ہیں جو انسان کے موٹے اور دبلے ہونے کے وقت برقرار رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ[2] پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

---

[1] مشکواۃ

[2] مومنون آیت ۱۶

اُبَیّ بن خلف جو کافر تھا۔ ایک دن رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک پرانی ہڈی اٹھا لایا اور کہنے لگا" بھلا اس کو کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے؟ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کہہ دیں۔

یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ[1] اس کو وہی زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

سب سے پہلے ہمارے حضور (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) قبر شریف سے نکلیں گے۔ آپ کا ایک ہاتھ ابوبکرؓ کے کاندھے پہ اور دوسرا عمرؓ کے کاندھے پر ہوگا۔[2]

علاماتِ قیامت

اس میں کچھ شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں لیکن ان نشانیوں میں تین خصوصیات ہیں۔

۱۔ مبہم ہیں ہ۔ یعنی ان میں سے اکثر مختلف معانی اور مختلف توجیہات کا احتمال رکھتی ہیں اور غالبًا یہ اس لئے ہوا کہ لوگ ہمہ وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہیں اور قیامت کیلئے تیار رہیں۔

۲۔ ان نشانیوں میں تاریخ نہیں بتائی گئی ہے کہ فلاں نشانی کے ظہور کے کتنے دن یا کتنے گھنٹے بعد کیا ہوگا اور اگر کہیں دِنوں کا ذکر بھی ہے تو وہ دن ان دِنوں سے مختلف ہے لہٰذا قیامت کے وقت کا ٹھیک ٹھیک تعین ان نشانیوں سے ممکن نہیں۔ البتہ یہ فائدہ ضرور ہے کہ جب بھی مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جائے انسان کو توبہ و استغفار کرنی چاہیئے۔ قرآن میں ہے۔

---

[1] سورۂ یٰس [2] الصواعق المحرقہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ [ل]

قیامت قریب ہوگئی اور چاند شق ہو گیا ،

اب شق قمر کے واقعہ کو صدیاں گزر چکی ہیں مگر تا حال قیامت نہیں آئی کیوں کہ اللہ کے نزدیک قرب کی مقدار وہ نہیں ہے جو ہم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح دوسری نشانیوں کا حال ہے کہ اگر ان میں کوئی ظاہر ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اب ہفتہ عشرہ میں ہی قیامت آنے والی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ [ل]

میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں

پھر آپ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی انگشت شہادت اور برابر والی انگلی ملا کر لوگوں کو دکھائی۔ لیکن چودہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی ابھی تک قیامت نہیں آئی اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے عرض کی۔

قیامت کا ذکر

قیامت کا ذکر مسنون ہے، قرآن میں جا بجا قیامت کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہ اتنا روتے کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں اور خود صحابہ رضی اللہ عنہ آپس میں بیٹھ کر قیامت کا ذکر فرماتے تھے لیکن آجکل مسلمان ذکر قیامت سے بچتے ہیں کہ کہیں دل پر اثر ہو ہی نہ جائے۔

علامات قیامت

حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے قیامت کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے دریافت فرمایا، کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی، قیامت کا ذکر کر

[ل] اقتربت - آیت - ۱ -

marfat.com

ہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

۱۔ دھواں ۲۔ دجال

۳۔ دابہ ۴۔ آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔

۵۔ عیسیٰ ابنِ مریم کا نازل ہونا ۶۔ یاجوج وماجوج

۷۔ ایک خسف مشرق میں ۸۔ ایک خسف مغرب میں۔

۹۔ ایک خسف جزیرۃ العرب میں ۱۰۔ پھر سب سے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی، ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف لے جائیگی، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈالدے گی۔[له] اب ہم ان نشانیوں کی قدرے تشریح کرتے ہیں

۱۔ دھواں طیبی نے کہا کہ اس دھویں کا ذکر سورۂ دخان میں ہے۔

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ

جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس دھویں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا دھواں ہوگا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کو بھردے گا۔ چالیس دن اور چالیس رات رہے گا۔ مومن پر اس دھویں سے زکام کی سی کیفیت طاری ہوجائے گی، اور کافر ول پر مدہوشی طاری ہوجائے گی۔

یہ عین ممکن ہے کہ قرب قیامت میں کوئی ایسی گیس پھیل جائے جس سے یہ کیفیات پیدا ہوں۔ یا کسی بم سے یہ صورتحال پیدا ہوجائے،

دجال دجّالؔ دجل سے بنا ہے۔ جس کے معنی ملانے اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ یہ بھی حق کو

له یہاں ایک خاص دجال کا ذکر ہے جس کی صفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بیان فرمائی ہیں۔ احادیث میں تیس اور دجالوں کا ذکر ہے غرضکہ اس دجال معین کے علاوہ بہت دجال ہوئے اور ہونگے ہر ایک نبوت کا مدعی ہوگا۔ بخاری ۱۰۵۵/۲ ۔ مسلم شریف

marfat.com

باطل سے ملائے گا اور مکر و فریب کریگا اس لئے اس کو دجال کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی دیگر انبیاء علیہ السلام نے اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فریب سے ڈرایا ہے۔[1] اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے البتہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے یہ یہودی النسل ہوگا۔ کانا ہوگا بندوں کے امتحان کیلئے اللہ اس کو بندوں پر مسلط کردے گا۔ اس سے عجیب وغریب کمالات ظاہر ہوں گے۔ جنہیں دیکھ کر انسان فتنہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ایک شخص سے کہے گا اگر میں تیرے مردوں کو زندہ کردوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لائے گا؟ وہ شخص کہے گا ہاں۔ یہ شیطانوں کو حکم دے گا وہ مردوں کی شکل اختیار کرکے حاضر ہو جائیں گے۔ جو اس پر ایمان لائے گا عیش عشرت کی زندگی گذارے گا اور جو اس سے کفر کرے گا وہ شدید قحط میں مبتلا ہو جائے گا۔

نواس بن سمعانؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ عبدالعزیٰ بن قطن کا ہمشکل ہوگا (یہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ خزاعہ کا ایک بادشاہ تھا) اگر تم میں سے کوئی اس کو پائے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کہ یہ اس کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ یہ شام وعراق کے درمیان ریگستانی علاقہ سے نکلے گا، وہ دائیں بائیں بڑی تیزی سے فساد پھیلائے گا۔ تم اس زمانہ میں ثابت قدم رہنا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک دن ایک ماہ کی طرح ہوگا ایک دن جمعہ کیطرح ہوگا، اور باقی دن عام ایام کی طرح ہوں گے۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انکو اپنے اوپر ایمان کی دعوت دے گا تو وہ ایمان لے آئیں گے پھر وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا۔ پھر وہ زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو سبزہ اگائے گی۔ ان کے جانور موٹے تازے ہو جائیں گے اور خوب دودھ دیں گے پھر ایک قوم کے پاس آکر اسے ایمان کی دعوت دے گا، لیکن وہ انکار کرے گی۔ یہ قوم قحط میں

---

[1] بخاری و نبراس ص۵۸۵ [2] ترمذی و مشکوٰۃ ص۴۷۳

مبتلا ہو جائے گی ، میدان میں سے گذرے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ زمین کے خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چلیں گے . پھر ایک شخص کو دیکھے گا جو تر و تازہ نوجوان ہوگا اس کو اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا پھر اس کو پکارے گا تو وہ مسکراتا ہوا اٹھ کر اس کے پاس آجائے گا ۔ اسی اثناء میں عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اس کو لُدّ (شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے دروازے پر قتل کر دیں گے ۔ ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہوگا ۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم کی طرح کوئی چیز ہوگی جسے وہ جنت کہے گا ، وہ درحقیقت جہنم ہوگا ۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھے گا [1]

دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا ۔

۳۔ عیسےٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر نبی اور رسول ہیں ۔ قرآن کریم میں ان کا ذکر بڑی تفصیل سے ہے ۔ اللہ نے ان کو نہ صرف یہ کہ معجزات عطا کیے بلکہ وہ خود سراپا معجزہ تھے ۔ قرآن کریم نے ان کے بارے میں بتایا کہ ۔

۱۔ آپ کو بغیر باپ کے کنواری مریم علیہا السلام سے اس طرح پیدا کیا گیا کہ جبریل علیہ السلام نے مریم پر ایک پھونک ماری ۔ بس وہ حاملہ ہو گئیں ۔

---

[1] دجال کے بارے میں واردشدہ احادیث حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے فرمایا کہ "خروج دجال کی حدیثیں متواتر ہیں" نبراس ص۵۸۵ اس واقعہ کے محض تعجب خیز ہونے کی بناء پر اس کا انکار کرنا معقول نہیں ۔ حضرت حذیفہ ، ابو ہریرہ ۔ عمران بن حصین عبداللہ بن عمر انس ، نواس بن سمعان ، ابو سعید خدری ، ام شریک ابو بجرہ ، فاطمہ بنت متین رضی اللہ عنہم اس کے راویوں میں سے ہیں ۔

marfat.com

۲۔ عیسیٰ علیہ السّلام کی والدہ پیدائش کے وقت قوم کے طعنوں سے بچنے کیلئے جنگل میں چلی گئیں۔

۳۔ جنگل میں فرشتہ پھر آپ سے ہمکلام ہوا اور آپ کو تسلّی دی اور کہا کہ خدا نے تیرے نیچے پانی کا ایک چشمہ رواں کر دیا ہے، اور یہ کہ کھجور کے درخت کو ہلا تو پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا،

۴۔ مریم جن کے پاس بچپن میں بھی غیب سے بے موسم کے پھل ان کے حجرے میں پہنچ جایا کرتے تھے، اللہ کی مزید تائید دیکھ کر بہت مطمئن ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ سب باتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

۵۔ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد فطری طور پر مریم کو یہ فکر ہوئی کہ قوم کو کیا جواب دونگی تو غیب سے آپ کو یہ جواب ملا کہ تم اپنی قوم کو (اشارے سے) بتا دینا کہ آج میں نے خاموشی کا روزہ رکھ لیا ہے۔ میں کسی شخص سے کلام نہ کرونگی، تم خود اس بچہ سے اس کے بارے میں دریافت کرلو

۶۔ پہلے تو قوم نے مریم کی اس بات کا خوب مذاق اڑایا کہ ہم اس بچہ سے کیا کلام کریں جو پنگھوڑے میں ہے۔ لیکن پھر انہوں نے بچہ سے پوچھ ہی لیا۔ بچہ نے جواب دیا۔

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ تعف آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ ص وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي ز وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ (پ مریم)

یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے اس نے نبی بنایا اور میں جہاں بھی رہوں مجھے، بابرکت کیا، اور تا دم حیات مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی اور مجھے والدہ کا فرماں بردار بنایا اور مجھے

marfat.com

جابر اور بدبخت بندہ نہیں بنایا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

۷۔ ابھی عیسیٰ علیہ السلام بچے ہی تھے کہ غیب کی خبریں بتانے لگے۔ وہ یہ بتا دیا کرتے تھے لوگوں نے کیا کھایا ہے اور کیا چھپا کر رکھا ہے [۱]

۸۔ وہ مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ بحکم الٰہی پرند بن کر اڑ جاتی تھی۔ [۲]

۹۔ مادر زاد اندھوں، کوڑھیوں اور لاعلاج مریضوں کو ایک پھونک مار کر بھلا چنگا کر دیتے تھے۔ [۳]

۱۰۔ حتیٰ کہ مُردوں کو بھی بحکم الٰہی زندہ کر دیا کرتے تھے۔ [۴]

عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہوئے تقریباً تیس سال کی عمر میں تبلیغی کام شروع کیا۔ یہودیوں نے جو ظاہر پرست تھے اور جو دین کا مفہوم محض ظاہری شریعت کی پابندی جانتے تھے آپ کی مخالفت کی، بہر حال کچھ دھوبی اور مچھیرے آپ پر ایمان لے آئے۔ آپ ۲۹ء میں آسمان پر تشریف لے گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا

عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے مختلف الزامات لگا کر آپ کو گرفتار کرا دیا، مگر عدالت نے آپ کو ہر طرح بے قصور پایا۔ لیکن یہودی بار بار قتل کا مطالبہ دہراتے رہے۔ ان زمانہ میں رسم تھی کہ ہر عید پر حاکم وقت قوم کے مطالبہ پر قوم کی خوشی کی خاطر ایک ایسے شخص کو آزاد کر دیتا تھا جس کو قتل کیے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تھا۔ اس مرتبہ ایک ڈاکو قاتل "برابا" واجب القتل تھا۔ حاکم وقت نے قوم سے دریافت کیا کہ اگر تم کہو تو میں تمہاری خوشنودی کیلئے برابا کو آزاد کر دوں اور اگر کہو تو عیسیٰ کو آزاد کر دوں۔ حاکم کا خیال تھا کہ قوم برابا جیسے قاتل کی بہ نسبت معصوم عیسیٰ کو چھوڑ دینے پر راضی ہو جائے گی لیکن قوم کی بدبختی بہت بڑھ چکی

---

[۱] آل عمران - آیت ۴۹، [۲] آل عمران آیت ۴۹، [۳] آل عمران - آیت - ۴۹، [۴] آل عمران - آیت ۴۹

تھی وہ چلا کر بولے، برابا کو آزاد کردو، عیسیٰ کو مصلوب کردو۔ اب مرقس کی انجیل کا بیان ہے کہ عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور ان کو ایک پہاڑی پر دفن کردیا گیا مگر تین دن بعد ان کی قبر خالی پائی گئی۔ پھر وہ کچھ لوگوں کو محسوس طور پر نظر آئے۔ لوگوں نے انہیں چھو کر دیکھا اور انہیں بھنی ہوئی مچھلی کا تنکا دیا جو انہوں نے کھالیا۔[۱]

اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دیجا سکی بلکہ ان کے شبہ میں انہی سے ملتی جلتی صورت کے دوسرے شخص کو مصلوب کر دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے بحفاظت اٹھالیا اور وہ اب بھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ اس سلسلہ میں قرآن کا واضح بیان یہ ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۙ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝[۲]

اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا، حالانکہ نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دی، اور لیکن ان کیلئے شبہ پیدا کردیا گیا، اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں بلا شبہ ان کی طرف سے شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کچھ علم نہیں، سوائے گمان کے پیچھے لگنے کے، اور انھوں نے انکو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کو بار بار پڑھیئے اور بغور ملاحظہ کیجئے، ان الفاظ پر توجہ دیجئے جو استعمال

[۲] نساء ۴ - آیت ۱۵۸

کئے گئے ہیں، پھر تصریحات دیکھئے۔ پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ ''حیاتِ مسیح'' کے بارے میں شک و شبہ کی گنجائش کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دیجئے۔

۱۔ سلسلۂ کلام یہ ہے کہ اللہ نے یہود کے دلوں کو سربمہر کر دیا، ان کے مومن ہونے کی توقع اب فضول ہے۔ خدا کا یہ عظیم غضب ان پر اب کیوں نازل ہوا؟ اس کی چند وجوہات مذکورہ آیت سے قبل بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ خدا کے عہد کو توڑنا۔ ۲۔ اللہ کے نبیوں کو قتل کرنا۔ ۳۔ کفر کرنا۔ ۴۔ مریم پر بہتانِ عظیم باندھنا۔ ۵۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو قتل کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسیٰ مقتول یا مصلوب ہوئے اور اللہ کی طرف زندہ نہیں اٹھائے گئے تو خطرہ ہے کہ خدا کی طرف سے اس کے دل پر کفر کی مہر نہ لگ جائے۔

۲۔ مسیح کی طبعی موت کا کوئی قائل نہ تھا۔ کچھ لوگ ان کے قتل اور کچھ ان کے مصلوب ہونے کا قول کرتے تھے، اللہ نے بلیغ انداز میں قتل و صلب کی نفی کر دی، اور صرف نفی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مثبت طریقہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا۔

۳۔ لفظ ''یقیناً'' قرآن میں صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے جو حیات مسیح کے عقیدہ کو یقینی طور پر پیش کرتا ہے۔

۴۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جو لوگ وفاتِ مسیح کا قول کرتے ہیں اور قرآن کے مقابلہ میں آتے ہیں ان کے پاس کونسی یقینی دلیل ہے جب کہ مسیح کا زمانہ تاریخ کی گرفت سے آزاد ہے، صرف نجومیوں کے زائچے کھینچنے سے کیا ہوتا ہے، ایک مسلمان کیلئے مسیح کی شخصیت سے متعارف ہونے کا کوئی ذریعہ قرآن سے زائد نہیں اور قرآن کا بیان آپ ملاحظہ کر چکے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہاں وضاحت کی گئی ہے کہ مسیح کے بارے میں اختلاف کرنے والے ''ظن'' کی پیروی کرتے ہیں۔ انہیں علم نہیں۔ بس ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ قرآن سے ہٹ کر اس مسئلہ پر نہ سوچے اگر کسی کے پاس قرآن کے برابر کوئی مضبوط دلیل ہو تو پیش کرے۔

marfat.com

۵۔ رَفَعَهُ اللّٰه یعنی اللہ نے مسیح کو اٹھا لیا، سوال یہ ہے کہ آخر مسیح کس چیز کا نام تھا۔ کیا مسیح کی روح کا، یا صرف مسیح کے جسم کا، یا روح اور جسم دونوں کا؟ دنیا جانتی ہے کہ مسیح روح اور جسم کے مجموعہ سے عبارت ہے اور اللہ کے کلام میں اسی کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کا انداز پر از حکمت ہے۔ اس میں جب کسی مضمون کو ختم کیا جاتا ہے تو عام طور پر متعلق کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو سابقہ مضمون کو ثابت کرتی ہے مثلاً اگر کہیں لوگوں کو توبہ و استغفار کا حکم ہے تو آیت کا اختتام یوں ہوتا ہے۔ "وَكَانَ اللّٰه توابا رحیما" اور اللہ توبہ قبول کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔ اب اس جملہ کا سابقہ مضمون سے ربط ظاہر ہے۔ لیکن اگر یوں ہوتا کہ "وکان اللّٰه جبارا منتقما" اور اللہ جبّار، بدلہ لینے والا ہے تو مناسبت نہ ہوتی۔ اسی حکیمانہ انداز کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیر بحث آیت پر غور کیجئے۔ چونکہ یہاں ایک حیرت انگیز واقعہ مذکور ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ اور حکمت کا ذکر کیا جس میں یہ اشارہ ہے کہ جس نے اللہ کو غالب اور حکیم مان لیا وہ عیسیٰ کے بارے میں نہ صرف یہ کہ قرآنی بیان کو بلا ہچکچاہٹ قبول کرے گا بلکہ اس میں منکرانہ تعجب بھی نہ کریگا۔

۷۔ ان تمام دلائل سے ہٹ کر ذرا سوچئے کہ مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا انکار آخر کس بنیاد پر ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہو سکا ہے اس کی بنیادیں دو ہیں۔

۱۔ یہ بات بعید از عقل ہے، اور یہ کہ ایسا کہنے سے غیر مذاہب والے اسلام کا مذاق اڑائیں گے۔

۲۔ اپنی نبوت کیلئے راہ نکالنا۔

جہاں تک بعید از عقل ہونے کا معاملہ ہے تو مسیح کا صرف زندہ اٹھایا جانا ہی بعید از عقل نہیں بلکہ ان کی پیدائش، ان کا جھولے میں کلام اور دوسری تمام چیزیں جو بیان ہوئیں سب ہی بعید از عقل ہیں۔ پس کہاں کہاں اور کیا کیا تاویلات کی جائیں گی۔ اور صرف ایک

marfat.com

مسیح کا معاملہ ہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں لاتعداد واقعات انسانی عقل کیلئے کھلا چیلنج ہیں۔ اور یہی چیزیں درحقیقت قادرِ مطلق خدا کی عظمت وجبروت کا اعلان کرتی ہیں، اور انہی چیزوں کا رسولِ معصوم کی تعلیم سے مان لینا ایمان ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر مذاہب کے لوگ مذاق اڑائیں گے تو اس سلسلہ میں میری دردمندانہ گذارش پر ضرور غور فرمائیں۔

۱۔ اگر ہم دوسروں کے مذاق اڑانے کے ڈر سے مسلمانوں کے چودہ سو سالہ مسلّمہ عقائد کو جو قرآن وحدیث کی تصریحات سے ثابت ہیں ٹھکرا دیں تو ممکن ہے کہ ہمیں دوسرے لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں، مگر ان مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ہر لحاظ سے ہم سے بہتر و برتر تھے اور انہی کے پُر فخر کارناموں سے آج ہم سیہ کاروں کا بھرم قائم ہے؟

۲۔ ہندوستان میں چند مشہور ہستیاں گذری ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی بہت خدمت کی مگر جب انہوں نے غیر مسلموں کے طعنوں سے ڈر کر اسلام میں کتر و بیونت کی اور غیر مسلموں کی حسبِ منشا اسلام کی تعبیر کی تو کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے کتنی تعداد میں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کو سوائے اس کے کچھ حاصل نہ ہوا کہ انہوں نے اپنے اسلاف کو خود بھی گالیاں دیں اور غیروں سے بھی دلوائیں اور پوری امت مسلمہ میں تشکک وتذبذب کو ہوا دی۔ اگر کوئی شخص بہتر ڈاکٹر ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہتر وکیل بھی ہو، اور اگر کوئی بہتر وکیل ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ قسم کا ڈاکٹر بھی ہو۔ اسی طرح کوئی شخص اعلیٰ مدبّر اور سیاستدان ہو تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہترین فقیہہ اور محدث بھی ہو۔ اسی طرح وہ تمام لوگ جنہوں نے اسلام کو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے متاثر ہوکر تبدیل کرنے کی کوشش کی وہ با وصف اچھے ادیب، مفکّر، سیاستدان، قومی خادم ہونے کے "علم دین" میں راسخ نہ تھے، ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے خلوص نیت سے کیا ہو، مگر ہمیں تو نتائج سے سروکار ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ان حضرات کی تحریکات سے بجائے اس کے کہ غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتے، ہوا یہ کہ جو مسلمان تھے ان کی بنیادیں بھی ہل کر رہ گئیں لہٰذا یہ حضرات اسلام کے نادان

marfat.com

دوست سے زائد کچھ بھی ثابت نہ ہوئے۔

ان ہمدردانِ قوم کے برعکس سرزمین ہند میں جو کچھ اسلام پھیلا وہ خواجہ معین الدین اجمیری علی بخش ہجویری، زکریا ملتانی، موسیٰ پاک شہید اور دیگر بزرگان دین کی مساعی جلیلہ سے پھیلا ہے اور اسلام کی وہی تعبیر درست ہے جو ان حضرات نے پیش کی۔

حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ [1]

اور آپ سے یہود اور نصاریٰ اس وقت تک ہرگز بھی راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے دین کو قبول نہ کرلیں۔

پس محترم قارئین! سوچئے کا یہ انداز سراسر غلط ہے کہ ہم اسلام کی وہ تعبیر کریں جس سے یہود و نصاریٰ راضی ہوجائیں۔ وہ تو اس وقت راضی ہوں گے جب آپ ان کے دین میں داخل ہوجائیں۔

یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے جس کو ہم جستہ جستہ بیان کریں گے۔ یہاں ان چند معروضات کو ذہن میں رکھا جائے۔

۲۔ دوسری بنیاد یعنی اپنی نبوت کی راہ نکالنا، تو وہ بھی غلط ہے کیونکہ نبوت کی کی راہ کسی طرح نہیں نکل سکتی قرآن میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا، جس کے معنی آخری نبی کے ہیں [2] اور امت مسلمہ کا عمل بھی اس پر ہے۔ ابوبکر صدیق نے اور اسود عنسی سے جنگ کی ان دونوں نے حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو (جس کے پیرو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں) امت مسلمہ نے ٹھکرا دیا اور آج مسلمانوں کا کوئی فرقہ اسے مسلمان نہیں مانتا۔ پاکستان کی عدالتوں تک سے ان کے کفر کا فیصلہ ہوچکا ہے [3] اب اس کے ماننے والے غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں بستے ہیں

[1] البقرہ آیت ۱۲۰، [2] ترمذی شریف [3] حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اور تمام مسلمان معاشرتی طور پر ان سے منقطع ہیں۔ ان کا ذبیحہ اور ان کے ہاں بیاہ شادی بھی نہیں کرتے بلکہ معلوم ہونے پر ان کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے بھی احتراز کرتے ہیں۔

میں نے کئی مرتبہ قادیانیوں سے مناظرہ کیا، اور الحمد اللہ ہر مرتبہ انہیں لاجواب کر دیا لہٰذا ایک سوال دنیائے قادیانیت پر اب بھی قائم ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے ایک قادیانی مبلغ سے دریافت کیا کہ تم مرزا کو نبی کیوں مانتے ہو؟ کہنے لگے کہ اللہ نے فرمایا ہے، ہر قوم کے لئے نبی ہوتا ہے اور ہر زمانے کیلئے نبی ہوتا ہے اس لئے ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے کہا اب تو مرزا صاحب سدھار گئے، اب اس زمانہ میں جو لوگ نبوت کے دعوے کر رہے ہیں تم ان کو کیوں نہیں مانتے ہو؟ اب خاموش ہو گئے۔ میں نے ان سے مزید کہا کہ دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تم آخری نبی نہیں مانتے ہو تو پھر مرزا کے بعد نبی کیوں نہیں تلاش کرتے ہو، اور بغیر نبی کے تمہارے ایمان کا کیا بنے گا؟

۲۔ اور اگر مرزا کے بعد نبی نہیں آ سکتا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ تسلیم کر لو کہ آپ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔

غرض یہ کہ مسلمانوں میں کوئی فرقہ حیات مسیح کے خلاف نہیں اور سب ہی حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔

نزولِ مسیح

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ عیسٰی ابن مریم علیہ السلام قرب قیامت میں جب کہ دجال اپنی فتنہ سامانیوں میں مصروف ہوگا۔ نزول فرمائینگے صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دجّال کے قتل کیلئے عیسٰی بن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی مینار پر زرد حلّہ پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو پسینے کے قطرے پیشانی پر نمودار ہوں گے اور جب سر اونچا کریں گے تو موتیوں طرح پسینے کے قطرے گریں گے اور نہایت تواضع کے ساتھ پیش آئیں گے" مکاشفات یوحنا"

marfat.com

میں بھی نزولِ مسیح کا ذکر ہے۔ آپ دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب (جس کی پوجا عیسائی کرتے ہیں) کو توڑ دیں گے۔ کافر جزیہ دیں گے مگر آپ قبول نہ کریں گے۔ اس دن صرف اسلام قبول کیا جائے گا۔ اب تمام روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دین نہ ہوگا مال کی کثرت ہو جائے گی وہ ۴۵ سال تک زمین پر رہیں گے، ان کی شادی ہوگی، اولاد ہوگی پھر وفات پائیں گے اور حضور کے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ ان کے اور کام بھی احادیث میں مذکور ہیں۔ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ آپ کسی جدید نبوت پر فائز نہیں کئے جائیں گے۔ اگرچہ آپ کی شریعت منسوخ ہوگئی ہے لیکن آپ نبی ہوں گے کیونکہ نبی کبھی نبوت سے معزول نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ شریعتِ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے، حتیٰ کہ حضور کے ایک امتی امام مہدی کے پیچھے نماز بھی ادا کریں گے۔ بخاری کی

---

[1] اس پر محمد متین نے کافی کلام کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں سات سال کا ذکر ہے۔ اول تو اس کے راوی عبداللہ بن عمر ہیں۔ دوم یہ کہ اس میں اس امر کی صراحت نہیں کہ یہ سات سال کی مدت عیسیٰ بن مریم کے رہنے کی ہے۔ وہاں تو یہ ہے، ثم یلبث الناس بعدہٗ سبع سنین لیکون بین اثنین عداوۃ یعنی پھر لوگ ان کے بعد سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ کسی دو افراد کے درمیان دشمنی نہ ہوگی۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ کی وفات کے بعد یہ شکل ہوگی۔ اب رہیں وہ حدیثیں جن میں چالیس یا پینتالیس کا ذکر ہے تو ان میں کچھ تضاد نہیں کیوں کہ عربی میں عدد کا ذکر کرتے وقت دھائی سے کم کو بسا اوقات حذف کر دیتے ہیں۔ پس جس نے ۴۵ کہا اس نے پورا عدد ذکر کیا اور جس نے ۴۰ کہا اس نے دھائی سے کم کو عادت کے مطابق حذف کر دیا۔

[2] وہ جگہ جہاں عیسیٰ ابن مریم دفن کئے جائیں گے۔ حضور کے روضہ میں اب بھی محفوظ ہے، نزولِ عیسیٰ کا عقیدہ کتنا طے شدہ ہے۔ اس کے ثبوت کیلئے اس سے زائد اور کیا چاہیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ میں صحابہ کا جگہ چھوڑنے پر متفق کا ہونا اس عقیدہ کے اجماعی

روایت "واما مکم منکم" کا یہی مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے حضور کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ ان تمام نبیوں کو پھر دنیا میں بھیج دے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اپنی نبوت کا زمین پر اعلان فرما چکے ہیں تب بھی آپ کی ختم نبوت پر کچھ حرف نہیں اور اس کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ معراج کی رات ایسا ہو چکا ہے اس مسئلہ کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کے اعلانِ نبوت کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا اور کسی شخص کو نبوت کے عہدہ پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

بہرحال نزولِ عیسیٰ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ۱۴ سو سال سے اتفاق ہے، اور یہی حق ہے۔ اگرچہ یہ مختصر کتاب طویل علمی ابحاث کی متحمل نہیں لیکن ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے، وہ شبہ یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ عیسیٰ ابن مریم حضور ہی کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹ جائیگی کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ آپ تبلیغ اسلام کا کام خود نہ کر سکے، اور ایک اسرائیلی نبی کی مدد آپ کو لینی پڑی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام افراد اسلام کے مبلغ ہیں۔ بالفرض اگر معترض کی بات تسلیم کر لی

بقیہ حاشیہ صد ۵۹ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ بخاری میں نزولِ عیسیٰ بن مریم کا ذکر یوں ہے۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم بخاری صہ ۴۹ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے در آنحالیکہ تمہارا امام تمہی میں سے ہو گا۔ بخاری میں نزول عیسیٰ ابن مریم کا ایک مستقل باب ہے۔ اسی میں ہے کہ ابو ہریرہؓ نے نزولِ عیسیٰ بن مریم کی حدیث سنا کر کہا کہ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو۔ اور ہر شخص اہلِ کتاب کا عیسیٰ کی موت سے قبل ان پر ایمان لائے گا۔ ابو ہریرہ کے اس استدلال سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان مذکورہ آیت کا مقصد یہی سمجھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے تب کوئی بھی کتابی ایسا نہ ہیگا جو عیسیٰ کے جیتے جی ان پر ایمان نہ لائے۔ اس طرح اللہ اپنے نبی کی فتح ظاہر کریگا گرچہ ایک زمانہ میں لوگ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے لیکن اب بالآخر انہیں ایمان لانا ہی پڑا۔

marfat.com

جائے تو معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغِ اسلام کا بوجھ خود برداشت نہ کر کے اور اپنی ذمہ داری امت کے کاندھوں پر ڈال کر چلے گئے، اگر یہ کہا جائے کہ امت تو اپنے نبی کی خادم ہے اس کا تبلیغ کرنا کچھ معیوب نہیں تو اس کا جواب بخاری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے ایک امتی کی اقتدا کریں گے اور اسلام کی تبلیغ اسی طرح کریں گے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے امتی کرتے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام

مہدی کے معنی ہیں ہدایت یافتہ۔ اس معنی اور مفہوم کے مہدی تو بہت گذرے اور آتے رہیں گے مگر احادیث شریف میں جس مہدی کا ذکر ہے بلاشبہ وہ شخص معین ہے۔ یہ مہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوں گے۔ ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔[1]

حلیہ مبارک

قد مائل بہ درازی، طاقتور جسم، رنگ سپید مائل بسرخی، چہرہ کشادہ ہنس مکھ، ناک پتلی اور بلند، زبان میں لکنت ہوگی۔ کلام کرتے وقت لکنت کی وجہ سے تنگ ہوں گے تو زانو پر ہاتھ ماریں گے۔ استاد کے پڑھائے بغیر علم ہوگا۔ اپنے ظہور کے بعد سات آٹھ سال تک زندہ رہیں گے۔

بیعت

مہدی چالیس سال کی عمر میں (اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھ پر بارِ خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ آجائیں گے لیکن یہاں بھی مسلمان آپ کو پہچان لیں گے اور زبردستی آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو جائیں گے۔ اتنے میں غیبی ندا آئیگی ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا واطیعوا۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات سنو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔

دیگر علامات

اس سال رمضان میں چاند سورج گرہن ہوں گے۔ روزانہ دور دراز کے

لہ ترمذی، ابن ماجہ۔

مسلمان آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ عرب کی کثیر فوج آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ امام مسلم نے یہ روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب امام مہدی عیسائیوں کے مقابلہ پر آئیں گے تو مسلمان قسم کھائیں گے کہ یا مر جائیں گے یا مار کے رہیں گے۔ تین دن جنگ رہے گی چوتھے روز عیسائی پسپا ہو کر بھاگ جائیں گے۔ امام مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے لیکن مسلمان اس مال غنیمت سے خوش نہ ہوں گے کیوں کہ اس موقع پر ان کے بہت سے رشتہ دار جام شہادت نوش کر چکے ہوں گے۔ حتیٰ کہ اگر کسی قبیلہ میں سو آدمی ہوں گے تو ایک آدمی بچے گا، پھر آپ اپنا لشکر ترتیب دے کر قسطنطنیہ کا محاصرہ کریں گے تو اولاد اسحاق میں سے ستر ہزار مسلمان آگے بڑھیں گے۔ قسطنطنیہ کے ایک طرف دریا اور دوسری طرف خشکی ہوگی۔ جب اولادِ اسحق نعرہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر بلند کریں گے تو دریا کی جانب سے دیوار گر پڑے گی اور دوسرے نعرہ سے سامنے کی دیوار گر کر راستہ صاف ہو جائے گا۔ مسلمان اندر گھس کر کافروں کا قتل عام کریں گے اور جب مسلمان مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو آواز آئے گی "دجال تمہارے گھروں میں آیا ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط ہے اور یہ شیطان کی آواز تھی۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد امام مہدی اپنے لشکر کے ہمراہ شام آئیں گے تو دجال کا ظہور ہوگا۔

مہدی کے بارے میں عقیدہ

مسلمانوں کے عقائد کی اکثر کتب میں مہدی کا ذکر عقائد کے باب میں نہیں ہے۔ نبراس میں ہے۔ ؎ وبالجملۃ فالتصدیق بخروجہ واجب بہرحال آپ کے خروج کی تصدیق واجب ہے رہیں تفصیلات تو اخبار احاد ہیں جو مختلف احادیث سے جمع کی گئی ہیں۔ جن کا انکار گمراہی ہے۔

یاجوج ماجوج

یہود نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امتحاناً چند سوالات کیے تھے۔ ان میں سے ایک ذوالقرنین سے متعلق تھا۔ آپ نے

؎ نبراس ص۲۲۴

marfat.com

وحی الٰہی کے بعد ان تمام سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیئے۔ اسی ضمن میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہوا۔ قرآن میں ہے۔

"وہ بولے اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں، تو ہم کیا تجھے کچھ محصول دے دیں؟ بشرطیکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے انہوں نے فرمایا، جو کچھ مجھے میرے رب نے دے رکھا ہے وہ بہتر ہے۔ ہاں قوت کے ذریعے تم میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دوں گا۔ لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ حتیٰ کہ جب دیوار کو پہاڑ کے دونوں راستوں تک برابر کر دیا تو فرمایا۔ تم دھونکو (لوہے کو تپاؤ) جب وہ آگ ہو لیا تو کہا لاؤ اب اس پر میں پگھلا ہوا تانبا ڈال دیتا ہوں چنانچہ پھر نہ تو وہ اس پر (اس کی بلندی کے باعث) چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکے، پھر انہوں نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے، تو جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا (یعنی قیامت) تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ (قیامت) سچا ہے، اور اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے (کہ کثرت کی وجہ سے) وہ ایک دوسرے میں موجیں مارتے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا تو سب جمع کر لیے جائیں گے[1]"

سورۂ انبیاء میں قرب قیامت کے وقت خروج یاجوج وماجوج کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر ڈھلوان سے پھسلتے چلے آئینگے اور سچا وعدہ (قیامت) قریب ہو گیا پھر اسدم اوپر لگی رہ جائینگی منکروں کی آنکھیں[2]"

یاجوج وماجوج کے بارے میں ظاہر ہے کہ اتنے بیان پر یقین رکھنا فرض ہے

---

[1] الکہف از آیت ۹۴ تا آیت ۱۰۰ [2] سورہ الانبیاء

marfat.com

شفاعت کا بیان

یہ درست ہے کہ یہ مصائب ایک دن میں ہی واقع ہوں گے مگر ایک دن پچاس برس کا ہوگا، ابھی یہ دن آدھا گزرنے پائے گا کہ اہل محشر کہیں گے کہ کوئی سفارش تلاش کرو جو ان مصائب سے نجات دلائے۔ مشورے سے یہ بات طے پائے گی کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کے پاس چلو، ان کی خدمت میں عرض کریں گے اے آدم (علیہ السلام) آپ ہم سب کے باپ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا، جنت میں ٹھہرایا اور مرتبۂ نبوت پر سرفراز کیا، مسجود ملائک کیا، اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے، آپ صفی اللہ (خدا کے برگزیدہ ہیں) ہماری سفارش کیجئے تاکہ اس ہولناک منظر سے نجات ہو، وہ فرمائیں گے، یہ میرے بس کی بات نہیں مجھے خود اپنی پڑی ہے، آج خدا نے ایسا غضب فرمایا کہ نہ کبھی فرمایا نہ فرمائے کسی اور کے پاس جاؤ، وہ انہی سے دریافت کریں گے کہ آخر ہم کس کے پاس جائیں؟ آپ فرمائیں گے نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ پہلے رسول ہیں جو ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ (یعنی صاحب شریعت رسول) اہل محشر آپ کے حضور پہنچیں گے۔ آپ کے فضائل و مناقب عرض کر کے کہیں گے کہ اللہ کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے تاکہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ وہ بھی وہی جواب دیں گے جو جناب آدم علیہ السلام نے دیا تھا۔ لوگ ان سے دریافت کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ مشورہ دیں گے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ لوگوں کو یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ نفسی نفسی، مجھے اپنی فکر ہے۔ پھر لوگ ان سے دریافت

marfat.com

کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ کہیں گے آپ لوگ ان کے پاس جائیں ۔ جن کے ہاتھ پر فتح مبین رکھی گئی ہے، آج ان پر کوئی خوف نہیں، وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں، یعنی حضرت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو، اب لوگ ہر طرف سے ناکام ہو کر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے آپ کے نام پر فتح مبین رکھی ہے۔ اور دوسرے بہت سے فضائل بیان کر کے کہیں گے حضور ہماری شفاعت فرمائیں گے! حضور فرمائیں گے، اَنَا لَهَا، اَنَا لَهَا، یعنی ہاں یہ میرا ہی کام ہے، میرا ہی کام ہے۔ اَنَا صَاحِبُكُم! میں ہی تمہارا ساتھی ہوں، جسے تم ڈھونڈنے یہاں آئے ہو۔ آپ حضور بارگاہ رب العزت جل مجدہٗ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے اور تادیر سجدہ سے سر نہ اٹھائیں گے۔ اب رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ یا محمد اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنا سر اٹھائیے! اور کہیئے تو آپ کی سنی جائے گی اور مانگیئے تو آپ کو دیا جائے گا۔ اور سفارش کیجئے تو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اب شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور گناہگار سے گناہگار شخص بالآخر آپ کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا خواہ عرصہ دراز کے بعد ہی کیوں نہ نکالا جائے۔

حقیقت شفاعت

شفاعت کا مقصد یہ نہیں کہ کوئی نبی یا ولی وغیرہ اللہ پر زور زبردستی کر کے اپنی بات منوالے گا یا یہ کہ اللہ کو اس سے کوئی لالچ ہو گا جسکی بنا پر اس کی بات مان لیجائے گی، بلکہ شفاعت درحقیقت بندے کی طرف سے اپنے آقا کے حضور بصد

عجز و انکسار دعا ہے، اور یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے گا۔ وہ چاہے تو رد کر دے اور چاہے تو قبول فرمالے۔ مگر اس آقائے کریم نے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ اپنے بندگان خاص کی دعاؤں کو ان کے اور دوسروں کے حق میں قبول فرمائے گا، اور کریم جب وعدہ فرماتا ہے تو پورا کرتا ہے،

شفاعت اور کفارہ میں فرق

یہاں یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ مسئلہ شفاعت تو عقیدۂ کفارہ کی طرح ہے، کیونکہ کفارہ اور شفاعت میں بہت فرق ہے عیسائیوں کے نزدیک کفارہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ جو لوگ عیسیٰؑ پر ایمان لائے تھے یا قیامت تک لائیں گے خواہ وہ کتنے ہی گناہ کیوں نہ کر چکے ہوں اور کتنے ہی آئندہ کریں۔ ان سب گناہوں کی سزا اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے عیسیٰ (معاذ اللہ) کو سولی پر چڑھا کر دے دی، کفارہ کا عقیدہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ گناہ معاف نہیں ہوگا سزا ملے گی۔

۲۔ سزا گناہ گار کو نہیں بلکہ اس کے بدلے بے گناہ کو مل چکی۔

۳۔ گناہ کی سزا گناہ کرنے سے پہلے ہی مل چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں عقل سلیم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتیں اور شفاعت کو قانونِ مکافاتِ عمل کے اس اسلامی پس منظر میں سمجھنا چاہیئے۔

۱۔ قانونِ مکافات عمل برحق ہے، مگر قادر مطلق خدا سزا دینے پر مجبور نہیں ہے۔

۲۔ سزا مجرم ہی کو دی جائے گی۔ اس کے بدلے دوسرے کو نہیں دیجائے گی۔

۳۔ سزا دینے میں کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۴۔ اللہ اگر چاہے تو سزا معاف کر سکتا ہے اور یہ معاف کرنا بلا شفاعت کے

marfat.com

بھی ہو سکتا ہے اور شفاعت سے بھی۔

قانونِ مکافات کے اسلامی نظریے کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ شفاعت کا تصور لوگوں میں بے عملی پیدا کرے گا، بالخصوص جبکہ بہت سی صورتیں شریعت میں ایسی بتائی گئی ہیں جن میں انسان شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

پھر یہ بات خوب ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔ لیکن جہنم کے ایک لحظہ کا عذاب بھی ناقابل تصوّر ہے۔ تو اگر معاذ اللہ کچھ عرصہ بھی عذاب ہو گیا اور باقی عذاب شفاعت سے ختم ہوا تب بھی تباہی و بربادی کا ایسا طوفان ہوگا جسے ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ذرا تصور کیجیئے کہ اگر آپ کو یہ بتا دیا جائے کہ فلاں کام خلاف قانون کرنے کی سزا دس ہزار کوڑے ہیں، اور آپ کو یہ امید بھی ہو کہ کسی کی سفارش سے بچ بھی سکتا ہوں اور یہ سزا کم بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ کھٹکا بھی ہو کہ سزا دی بھی جا سکتی ہے تو ایسی صورت میں گناہ پر اقدام کتنا ممکن رہ جاتا ہے اور کیا بالکلیہ بچنے یا کچھ بچاؤ کی امید آپ کو گناہ پر اکسائے گی؟ اس کے برعکس اگر آپ سے یہ کہدیا جائے کہ آپ بصد شوق گناہ کرتے رہیں۔ بس صرف چند مخصوص کلمات اپنی زبان سے کہہ لیں کیونکہ آپ کے گناہوں کی سزا قاضی شہر کو پھانسی پر چڑھا کر دی جا چکی ہے تو بتایئے کہ آپ کو نفسانی خواہشات کی غلط پیروی سے کون سی چیز روک سکتی ہے؟ کفارہ کی صورت یہی ہے، جو ذکر کی گئی۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ[1]

کون ہے جو اللہ کے حضور شفاعت کرے گا؟ ہاں اسی کی اجازت سے

یعنی روز قیامت بلا اذنِ الٰہی شفاعت کوئی نہیں کرے گا، اللہ کی اجازت

---

[1] البقرہ، آیت ۲۵۵

سے ہی شفاعت کا آغاز ہوگا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اور یہی شفاعت کبریٰ ہے۔ بعد میں دیگر انبیاء کرام واولیاء عظام، حفاظ، حجاج، حتیٰ کہ نابالغ بچے اور نا تمام بچے بھی شفاعت کریں گے۔[۵۱]

حساب

تمام انسانوں اور جنوں سے حساب لیا جائے گا، اس کا ثبوت قرآن کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے ہے۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ[۵۱]

اور اگر تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو تو اللہ اس کا بھی حساب لے گا۔

قرآنِ کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض لوگوں کا حساب آسان اور بعض کا سخت ہوگا، کیونکہ ان کے اعمال ہی ایسے ہوں گے۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ (۷) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا (۸) وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (۹) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ (۱۰) فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا (۱۱) وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا[۵۲]

تو وہ کہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش وخرم لوٹے گا۔ اور جس کا اعمال نامہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں پہنچے گا۔

---

۵۱ البقرہ۔ آیت ۲۸۴
۵۲ البروج۔ آیت از ۷ تا ۹

اللہ تعالےٰ کی صفات میں سریع الحساب کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

احادیث صحیحہ میں حساب کی تفصیلات ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن حساب وکتاب کے وقت درپیش آئیں گے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مومن سے دریافت کرے گا کیا تونے فلاں فلاں گناہ کئے تھے؟ بندہ جب اقرار کرلے گا اور بالکل یہ سمجھنے لگے گا کہ بس تو ہلاک ہوا تو اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں بھی تجھ پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیرے ان گناہوں کو بخشتا ہوں [۱]

اس دن کوئی دروغ گوئی سے کام نہ لے سکے گا، زبان گنگ اور اعضاء گویا ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ
وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ [۲] (قرآن)

ہم آج ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے ہم کلام ہوں گے اور ان کی ٹانگیں ان کے کئے کی گواہی دینگی۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں ان کو گالیاں دیتا ہوں اور مارتا پیٹتا ہوں اب فرمایئے کہ اللہ کے یہاں میرا اور ان کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا قیامت کے دن جو خیانت جھوٹ اور نافرمانی انھوں نے کی ہے اسکا اور تیری سزا کا حساب ہوگا۔ اب اگر تیری

---

[۱] متفق علیہ۔ [۲] یٰسین۔ آیت = ٦٢

marfat.com

سزا انکے جرائم کی مقدار ہو گی تو معاملہ برابر رہے گا۔ اور اگر تیری سزا انکے جرائم سے کم ہو گی تو یہ تیرے حق میں بہتر ہو گا اور اگر تیری سزا ان کے قصور سے زائد ہو گی تو تجھ سے بدلہ لیا جائے گا[1]

آسان حساب عرف ان لوگوں کا ہو گا جن کے نامہ اعمال صرف دیکھے جائیں گے ان پر کوئی اعتراض ـــــــــ نہ ہو گا۔ اور جس پر اعتراض ہو گا وہ ہلاکت کے گڑھوں میں گر جائے گا[2]

بے حساب جنت میں جانے والے

نیک لوگوں کے کچھ گروہ بلا حساب جنت میں جائیں گے

ان کا ذکر اجمالی طور پر اس حدیث میں ہے۔

ابوامامہ سے مروی ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور میرا رب اپنے تین چلّو بھر کر جنت میں مزید بلاحساب داخل فرمائے گا[3]

اس حدیث میں ستّر ہزار کا لفظ تعین کے لئے نہیں بلکہ محض کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر اللہ کا چلو کتنا وسیع ہو گا۔ وہ بھی ایک نہیں بلکہ تین چلّو، حق تو یہ ہے کہ اگر اللہ خود ہی اپنے چلّو کو محدود نہ کرے تو اسکی کائنات کا کوئی فرد اس کے چلّو سے باہر نہیں رہ سکتا۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے مقدس چلّوؤں میں صرف وہی لوگ لئے جائیں گے جو اس میں آنے کا حق رکھتے ہیں اور جنھیں اللہ چاہے گا۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ چلّو کب بھرا جائے گا؟ کیا جہنم میں ڈالتے ہی کچھ عرصہ جہنم میں سزا چکھنے کے بعد؟ حق تو یہ ہے کہ جہنم میں داخل ہونا ہی

---

[1] ترمذی [2] مسند احمد [3] احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔

marfat.com

بہت بڑی سزا ہے، بہر حال " دَجَّال " میں یہ حدیث بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی فتوحات میں اس پر عجیب و غریب کلام کیا ہے [۱]

اسماء بنت یزید سے مروی ہے، کہ وہ لوگ جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں وہ جنت میں بلاحساب داخل کئے جائیں گے بعد میں دوسرے لوگوں کا حساب لیا جائے گا [۲]

قیامت کے دن کی مقدار

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی لمبائی کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ تو آپ نے فرمایا بخدا مومن کے حق میں یہ اتنا کم ہوگا کہ دنیا میں فرض نماز کی ادائیگی کے وقفہ سے بھی کم [۳]

اسی مفہوم کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے۔

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ [۴]

توجس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ دن سخت ہوگا۔ کافروں پر آسان نہ ہوگا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دن مومنین پر آسان ہوگا۔

حوض کوثر

قرآن کریم میں ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ یقیناً ہم نے (اے محمد) آپ کو کوثر عطا کیا۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے " حوض کوثر " کا مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔

---

[۱] الیواقیت والجواہر [۲] بیہقی [۳] بیہقی [۴] المدثر۔ آیت ۸۔۹

جنّت کی صفات

اس عنوان کے تحت جنت کی ان صفات کا ذکر کیا جائے گا جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ۔ بیشک جنت کی بہت سی صفات انسانی عقل کے لئے حیرت واستعجاب کا باعث ہیں ۔ مگر مومن کی عقل ان تمام چیزوں کو خدا کی عظیم قدرت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے قبول کرنے میں کچھ پس وپیش نہیں کرتی ہے ، قرآن و حدیث کے پہلے مخاطب چونکہ اہل عرب تھے اس لئے جنت کی نعمتوں میں ان نعمتوں کا خصوصی ذکر ہے جو اہل عرب کو بالعموم پسند تھیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ وہاں صرف یہی نعمتیں ہوں گی ، بلکہ دوسری نعمتوں کی طرف بھی اشارات ہیں ۔ قرآن کریم میں ہے ۔

۱ ۔ " اور آپ ان لوگوں کو خوش خبری دیجیے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کئے کہ ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب بھی انھیں اس جنت سے کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو پہلے ہی دیا جا چکا ہے ، اور ان کے لئے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔[۱]

۲ ۔ اور تم دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے ، جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے ۔[۲]

اس آیت میں جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بتائی گئی ہے پھر لمبائی کا تصور کیجیے ، لبعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ تشبیہ کے طور پر ہے

---

[۱] پ ۱ ع ۳ [۲] پ ۴ ع ۵

کیونکہ ذہن انسانی میں وسعت کا سب سے بڑا معیار یہی تھا، اس لئے سمجھانے کی غرض سے یہ بات کہی گئی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پھر جنت کی ہر چیز میں تشبیہ و تمثیل کی تاویل کر کے جنت کو خیالی جنت بنا دیا جائے گا آخر اللہ کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ وہ اتنی وسعت والی جنت کا خالق ہو، اتنے بڑے عرض والی جنتیں ایک ایک متقی کو دو دو دیجائیں گی یہاں یہ سوچنا کہ ایسی لق ودق جنت میں اکیلا جنتی رہ کر کیا کرے گا؟ لغو ہے، کیونکہ جنت میں اکیلا جنتی نہیں رہے گا بلکہ وہ تو بادشاہ کی طرح ہو گا۔ اس کی جنت حور و غلماں سے آباد ہو گی، پھر مکان کی وسعت اور اسکی تنگی مکان میں رہنے والے کی ہمت کے اعتبار سے ہوتی ہے، جھونپڑی میں رہنے والا امیروں کی کوٹھیوں کو دیکھ کر جو کئی کئی مربعوں پر مشتمل ہوتی ہیں حیران رہ جاتا ہے۔ اگر اس کو کوٹھی کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی دے دیا جائے تو وہ سوچے گا کہ میں اس لق ودق جگہ کا کیا کروں گا؟ دنیا، جنت کے مقابلہ میں ایک جھونپڑی سے زائد کیا حقیقت رکھتی ہے؟ جنت کی آبادی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

"رہنے کی جنتیں، وہ ان میں داخل ہوں گے اور جو نیک تھے ان کے آباؤ اجداد سے اور بیویوں اور اولاد سے[۱] اور ہر دروازے سے فرشتے ان پر داخل ہو کر کہیں گے، تم پر سلامتی ہو (سلام علیکم) تمہارے صبر کے بدلے تو عاقبت کا گھر بہتر ہے۔

کیا وہ جنت ویران ہو سکتی ہے جس میں انسان کا تمام اگلا پچھلا کنبہ آمد و رفت رکھے اور جس میں فرشتوں کی ٹولیاں ہمہ وقت آکر دعا و سلام جاری رکھیں؟

۱۔ پ ۱۳ ع ۹۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ فرشتے جنتیوں کو، سلام علیکم" کہیں گے۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ اس میں اہل جنت کا طریقہ بھی یہی ہو گا۔

تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلَامٌ

وہ بوقت ملاقات سلام کہیں گے۔

جنت میں انسان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہے گا، قرآن کریم میں ہے۔

"اور اس جنت میں وہ سب کچھ ہو گا جو نفس چاہیں گے اور جسکو آنکھیں پسند کریں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔"

جنت میں بعض ایسی نعمتیں بھی دی جائیں گی جو دنیا میں مردوں کے لئے ممنوع ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

"ان لوگوں (متقین) کے لئے رہنے کی جنتیں ہیں، جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان میں (جنتوں میں) انھیں کنگن پہنائے جائیں گے سونے کے اور وہ سبز، باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے ان میں (جنتوں میں) تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔"

جنت بے فکری کی جگہ ہو گی۔ اور فرمان الٰہی ہے کہ جنتی، جنت میں جانے کے بعد کہیں گے۔

"شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کیا، بلاشبہ ہمارا رب بخشنے والا قدر دان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے رہنے کے گھر میں اتارا، کہ اس میں ہمیں نہ تو مشقت پہنچے گی اور نہ تھکن۔"

اہل جنت آپس میں ملاقات کریں گے اور گذری ہوئی زندگی کے تذکرے کریں گے۔ مندرجہ ذیل آیت جنت کے خوشگوار اور قابل رشک ماحول کی بہترین تصویر ہے۔

---

۱ پ ۱۳ ع ۱۶ ۲ زخرف ع ۷ ۳ پ ۱۵ ع ۱۶ ۴ پ ۲۲ ع ۱۶۔

"یہ (خدا کے مخلص بندے) وہ لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے
میوہ جات، اور وہ نعمت کی جنتوں میں باعزت ہیں۔ ایک دوسرے
کے مقابل تختوں پر ہوں گے ان پر صاف شراب کے جام کا دور ہوگا
سپید رنگ، مزہ دینے والی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں نشہ ہوگا
اور نہ اسکو بچا کر پھینکیں گے، اور ان کے پاس بڑی آنکھوں والی
نگاہیں نیچی رکھنے والی حوریں ہوں گی گویا وہ انڈے ہیں سیپے ہوئے
پھر بعض، بعض کی طرف متوجہ ہوئے، ان میں سے ایک کہنے والے
نے کہا۔ بیشک میرا ایک ساتھی تھا، کہتا تھا کیا تو اس بات کی تصدیق
کرنے والوں میں تھا کہ جب ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں
جزاء ملے گی؟ کہنے لگا کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔ پھر جھانک کر جو
دیکھا تو اس کو دوزخ کے درمیان دیکھا۔ بولا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاک
کرنے لگا تھا۔ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی گرفتار ہونے
والوں میں ہوتا۔

ان آیات میں ایک مومن کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے ایک کافر ناسا
کو یاد کرے گا، پھر اسے جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ کر خدا کا شکر بجالائے گا
کہ اسکی راہ بد پر نہ چلا۔ جنت میں شراب بھی ہوگی مگر نشے سے خالی، اور پاکیزہ۔
جنت میں ابدی زندگی ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے۔

"یقیناً پرہیزگار امن کے گھر میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں،
باریک اور موٹا ریشم زیب تن کئے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے
سامنے جلوہ گر ہوں گے، یہی ہوگا، اور ہم نے بڑی آنکھوں والی
حوریں ان کے نکاح میں دیں، وہ اس میں (جنت میں) بے خوف

ہو کر ہر قسم کے میوہ جات طلب کریں گے۔ وہ اس میں (جنت میں) نہ چکھیں گے مگر وہی موت جو آچکی ہے

جنت کی چار نہریں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔

"حال اس جنت کا جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے، اس میں ناقابل تغیر پانی کی نہریں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا، اور شراب کی نہریں ہیں جس میں پینے والوں کے لئے لذت ہے، اور صاف شہد کی نہریں ہیں"

ایک اور مقام پر جنت اور اہل جنت کا تذکرہ اس دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

"یقیناً پرہیز گار نعمت کی جنتوں میں ہیں، وہ میوے کھاتے ہیں جو ان کے رب نے ان کو دیئے، اور ان کو ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچایا۔ کھاؤ اور پیو بخوشی، بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے تھے قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر، اور ہم نے انکی زوجیت میں بڑی آنکھوں والی حوریں دیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انکی ذریت نے ایمان کے ساتھ انکی اتباع کی تو ہم نے ان کے ساتھ انکی ذریت کو ملا دیا اور ہم نے ان کے عمل میں سے کچھ نہیں گھٹایا۔ ہر شخص اپنے کئے ہوئے میں گروی ہے، اور ہم نے انکو مسلسل میوے اور گوشت دیا جو انھوں نے چاہا۔ وہ اس میں (جنت میں) ایسے جام شراب پیتے ہیں جس میں نہ تو بیہودہ گوئی ہے اور نہ گناہگار کرنا ہے، اور ان پر گھومتے ہیں ایسے لڑکے گویا وہ صدف میں پوشیدہ موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے (احوال) دریافت کرنے لگے۔ وہ بولے اس سے قبل ہم اپنے

marfat.com

اہل خانہ میں ڈرتے رہتے تھے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو گرم ہوا کے عذاب سے بچایا۔ ہم پہلے ہی اسکی عبادت کرتے تھے۔ بیشک وہی اچھا برتاؤ کرنے والا مہربان ہے۔

قرآن کریم میں جس کثرت اور جس انداز سے جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر ہے اس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہ سب کچھ استعارات کی زبان میں نہیں۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے، البتہ بعض مخصوص نعمتوں کا ذکر اور اس کا تکرار ان لوگوں کی رعایت سے ہے جو قرآن کے پہلے مخاطب تھے، ورنہ اصولی طور پر جنت ہر اس نعمت کا مرکز ہے جو کسی انسان کے تصور سے بھی بالاتر ہے، احادیث شریفہ میں جنت کی تفصیلی صفات بھی مذکور ہیں جنکا یہاں درج کرنا مقصود نہیں۔ البتہ ایک حدیث درج کی جاتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے (یعنی حدیث قدسی)۔

اَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصالحین مَالَاعَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (متفق علیہ)

میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر گذرا۔

دیدار خداوندی

جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی ربھا ناظرہ۔

کچھ چہرے اس دن ہشاش بشاش ہوں گے اپنے رب کو دیکھیں گے۔

حضرت صہیبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب

marfat.com

جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ کیا اس سے بھی زائد اب کچھ چاہیئے تو وہ کہیں گے، اے اللہ! تو نے ہمیں سپید چہرے عطا کئے، جنت میں داخل کیا اور آگ سے بچایا، اب اور کیا مانگیں؟ پھر جب حجاب اٹھایا جائے گا تو لوگ خدا کا دیدار کریں گے، اور اس سے زائد عمدہ چیز کوئی نہ ہوگی۔[۱]

جب ہم اس زمین کے علاوہ دوسرے مقامات کے حالات سے بے خبر ہیں چاند کی زمین ہمارے لئے معمہ بنی ہوئی ہے۔ مریخ پر تحقیق جاری ہے تو جنت کے عجیب و غریب حالات کو ہم قصہ کہانی کہہ کر کسطرح رد کر سکتے ہیں؟ اسلام نے جنت دوزخ جیسی اعتقادی چیزوں کو ثانوی حیثیت نہیں دی ہے۔ ان چیزوں کی حیثیت اولین ہے۔

دوزخ کا بیان

جنت کی طرح دوزخ بھی پیدا کی جا چکی ہے۔ قرآن میں ہے اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ۔ جہنم کافروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے۔ قرآن و حدیث میں دوزخ اور اس کی صفات واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، انکو تمثیلات و استعارات کہنا قرآن کی صریح آیات کے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن و حدیث میں دوزخ کو جہنم، یا "اَلنَّار" کہا گیا ہے، مندرجہ ذیل آیات جہنم اور اس کے عذاب کو بیان کرتی ہیں۔

۱- جہنم بہت برا ٹھکانا ہے[۵]،

۲- اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ، یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات سے کفر کیا، ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے، جب بھی جل جائیں گی انکی کھالیں تو ہم ان کو بدلے میں دوسری کھالیں دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھیں[۲]۔

---

[۱] مسلم - نیز بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار خداوندی کی روایت ہے۔ بخاری ۱۱/۱

اس آیت میں جہنم کے عذاب کو نا قابل ختم بتایا گیا ہے اور اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ آگ میں بھسم ہو جانیکے بعد کچھ بھی نہ رہے گا۔ بلکہ ہوگا یہ کہ نار جہنم کے اثر سے جب کھال جل جائے گی تو نئی کھال دی جائے گی تاکہ عذاب دیا جاتا رہے۔

۳۔ جس دن آگ دہکائی جائے گی اس پر (اس مال پر جسکی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے) پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے، اور ان کے پہلو اور انکی پیٹھیں۔

اس آیت میں جہنم کے عذاب کی ایک نوعیت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ سونا چاندی گرم کر کے اس سے جسم جلایا جائے گا تاکہ لوگوں کو مال کی بے جا محبت کا مزہ مل جائے۔

ان آیات کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں ——— احادیث میں کچھ زائد تفصیل ہے جو مختصراً درج کی جاتی ہے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زائد ہے ——— دنیا کی آگ سے مراد چولہے میں جلائی جانے والی آگ نہیں ہے بلکہ دنیا میں جہاں بھی جو بھی سب سے زائد درجۂ حرارت ہے اس سے ستر گنا زائد۔ اور ستر گنا کا لفظ تحدید کے لئے نہیں بلکہ محض شدت کے اظہار کے لئے ہے۔

۲۔ ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن جہنم کو ستر ہزار لگامیں لگا کر لایا جائے گا۔ ہر لگام ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ اسے گھسیٹ کر لائیں گے (مسلم)

۳۔ نعمان بن بشیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس

marfat.com

جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جو آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوگا جس سے اس کا دماغ اس طرح ابل رہا ہوگا جس طرح ہانڈی جوش مارتی ہے۔[۱]

۴۔ ابوہریرہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا جب سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو سپید پڑ گئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو سیاہ ہوگئی۔[۲]

۵۔ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ گرم پانی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کے سر سے اندر داخل ہوگا اور اس کے پیٹ کی تمام چیزوں کو نکال کر قدموں سے نکل جائے گا پھر آدمی اصلی حالت پر لوٹ آئے گا۔[۳]

۶۔ ابوامامہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیپ جہنمی کے منہ کے قریب لائی جائے گی اور جب وہ اسے پیئے گا تو اسکی آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی، اسی قسم کا مضمون قرآن میں بھی ہے۔

۷۔ ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جہنم میں ایک درخت زقوم ہے۔ اس کا ایک قطرہ اگر دنیا میں گر جائے تو کھانے کی تمام چیزیں خاسد ہو جائیں گی۔ مگر اس درخت کا پھل جہنمیوں کی مستقل غذا ہوگی۔[۴]

۸۔ عبداللہ بن حارث سے مروی ہے کہ جہنم کے سانپ بختی اونٹوں کے برابر ہوں گے۔ انمیں سے اگر ایک ڈس لے تو اسکی جلن چالیس سال تک محسوس ہو۔ اور جہنم کے بچھو پالان والے خچروں کی طرح ہیں اگر ان میں سے کوئی کاٹ لے تو اسکی جلن چالیس سال محسوس ہو۔[۵]

---

[۱] [۲] ترمذی [۳] ترمذی [۴] ترمذی [۵]

حصّہ طہارت

اسلام طہارت اور پاکیزگی پر بہت توجہ دیتا ہے، اسلامی تعلیمات نے طہارت و نفاست کا درس اس وقت دیا جب دنیا صفائی ستھرائی کے فوائد سے مطلقاً نابلد تھی اور آج جدید طبی اصول بھی اسلام کے پیش کردہ نظام طہارت سے زائد کچھ پیش نہ کر سکے۔ پاکی سے مراد، جسم، لباس، مکان، ماحول سب کی پاکی ہے۔ پہلے ہم جسم کی پاکی سے بحث کرتے ہیں۔

وضوء

وضوء میں کچھ فرائض ہیں، کچھ سنتیں ہیں اور کچھ آداب و مستحبات ہیں جن کا ذکر تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

وضوء کے فرائض

پہلا فرض:- چہرہ کو دھونا[1]، یعنی پیشانی سے (اس سے مراد پیشانی کا وہ حصّہ ہے جہاں بالوں کی انتہا ہوتی ہے) ٹھوڑی تک لمبائی میں اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک، اس پورے حصّہ پر ایک مرتبہ پانی کا بہانا فرض ہے۔

۱۔ مونچھوں، بھوؤں یا داڑھی کے بال اگر اتنے گھنے ہوں کہ نیچے کی کھال نظر نہ آتی ہو تو کھال کا دھونا فرض نہیں، بلکہ ان بالوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔

۲۔ آنکھوں کا اندرونی حصّہ نہ دھونا چاہیئے یہ آنکھوں کے لئے مضر ہے۔

دوسرا فرض:- دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، کہنیاں بھی دھونے میں شامل ہیں[2]، انگوٹھیاں، چھلے، چوڑیاں وغیرہ اگر اتنے ڈھیلے ہوں کہ ان کے نیچے پانی خود بخود بہہ جاتا ہو تو ان کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں ورنہ ان کو حرکت

---

[1] المائدہ آیت۔ ۶ ، [2] المائدہ آیت ۶۔

دینی چاہیئے تاکہ ان کے نیچے پانی پہنچ جائے۔

تیسرا فرض:۔ سر کا مسح کرنا ہے، اس میں فرض چوتھائی سر کا مسح ہے،

۱۔ مسح کرتے وقت ہاتھ تر ہونے چاہیئں، چاہے نئے پانی سے ہاتھ تر کئے گئے ہوں یا کسی عضو کے دھونے کے بعد ہاتھوں میں تری باقی رہ گئی ہو دونوں صورتوں میں مسح درست ہوگا۔

۲۔ اگر کسی عضو کا مسح کیا ہو تو اس کے بعد ہاتھوں میں جو تری ہے وہ سر کے مسح کے لئے ناکافی ہوگی۔

چوتھا فرض:۔ دونوں پیروں کو گٹوں تک اس طرح دھونا کہ گٹے بھی دھل جائیں۔

۱۔ پیروں کے دھونے میں خصوصی احتیاط کی ضرورت ہے، عام طور پر ایڑیاں خشک رہ جاتی ہیں، ان کو مل کر دھونا چاہیئے، اس طرح انگلیوں کی گھائیوں میں بھی پانی پہنچانا چاہیئے، تاکہ خشک نہ رہ جائیں، ان حصّوں کا تر کر لینا کافی نہیں بلکہ ان پر بہہ جانا ضروری ہے۔

۲۔ جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاط میں حرج ہو، ناخنوں کے اندر یا اوپر کسی دھونے کی جگہ اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ بہے اگرچہ سخت چیز ہو وضو ہوجائے گا جیسے پکانے گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے یا پلک میں سرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی مچھر کی بیٹ وغیرہ[1] یہی حال نیل پالش کا ہے، کہ اس کے ساتھ وضو اور غسل بھی ہوجائے گا۔[2]

وضو کی سنتوں کا بیان

۱۔ وضو سے پہلے یہ نیت کرنا کہ میں اللہ کا حکم بجا لاتے ہوئے ثواب کی خاطر وضو کر

---

[1] بہار شریعت۔ ۲/۱۲، [2] مصنف

رہا ہوں، نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں کافی ہے، اگر بلا نیت وضو کیا تو اُس وضو سے نماز تو ہو جائے گی مگر وضو کا ثواب نہ ہوگا،

۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا،

۳۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا،

۴۔ مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کئے جائیں،

۵۔ تین مرتبہ نئے پانی سے کلی کرنا،

۶۔ تین مرتبہ نئے پانی سے ناک میں پانی چڑھانا، مگر اس احتیاط سے کہ ناک کے نرم حصے تک رہے، زیادہ اوپر نہ چلا جائے، اگر ناک صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں،

۷۔ داڑھی کا خلال کرنا۔ انگلیوں کو داڑھی کے نیچے سے اوپر کی طرف نکالیں۔

۸۔ ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں،

۹۔ دھوئے جانے والے ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا،

۱۰۔ پورے سر کا مسح کرنا،

۱۱۔ دونوں کانوں کا مسح کرنا،

۱۲۔ وضو کو ترتیب سے کرنا یعنی پہلے چہرہ، پھر ہاتھ، پھر سر کا مسح اور پھر پیروں کا دھونا،

۱۳۔ اعضاء وضو کا پے درپے دھونا یعنی اس طرح کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرا عضو دھولیں،

وضو کے مستحبات

۱۔ داہنی جانب سے ابتداء کرنا،

۲۔ وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف رخ ہونا،

۳۔ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا،

marfat.com

۴۔ وضو کا پانی پاک جگہ گرانا،

۵۔ اطمینان سے وضو کرنا،

۶۔ وضو کے قطرات سے کپڑوں کا بچانا،

مذکورہ مستحبات کے علاوہ بھی کچھ مستحبات ہیں جو طوالت کے باعث ترک کئے جاتے ہیں،

مکروہات وضو کا بیان

۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا،

۲۔ ناپاک جگہ بیٹھنا،

۳۔ ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا،

۴۔ مسجد کے اندر وضو کا پانی گرانا،

۵۔ اعضاء وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرات کا ٹپکانا،

۶۔ قبلہ کی طرف تھوکنا یا ناک سنکنا،

۷۔ بلاضرورت دنیاوی بات چیت کرنا،

۸۔ زیادہ پانی خرچ کرنا،

۹۔ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ وضو مسنون طریق پر نہ ہو سکے،

۱۰۔ ایک ہاتھ سے منہ دھونا،

۱۱۔ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا،

وضو سے متعلق بعض ضروری مسائل

۱۔ بے وضو شخص کو نماز، سجدۂ تلاوت، اور نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، اور ایسا شخص قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا،

۲۔ طواف کعبہ کے لئے وضو واجب ہے،

marfat.com

۳- مندرجہ ذیل کاموں کے لئے وضو فرض تو نہیں مگر سنت ہے،

غسل جنابت سے پہلے، جنبی شخص کو کھانے، پینے، سونے سے پہلے مؤذن کو اذان اور اقامت سے پہلے، خطبہ جمعہ و عیدین، زیارت روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے، اس کے علاوہ بعض مقامات پر وضو مستحب ہے۔

وضو توڑنے والی چیزیں

۱- پیشاب، پاخانہ یا شرمگاہوں سے نکلنے والی دوسری اشیاء، خواہ کسی قسم کی کوئی چیز نکلے۔

۲- عورت کے اگلے مقام سے جو رطوبت عام حالات میں نکلتی ہے وہ وضوء نہیں توڑتی ہے، اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو وہ کپڑا ناپاک نہیں ہوتا،

۳- مرد و زن مرد یا عورت کے (دُبر) پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا وضو توڑ دیتا ہے،

۴- خون، پیپ یا زرد پانی جسم کے کسی حصّہ سے نکلا اور بہہ کر جسم کے ایسے حصّوں تک پہنچا جن کا غسل اور وضو میں دھونا فرض ہے، اگر خون صرف چھلک آیا، بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

۵- اگر کوئی چھالا نوچ دیا، مگر اس میں سے کوئی چیز نکل کر نہ بہی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر بہہ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶- اگر دانت مانجھنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مسوڑوں سے خون نکلا تو اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

۷- منہ بھر کر قے خواہ کھانے کی ہو، پانی کی یا صفراء کی وضو کو توڑ دیتی ہے، مگر خالص بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی۔

۸- غفلت کی نیند وضو توڑ دیتی ہے اور اگر ہلکی نیند آئی جس میں غفلت طاری نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

۹- بحالت نماز قہقہہ لگا کر ہنسنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔

marfat.com

۱۰۔ اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسا کہ صرف خود سنا پاس والوں نے نہ سُنا تو اگرچہ وضو نہیں ٹوٹے گا مگر نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۱۔ اپنے آپ کو ننگا دیکھنے سے یا دوسرے کو ننگا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

نوٹ:۔ یہ مسائل بقدر ضرورت ذکر کئے گئے ہیں، تفصیلات طویل کتب میں ہیں۔

غسل

غسل کے فرائض، غسل کی سنتیں اور اس کا طریقہ

غسل کا بیان

قرآن کریم میں ہے، وَاِن کُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا (قرآن)

اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاکی حاصل کرو۔

غسل کے تفصیلی احکام احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تاکید و تفصیل سے ان احکام کو ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے طہارت پر کتنی توجہ دی ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ فطری طور پر جسم اور ماحول کی پاکیزگی انسان کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے، شرعی لحاظ سے غسل کی کئی قسمیں ہیں۔

غسل فرض کے مسائل

غسل کب فرض ہوتا ہے یہ بعد میں لکھا جائے گا۔ پہلے غسل کی ترکیب ذکر کر

marfat.com

کی جاتی ہے۔ غسل فرض میں تین چیزیں فرض ہیں۔

۱۔ **کلی**:۔ اس سے مراد وہ کلی نہیں جو عام حالات میں کی جاتی ہے۔ یعنی تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر باہر نکال دیا جائے۔ بلکہ اس کلی میں ضروری ہے کہ منہ سے حلق تک ہر حصے میں پانی پہنچے، زبان کے نیچے، داڑھوں کے پیچھے۔ رخسار کی تہہ میں۔ دانتوں کی جڑ اور دانتوں کی کھڑکیوں میں پانی کا پہنچنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر کسی جز کو چھوڑ دیا گیا تو غسل نہ ہوگا۔ دانتوں میں اگر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو بہ آسانی نہیں چھوٹ سکتی۔ جیسے پان کھانے والوں کے دانتوں پر چونے کی تہ جم جاتی ہے تو یہ معاف ہے، اگر کوئی دانت تار سے باندھا گیا ہے یا مسالہ سے جوڑ اگیا ہے اس کے نیچے بھی پانی پہنچانا معاف ہے۔

۲۔ **ناک میں پانی ڈالنا**:۔ یعنی نتھنوں کا نرم حصہ دھل جانا چاہیئے اگر ناک میں رطوبت سوکھ جائے تو اسکو چھڑانا ضروری ہے۔

۳۔ **بدن کا دھونا**:۔ یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک ہر حصے پر پانی کا بہہ جانا۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض اعضاء ایسے ہیں جن پر اگر توجہ نہ دی جائے تو وہ دھلنے سے رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا پہلے ان کو مل لینا چاہیئے۔ پھر ان پر خصوصی طور سے پانی بہانا چاہیئے۔

ضروری ھدایات:۔ (۱) سر کے بال اگر گندھے نہ ہوں تو تمام بالوں کی نوک سے جڑ تک پانی بہانا فرض ہے۔ اور اگر گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ کھول کر نوک سے جڑ تک پانی بہائے اور عورت کے لئے چوٹی کھولنا ضروری نہیں صرف بال کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے۔

marfat.com

۲- جسم میں جہاں سلوٹیں اور جھریاں ہوں ان کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

۳- اگر کسی عضو پر زخم ہے، یا پانی بہلا نقصان دہ ہے تو اس پورے عضو کا مسح کرنا چاہیئے، اگر زخم پر پٹی ہے تو صرف پٹی کا ہی مسح کافی ہوگا، مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی سے دھو کر ہاتھ جھٹک دیں اور پھر پٹی پر پھیر دیں۔

۴- نزلہ ہو یا اور کوئی بیماری جس میں غالب گمان ہو کہ سر سے نہانے کی صورت میں مرض میں زیادتی ہوگی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو گردن سے نہالیں اور سر پر تر ہاتھ پھیر لیں۔ تندرست ہونے کے بعد صرف سر کا دھو لینا کافی ہوگا۔

۵- روٹی پکانے والوں کے ناخنوں میں آٹا، کاتبوں کے ناخنوں پر سیاہی اسی طرح دوسرے کام کرنے والوں کے ناخنوں پر اگر کوئی جسم دار چیز ہو اور اس کے چھڑانے میں دقت ہو تو وضو اور غسل بلا چھڑائے ہو جائے گا۔ اسی طرح عورتوں کی نیل پالش اگر باسانی ناخنوں سے نہ چھوٹ سکے تو بھی وضو اور غسل ہو جائے گا۔[1]

غسل کی سنتیں

مندرجہ ذیل چیزیں غسل میں سنت ہیں یہ سنتیں ترتیب سے لکھی گئی ہیں ترتیب بھی سنت ہے

۱- نیت غسل۔ یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میں بڑی نجاست سے پاک ہو رہا ہوں۔

۲- تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا۔

۳- استنجے کی جگہ دھونا چاہیئے وہاں نجاست نہ بھی ہو۔

۴- بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کا دور کرنا۔

۵- وضو کرنا اور اگر نہانے کی جگہ استعمال کا پانی کھڑا ہو جاتا ہو تو پیر آخر میں دھو لیں اور اگر اونچی جگہ پر ہوں تو مکمل وضو کر لیں۔

---

[1] یہ فقیر کی ذاتی رائے ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے اس قسم کی بہت سی اشیاء میں سہولت کا خیال رکھا ہے۔ مثلاً دانتوں پر چونا، یا عورتوں کی چوٹی یا کام کرنے والوں کے ناخنوں پر جسم دار چیز کے معاملات میں رعایت رکھی گئی ہے۔ منہ

marfat.com

۶۔ تمام بدن پر پانی کا مل لینا تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

۷۔ تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۸۔ تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۹۔ سر پہ سے تین بار سارے بدن پر پانی بہانا۔

۱۰۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ نہانا۔

۱۱۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہانا۔

۱۲۔ غسلخانہ وغیرہ میں نہانا یا کوئی کپڑا ناف سے گھٹنوں تک باندھ لینا۔ مرد کو ناف سے گھٹنوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔

۱۳۔ بات چیت نہ کرنا۔

۱۴۔ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا چاہیئے۔

مذکورہ بالا چیزوں میں سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو غسل تو ہو جائے گا مگر ترک سنت کی کراہت رہے گی۔

غسل کب فرض ہوتا ہے

۱۔ منی کا شہوت کی وجہ سے نکلنا۔ اگر محنت ومشقت کی وجہ سے نکلی تو غسل نہیں البتہ وضو جاتا رہا۔

۲۔ اگر پتلی منی پیشاب کے ساتھ بلاشہوت نکلی تو غسل فرض نہیں۔

۳۔ سو کر اٹھنے کے بعد کپڑے پر کچھ نشانات پائے تو اسکی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اگر اس کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہے تو غسل واجب ہے

(۲) اگر یقین ہے کہ منی یا مذی نہیں کچھ اور ہے تو غسل واجب نہیں۔

(۳) اگر منی ہونے کا یقین ہے، مگر مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام

marfat.com

ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

۴۔ ذکر (مرد کی پیشاب کی جگہ) کا سر عورت کی شرمگاہ میں داخل کرنے پر دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ بغیر شہوت کے ہو، خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

۵۔ عورت حیض سے فارغ ہوئی تو اس پر غسل فرض ہے۔

۶۔ نفاس (بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے) سے فارغ ہوئی تو بھی غسل فرض ہے۔

غسل کی دوسری قسمیں

۱۔ جمعہ۔ عیدالفطر۔ عیدالاضحیٰ۔ عرفہ کے دن احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے۔

۲۔ وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، حاضری بیت اللہ۔ حاضری روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ طواف۔ منیٰ میں داخل ہونے کے لئے۔ جمرات پر کنکریاں مارنے کے لئے۔ شب برات۔ شب قدر۔ عرفہ کی رات محفل میلاد شریف۔ اور کسی بھی مجلس خیر کے لئے۔ مردہ نہلانے کے بعد دیوانہ کو دیوانگی ختم ہونے کے بعد۔ غشی سے افاقہ کے بعد۔ نشہ جاتے رہنے کے بعد۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد۔ نیا کپڑا پہننے سے پہلے، سفر سے آنے والے کے استقبال کے لئے۔ استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد۔ نماز کسوف، خسوف، استسقاء، خوف، تاریکی اور سخت آندھی کے لئے اور بدن پر کسی جگہ نجاست لگ گئی ہو مگر معلوم نہیں کہاں ہے تو ان سب صورتوں میں غسل مستحب ہے۔

marfat.com

•۔ غسل واجب میں تاخیر نہ کریں ۔ حدیث شریف میں ہے "جس گھر میں ناپاک آدمی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ۔

•۔ اتنی دیر کی کہ نماز کا آخری وقت ہو گیا تو گنہگار ہو گا۔

•۔ اگر ناپاک شخص کھانا چاہتا ہے یا بیوی سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کرے یا کم از کم ہاتھ منہ دھو کر کلی کرے ۔ اور اگر ایسا کئے بغیر کھالیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے ، کہتے ہیں ایسا کرنا محتاجی کا باعث ہے ۔

•۔ رمضان شریف میں صبح ہونے سے پہلے نہالینا چاہیئے اور اگر نہ نہایا تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں ۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ناک میں اندر تک پانی اور حلق تک پانی رات کو ہی پہنچائے ۔ کیونکہ دن میں غسل کرتے وقت روزہ کی وجہ سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ۔

•۔ ناپاک مرد و عورت جن پر غسل واجب ہے انکو مندرجہ ذیل باتیں ممنوع ہیں ۔ (۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید چھونا (۴) بغیر چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا (۵) کسی آیت کا لکھنا (۶) قرآنی آیات کا تعویذ لکھنا (۷) ایسے تعویذ کا چھونا (۸) ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جس پر حروف مقطعات نقش ہوں ۔ البتہ اگر تعویذ پر چاندی کا خول چڑھالیا جائے یا اسپر سیسہ یا پتر چڑھالیا جائے تو ان چیزوں کے پہننے یا چھونے میں حرج نہیں ۔

•۔ بے وضو شخص قرآن مجید کو چھو لی ، یا اپنے رومال سے پکڑ کر رکھ سکتا ہے قرآن کی جزدان یا اپنے لباس سے نہیں اٹھا سکتا ، مثلاً کوئی شخص اپنے دامن سے پکڑ کر اٹھائے تو یہ ناجائز ہے ۔

قرآن کی آیت یا چند آیات بہ نیت تبرک یا بہ نیت دعا پڑھی جا سکتی ہیں مثلاً بسم اللہ شریف ، انا للہ ، آیت الکرسی وغیرہ ۔

marfat.com

•۔ بے وضو شخص قرآن کو نہیں چھو سکتا، زبانی یا دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔

•۔ قرآن کا لفظی ترجمہ خواہ کسی زبان میں بھی ہو اس کے چھونے اور پڑھنے کے وہی احکام ہیں جو عربی قرآن کے ہیں البتہ تفسیر والے قرآن کا چھونا ممنوع نہیں لیکن جہاں آیت لکھی ہو وہاں انگلی یا ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔

پانی کے مسائل

چونکہ وضو اور غسل پاک پانی ہی سے جائز ہیں اس لئے پاک اور ناپاک پانی کی پہچان ضروری ہے۔

پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں

۱۔ ندی۔ نالے۔ چشمے۔ کنویں۔ برف اور اولے اور بارش کا پانی پاک ہے۔

۲۔ اگر کوئیں میں آدمی یا جانور کا پیشاب، بہتا ہوا خون، کسی قسم کی شراب کا قطرہ ناپاک لکڑی، کپڑا یا کوئی اور ناپاک چیز گر جائے، تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور پورے کوئیں کا پانی نکالنا ہو گا۔

۳۔ جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب یا پاخانہ، مرغی یا بطبخ کی بیٹ بھی تمام کنویں کو ناپاک کر دے گی۔

۴۔ کنویں میں آدمی، بکری، کتا یا کوئی اور جانور جس میں خون ہو، ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر کر مر جائے تو بھی تمام کنواں ناپاک۔

۵۔ مرغ۔ بلی۔ چوہا۔ چھپکلی یا اسی قسم کے اور جانور جن میں خون ہوتا ہے کنویں میں مر کر پھول یا پھٹ جائیں یا باہر سے مر کر کنویں میں جا گریں اور پھر پھول پھٹ گئے تو بھی تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

marfat.com

۶۔ مردار کی ہڈی جس پر گوشت یا چکنائی لگی ہو اگر کنوئیں میں گر جائے تو تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر ہڈی صاف ہو تو پاک رہے گا سوائے خنزیر کی ہڈی کے۔

وہ صورتیں جنمیں تھوڑا سا پانی نکالدینا کافی ہے

۱۔ چوہا۔ چڑیا۔ چھپکلی۔ گرگٹ، ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور۔ (خون والا) کنوئیں میں گر گیا مر کر تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکالنا کافی ہے۔

۲۔ کبوتر، مرغی، بلی یا اسی قسم کی چیزیں گر کر مر جائیں تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک۔

۳۔ دو چوہے اگر گر کر مر جائیں تو وہی بیس سے تیس تک اور پانچ تک ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور اس سے زائد ہوں تو تمام پانی نکالا جائے۔

۴۔ دو بلیاں مر جائیں تو سب پانی نکالا جائے گا۔

۵۔ وہ شخص جس پر غسل فرض ہے، یا بے وضو شخص اگر بلا ضرورت کنوئیں میں اترے اور بدن پر ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول پانی نکالا جائے۔ اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اتریں تو کچھ نہیں نکالا جائے گا۔

۶۔ خنزیر کے علاوہ اگر کوئی اور جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا۔ اور اس کے جسم پر یقینی طور پر نجاست نہ تھی اور نہ ہی اس کا منہ پانی میں پڑا تو ایسی صورت میں بیس ڈول پانی نکال دینا بہتر ہے۔ اور اگر اس کے جسم پر نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے گا اور اگر اس کا منہ پانی میں ڈوب گیا ہو تو جو اس کے جوٹھے کا حکم ہے وہی اس پانی کا حکم ہے یعنی اگر جوٹھا مشکوک یا ناپاک ہے تو کل پانی نکالدیا جائے گا اور اگر

marfat.com

مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں بیس ڈول اور چھوٹی موٹی مرغی میں چالیس ڈول اور وہ جالنور جنکا جوٹھا پاک ہے امئیں بھی بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اگر مرغی بند رہتی ہے تو کچھ نہ نکالا جائے گا۔

۷۔ جوتا یا گیند کنویں میں گر گئی اور اس کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں تو بیس ڈول نکالے جائیں گے۔

مرا ہوا جانور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے

اگر مرا ہوا جانور کنویں سے نکلا اور اس کے گرنے اور مرنے کا وقت معلوم ہے تو پانی اسی وقت سے ناپاک ہے۔ اسوقت کے بعد اگر کسی نے اس پانی سے وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا۔ اور نمازیں بھی نہ ہوئیں سب کا لوٹانا ضروری ہے، اگر کپڑے دھوئے تھے وہ دوبارہ دھوئے جائیں غسل دوبارہ کیا جائے۔ اور اگر وقت معلوم نہیں تو جو وقت معلوم ہوا پانی اسی وقت سے ناپاک سمجھا جائے گا۔ خواہ پھولا پھٹا ہی کیوں نہ برآمد ہوا ہو۔

کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ

جہاں کچھ ڈول پانی نکالنے کا حکم ہے وہاں ڈول سے مراد وہی ڈول ہے جو اس کنویں پر استعمال میں آتا ہے پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ لبالب بھرا ہو اگر اس میں سے کچھ چھلک کر گر جائے تو کچھ حرج نہیں اور اگر اس کنویں پر کوئی مخصوص ڈول نہ ہو تو ساڑھے چار سیر پانی ایک ڈول سمجھا جائے گا۔ اگر مشین کے ذریعے پانی نکالنا ہو تو ڈول کے حساب سے نکالیں اسمیں اندازہ کافی ہوگا اگر کل پانی نکالنا ہو تو دو[1]

---

[1] عالمگیری ص ۹۱

آدمیوں سے جو اس معاملے میں مہارت رکھتے ہوں معلوم کریں کہ اس کنویں میں کتنا پانی ہے۔ اور یہ کہ کتنے ڈول نکالنے سے اس کا موجودہ پانی ختم ہو جائے گا پھر تیزی سے پانی نکالدیا جائے اور اگر اس اثنار میں کچھ نیا پانی آتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

۲۔ کنویں کی طہارت کے سلسلے میں جو بھی پانی نکالا جائے اس سے پہلے ناپاک چیز کو خارج کرلیا جائے، ورنہ پانی نکالنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۳۔ اگر کنویں[۱] میں ناپاک لکڑی یا کپڑے کا ناپاک ٹکڑا گر جائے اور غائب ہو جائے تو وہ لکڑی یا کپڑا کنویں کے حکم کے تابع ہو کر پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی بھی ناپاک چیز گل سڑ کر مٹی بن گئی تو اس کا نکالنا ضروری نہیں۔

۴۔ پانی[۲] نکالنے سے کنویں کا پانی ڈول، رسی اور اس کے گرد کی منڈیر سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

جاری پانی کا بیان

اس سے مراد وہ پانی ہے جسے عام طور پر لوگ جاری سمجھتے ہیں[۳] یا وہ جس میں اگر تنکا ڈالا جائے تو بہالے جائے۔

۱۔ اگر جاری پانی میں کوئی ناپاک چیز ڈال دی جائے یا پڑ جائے تو جب تک اس کا رنگ مزہ یا بو نہ بدل جائے پاک نہ ہوگا[۴] پھر جب یہ کیفیت زائل ہو جائے تو از خود پاک ہو جائے گا۔

۲۔ بارش ہوتے وقت جو پانی چھت کے پرنالوں سے گرتا ہے۔ یا نالیوں میں بہتا ہے یا سڑکوں پر بہتا ہے وہ پاک ہے خواہ وہ نجاست پر سے گذر کر

[۱] عالمگیری صفحہ ۲ [۲] عالمگیری صفحہ ۲ [۳] تبیین، [۴] منیۃ المصلی۔

کیوں نہ آرہا ہو۔ ہاں اگر اس کا مزہ، بو یا رنگ تبدیل ہو چکا ہے یا نجاست کے اجزاء صاف نظر آرہے ہیں تو وہ ناقابل استعمال ہے۔

بڑے حوض کے پانی کا حکم

شریعت کی اصطلاح میں دَہ در دَہ حوض کو بڑا حوض کہتے ہیں، یعنی ۱۰×۱۰ کا حوض۔ جسکی لمبائی چوڑائی ملکر انسان کے سو ہاتھ کے برابر ہو جائے۔ ہاتھ سے مراد ہاتھ کی بڑی انگلی سے لے کر کہنی تک کی مقدار ہے۔ حوض کا چوکور ہونا ضروری نہیں گول بھی ہو سکتا ہے۔ مثلث بھی ہو سکتا ہے، گہرائی اتنی کافی ہے کہ اگر چلو بھر پانی لیا جائے تو زمین کی تہ کھل جائے۔

١- حوض کی لمبائی چوڑائی ہی کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس میں ہمہ وقت سو ہاتھ مربع پانی ہو۔

٢- اتنے بڑے حوض کا پانی جاری پانی کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی اس کا پانی نجاست پڑنے سے اسوقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ مزا یا بو متغیر نہ ہو جائے۔

٣- بڑے حوض میں اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آرہی ہو تو اس طرف سے وضو نہ کرنا بہتر ہے اور نجاست نظر نہ آرہی ہو تو ہر طرف سے پانی استعمال کر سکتے ہیں۔

٤- ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ بیک وقت وضو کریں تو حرج نہیں۔ خواہ ان کا استعمال شدہ پانی وغیرہ اسی میں کیوں نہ گر رہا ہو۔ البتہ اس میں کلی کرنا یا ناک وغیرہ ڈالنا تہذیب کے خلاف ہے۔ برابر والی نالی میں ڈالیں۔

marfat.com

وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے

۱۔ اگر پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائی جائے جس سے میل ختم ہوتا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو اس پانی سے وضو وغسل جائز ہے ہاں اگر اتنا پکایا گیا کہ وہ گاڑھا پڑ گیا جیسے ستو ہوتے ہیں تو وضو اور غسل جائز نہیں۔

۲۔ اگر کوئی پاک چیز پانی میں مل گئی جس سے رنگ، بو، مزے میں تو فرق آیا مگر پانی کا پتلا پن نہ گیا، جیسے ریت، چونا، مٹی، تھوڑی سی زعفران، یا تھوڑا سا دودھ وغیرہ تو ایسے پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے۔ اور اگر اتنی زعفران مل گئی کہ اس سے کپڑا رنگا جاسکے، یا اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ غالب ہو گیا تو جائز نہیں۔

۳۔ کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو وغسل جائز نہیں۔

استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم

۱۔ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے۔ مگر اس سے وضو اور غسل نہیں کر سکتے۔ یہ اسوقت ہے جبکہ اس سے ظاہری نجاست دور نہ کی گئی ہو۔ اور اگر جسم پر ظاہری نجاست ہو تو وہ ناپاک ہوگا۔

۲۔ بے وضو شخص نے یا جس پر نہانا فرض تھا اس نے اپنا ہاتھ یا جسم کا

marfat.com

کا کوئی حصہ پانی میں ڈال دیا، ارادتاً یا غیرارادی طور پر تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا البتہ اگر ہاتھ دھو کر ڈالا تو حرج نہیں۔

۳۔ اگر مذکورہ شخص نے ضرورت ہاتھ ڈالا، مثلاً کوئی برتن پانی نکالنے کے لئے نہ تھا، تو پانی قابل وضو وغسل ہے۔

انسان اور جانور کی جھوٹی چیزوں کا حکم

۱۔ ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے، خواہ وہ خود ناپاکی کی حالت ہی میں کیوں نہ ہو۔

۲۔ منہ سے خون نکلتا ہو اور فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے۔

۳۔ معاذاللہ شراب پی پھر فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے، ویسے بھی شرابی کے جھوٹے سے بہرحال بچنا چاہیئے۔

۴۔ وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے خواہ وہ چوپائے ہوں یا پرندے ان کا جھوٹا پاک ہے۔

۵۔ اگر کوئی حلال جانور غلاظت کھانے کا عادی ہو جیسے مرغیاں، گائے بکری یا بکرا وغیرہ تو اگر نجاست میں منہ ڈالنے کے فوراً بعد پانی پیئے تو جھوٹا ناپاک ہے اور اگر منہ صاف ہو جانے کے بعد پیئے تو جھوٹا مکروہ ہے۔

۶۔ اگرچہ گھوڑے کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے مگر اس کا جھوٹا پاک ہے۔

۷۔ شیر وغیرہ درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔

۸۔ اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، چیل، کوا وغیرہ انکا جھوٹا مکروہ۔ اگر یہ جانور شکار کے لیے سدھالئے گئے ہوں اور انکی چونچ

marfat.com

یں نجاست نہ ہو تو ان کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے۔

۹۔ گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

۱۰۔ بلّی نے چوہا یا کوئی اور ناپاک جانور کھا کر فوراً ہی برتن میں منہ ڈال دیا تو پانی ناپاک ہو گیا۔

۱۱۔ گدھے اور خچرّ کے پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

۱۲۔ صحیح پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو یا غسل جائز نہیں اور اگر صحیح پانی میسر نہ ہو تو مکروہ پانی کے استعمال میں حرج نہیں۔

۱۳۔ مکروہ جھوٹے کا غیر ضرورت مند کو کھانا مکروہ ہے اور ضرورت مند کے لئے حرج نہیں، لہٰذا ایسا کھانا ضرورت مند کو دینا جائز ہے۔

۱۴۔ یہ ایک اصولی بات ہے کہ جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے، اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا لعاب اور پسینہ بھی پاک ہے۔

تیمّم کا بیان

اسلام ایک آسان دین ہے۔ اس کے احکام میں انسان کی فطری کمزوریوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے اکثر احکام کا آسان بدل موجود ہے، اگر آپ وضو نہیں کر سکتے تو تیمّم کر لیجئے، تیمّم کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔

۱۔ بے وضو شخص یا وہ شخص جس پر نہانا فرض ہو، اگر پانی کے استعمال پر

marfat.com

قادر نہ ہوں یا سرے سے پانی ہی نہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ پانی پر قادر نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر سے اچھا ہونے کا گمان غالب ہو۔

۲۔ پانی تو نقصان نہیں کرتا مگر وضو کے لئے حرکت سے نقصان ہوتا ہے تو بھی تیمم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی نے آنکھیں بنوائی ہوں۔

۳۔ بے وضو اور ناپاک انسان کے اکثر اعضاء وضوء یا اکثر اعضاء غسل میں زخم ہوں تو تیمم کرے ورنہ بدن کا جو حصہ یا عضو صحیح ہوا سے دھولے اور زخم کے آس پاس مسح کر لے۔ اگر مسح سے نقصان ہوتا ہو تو زخم پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ نیا پانی ہاتھ پر لے کر پھینک دیا جائے اور ہاتھ جھٹک کر زخم کے اوپر آہستگی سے گزا دیا جائے۔

۴۔ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہالیں اور سر کا مسح کر لیں جس طرح وضو میں کرتے ہیں۔ پانی نہ ملنے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ چاروں طرف ایک ایک میل کے فاصلے پر پانی نہیں، یعنی غالب گمان ہے کہ پانی نہ ملے گا، تو تیمم کر لیں پانی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بعد میں اگر ایک میل کے اندر پانی ملجائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور بے تلاش کئے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں۔

۲۔ اگر گمان غالب ہے کہ ایک میل کے اندر پانی مل جائے گا تو تلاش کرنا چاہئے اور بے تلاش کئے نماز پڑھ لی، پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں اور نہ ملا تو نہ لوٹائیں۔

marfat.com

نوٹ :۔ ایک میل کا اندازہ اسوقت کا ہے جب تیز رفتار سواریاں نہ تھیں، مگر آج بھی یہی فاصلہ معتبر ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی چیزوں کی تبدیلی سے شریعت میں ردو بدل کا راستہ کھل جائے گا۔ البتہ ضرور ہے کہ اگر کسی کے پاس تیز رفتار سواری ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنی بساط کے مطابق زائد سے زائد مسافت پر تلاش کرے۔

۳۔ اگر ہمسفر کے پاس پانی ہے تو مانگ لینا چاہیئے۔ بشرطیکہ غالب گمان ہو کہ دیدیگا۔ ایسی صورت میں بلا مانگے تیمم کرلیا تو اگر بعد میں اس شخص نے مانگنے پر دیدیا یا بلا مانگے دیدیا تو وضو کر کے نماز لوٹانا ضروری ہے اور اگر مانگنے کے باوجود نہ دیا تو نماز ہوگئی اور اگر غالب گمان تھا کہ نہ دے گا اور بلا مانگے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اس میں بھی مذکورہ صورتیں ہیں۔

۴۔ نماز پڑھنے کے اثناء میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور غالب گمان ہے کہ دیدے گا تو نماز توڑ کر مانگ لینا چاہیئے اور اگر نہ توڑی تو پھر اس شخص نے مانگنے پر پانی دیدیا یا از خود دیدیا تو نماز لوٹانی چاہیئے۔

۵۔ پانی ایسی جگہ سے حاصل کرنے میں جہاں جان، مال یا عزت و آبرو کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔

۶۔ اگر یہ خطرہ ہو کہ دشمن قید کرے گا یا مال چھین لے گا تو بھی تیمم جائز ہے۔

۷۔ قیدی کو قید خانے والے وضو کے لئے پانی نہ دیں تو تیمم سے پڑھ لے مگر بعد میں جب پانی مل جائے تو لوٹائے۔

۸۔ جنگل میں کنواں تو ہے مگر ڈول رسی نہیں تو بھی تیمم جائز ہے۔

۹۔ پانی موجود ہے مگر خطرہ ہے کہ وضو میں استعمال کرلیا تو خود یا جانور جو ساتھ ہیں۔ پیاسے رہ جائیں گے تو تیمم جائز ہے۔

marfat.com

۱۰۔ پانی ملتا ہے مگر عام قیمت سے دوگنی قیمت پر تو بھی تیمم کر لینا جائز ہے، یا فرق تو زائد نہیں مگر ضروریات کے علاوہ۔ اتنا پیسہ نہیں کہ پانی خرید سکے تو بھی تیمم جائز ہے۔

۱۱۔ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی جماعت نکل جانے کا خطرہ ہو تب بھی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ شہر میں صرف ایک ہی جگہ نماز ہوتی ہو یا ایک ہی وقت میں ہوتی ہو۔

۱۲۔ غیر ولی جنازہ کو نماز جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

۱۳۔ وضوء کرنے سے پیشاب کا قطرہ ٹپکنے لگے اور تیمم سے ایسا نہ ہو تو تیمم کر لے۔

تیمم کے طریقے

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کسی ایسی چیز پر ماریں جو زمین کی قسم سے ہو، پھر دونوں ہاتھ مکمل چہرے پر مل لیں پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کر لیں، وضو اور غسل دونوں کے بجائے یہی تیمم کا طریقہ ہے۔

تیمم میں تین فرائض ہیں۔ پہلا فرض یہ نیت کرنا ہے کہ میں پاکی حاصل کرنے کی نیت سے تیمم کرتا ہوں۔ یہ لفظ زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں دل میں ارادہ کافی ہے، جس پر غسل فرض ہو اس پر وضو کے لئے علیحدہ تیمم کی نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ غسل کا تیمم ہی کافی ہے۔ اگر کوئی شخص معذوری کی وجہ سے تیمم نہ کر سکتا ہو تو دوسرا شخص اسے تیمم کرا دے مگر نیت وہی شخص کرے جسے تیمم کرایا جا رہا ہے۔ دوسرا فرض پورے منہ پر ہاتھ پھیرنا ہے اسطرح

marfat.com

کہ کوئی معمولی سا حصہ بھی باقی نہ رہے۔ تیسرا فرض دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا اسطرح کہ کوئی حصہ بچ نہ رہے۔ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ چوڑیاں یا زیور جو بھی پہنے ہوں اسے ہٹا کر تیمم کریں، جو شخص انگوٹھی پہنے ہو وہ بھی اسے اتار دے یا جگہ سے ہٹا کر اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرلے۔

تیمم کی سنتوں کا بیان

(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) انگلیاں کھلی رکھنا (۴) ہاتھوں پر مٹی لگ جائے تو جھاڑنا۔ (۵) پہلے منہ پھر ہاتھوں کا تیمم کرنا (۶) منہ ہاتھ کا مسح پے در پے ہونا (۷) پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا (۸) داڑھی کا خلال کرنا (۹) انگلیوں کا خلال کرنا۔

کس چیز سے تیمم کیا جائے

۱۔ ہر وہ پاک چیز جو زمین کی جنس سے ہو اس سے تیمم جائز ہے، زمین کی جنس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آگ میں جلانے سے نہ تو راکھ بنتی ہیں نہ پگھلتی ہیں، نہ نرم ہوتی ہیں، جیسے ریت، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک وغیرہ۔

۲۔ غبار سے تیمم جائز ہے، مثلاً شیشے، لکڑی وغیرہ پر غبار لگا ہو اس سے تیمم جائز ہے۔

وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے۔ ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

marfat.com

۲- پانی پر قادر ہونے سے بھی ٹوٹتا ہے۔

۳- مرض کی وجہ سے تیمم کیا تو تندرست ہو جانے سے ٹوٹ جائے گا۔

۴- اتنا پانی مل گیا جس سے وضو کیا جا سکتا ہے، تو بھی ٹوٹ گیا۔

موزوں پر مسح کا بیان

چمڑے کے بنے ہوئے موزوں پر مسح جائز ہے، دھاگے اور نائلون یا اونی موزوں پر مسح جائز نہیں۔ پیر دھونے یا پورا وضو کرنے کے بعد موزے پہنے جائیں۔ اب اگر اس شخص کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرتے وقت اسے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں موزوں کے اوپر ہی مسح کرلے گا۔

۱- جو شخص مقیم ہے (یعنی مسافر نہیں) وہ بے وضو ہونے کے وقت سے لے کر ایک رات تک مسح کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے صبح کا وضو کرکے موزے پہنے۔ ظہر کے وقت اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اب ظہر کا وضو کرے اور موزوں پر مسح کرے اور یہ سلسلہ دوسرے دن ظہر تک چلتا رہے گا۔

۲- مسافر شخص کو اسی طرح تین دن تین راتوں تک اجازت ہے۔

مسح کا طریقہ

دونوں ہاتھ پانی سے تر کرلیں۔ پھر سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں سیدھے پیر کی نوک پر رکھیں اور بائیں پیر کی نوک پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں رکھیں اور انکو پنڈلی تک کھینچ لائیں۔ اس مسح میں دو فرض ہیں۔

۱- ہر موزے کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا،

۲- موزے کی پیٹھ پر مسح ہونا۔

marfat.com

۳۔ اگر بوٹ بند ہوں اور ٹخنے ڈھکے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے۔

وہ چیزیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ مدت مسح پوری ہو جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ ایک موزہ بھی اتار دیا تو مسح ٹوٹ گیا۔

۴۔ کسی طرح موزے کے اندر پانی داخل ہو گیا اور آدھے سے زائد پاؤں دھل گیا تو مسح ٹوٹ گیا۔

اعضاء وضو پر مسح کا بیان

بعض اعضا پر مسح کی ضرورت عام طور پر پیش آتی رہتی ہے اس لئے یہ مسائل بہت ضروری۔

۱۔ اعضائے وضو اگر پھٹ گئے ہیں، یا ان پر پھوڑا پھنسی ہے، یا کوئی ایسی بیماری ہے جس میں پانی سے تکلیف ہوتی ہے تو ایسے اعضا پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے۔

۲۔ اگر اس سے بھی نقصان ہوتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے۔

۳۔ اگر اس میں بھی تکلیف ہو تو معاف ہے۔

۴۔ کسی زخم وغیرہ پر پٹی باندھی ہو، اور کھولنے میں تکلیف ہو، یا کھولنے کے بعد باندھنے والا کوئی نہ ہو تو پٹی پر مسح کرلے اسی طرح زخم کے آس پاس کے حصہ پر اگر پانی نقصان کرے تو مسح کر لینا کافی ہے۔

۵۔ اگر پٹی نہ باندھی بلکہ پھاہا لگایا ہو تو اس پر بھی مسح کرلیں۔

marfat.com

حیض کا بیان (ماہواری)

MONTHLY COURSE

اسلام ظاہری اور باطنی طہارت کا علمبردار ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ میں ناپاکیوں کا بیان اور ان سے پاک ہونے کا بیان تفصیل سے موجود ہے۔ اس موقع پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس قسم کی چیزوں کا کتابوں میں لکھنا یا بیان کرنا باعث شرم ہے۔ مگر انھیں شاید یہ معلوم نہیں کہ فن طب میں اس سے زیادہ عریاں طریقے پر انسانی اعضاء اور نجاستوں کی تشریح کی جاتی ہے۔ تو پھر کیا لوگ اس علم کو محض اس لئے پڑھنا چھوڑ دیں کہ اس علم میں ایسی عریاں باتیں ہیں بلکہ وہاں تو عریاں اعضاء کی نمائش ہوتی ہے۔ درحقیقت باعث شرم تو وہ چیزیں ہیں جو یہ مہذب معترض سینماؤں، تھیٹروں اور نائٹ کلبوں میں دیکھتے ہیں یا افسانوں اور جنسی رسالوں میں پڑھتے ہیں۔

حیض کی حقیقت تو کتب طب میں ہے البتہ یہاں اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ عورت کو بہ نسبت مرد کے خون کی زائد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ زمانہ حمل میں بچہ اسی خون سے پرورش پاتا ہے اور جب پیدا ہو جاتا ہے تو یہی خون دودھ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں تو یہ فاضل خون خارج ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خارج نہ ہو تو بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چونکہ عورت کا اس پر اختیار نہیں ہوتا اس لئے ایسی حالت میں عورت پر نمازیں معاف ہیں اور روزے قضا کرنے

marfat.com

ہوں گے، چونکہ نمازوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے وہ معاف کر دی گئیں مگر سال بھر میں دس یا کم روزے رکھنا کوئی بڑی بات نہیں اسلئے انکی قضا رکھی گئی ہے۔

۱۔ حیض کم سے کم تین دن اور تین رات اور زائد سے زائد دس دن دس رات آتا ہے، اگر تین دن سے کم آئے تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

۲۔ حمل والی عورت کو جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔

۳۔ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کا فاصلہ ہوتا ہے، ورنہ استحاضہ ہے۔

۴۔ حیض کا خون سرخ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے چھ رنگ ہیں سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا، مٹیالا۔

۵۔ جس عورت کو مسلسل خون آتا ہو وہ دس دن حیض کے شمار کرے اور باقی بیس دن استحاضہ کے۔

حیض کے احکام کا ذکر نفاس کے ساتھ ہوگا۔

نفاس کا بیان

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد جاری ہو، اس کی کم از کم کوئی حد نہیں زیادہ سے چالیس دن اور چالیس راتیں۔

۱۔ پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا تو چالیس دن تک خون نفاس ہے اور اس سے زائد اگر آئے استحاضہ ہے۔

۲۔ پہلی مرتبہ جتنے دن خون آیا نفاس کے دن وہی متعین ہو جائیں گے یعنی پہلی مرتبہ تیس دن آیا اور دوسری مرتبہ ۴۰ دن تو تیس دن

نفاس کے شمار ہوں گے۔ اور دس استحاضہ کے۔

۳۔ حمل ساقط ہوگیا تو اگر اعضاء بن گئے تو خون نفاس ہوگا ورنہ نہیں۔

۴۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون جاری ہوا۔ پھر چند دن کے بعد جاری ہو تو چالیس دن کے اندر اندر نفاس ہی شمار ہوگا خواہ فاصلہ سے آئے۔

حیض ونفاس کے احکام شرعیہ

حیض ونفاس کی ضروری تفصیلات کے بعد اب ان سے متعلق شرعی احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حیض ونفاس والی عوت کا قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، اس کی جلد، حاشیہ یا چولی کو ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ لگانا حرام۔

۲۔ کاغذ کے پرچے یا کسی چیز پر آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی حرام ہے۔

۳۔ کرتے، دامن، آنچل یا کسی ایسے کپڑے سے جو پہنے ہوئے ہو اس سے قرآن کا پکڑنا حرام ہے۔

۴۔ قرآن جزدان یا کسی اور کپڑے میں لپٹا ہے تو اس کا اٹھانا جائز ہے۔

۵۔ جو عورت بچوں کو پڑھاتی ہو وہ ہجے کرا کے پڑھا سکتی ہے یا سانس توڑ کر، یعنی ایک سانس میں مکمل کلمہ نہ پڑھے۔

۶۔ قرآن مجید کے علاوہ تمام دعائیں، کلمہ، درود شریف وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

۷۔ ایسی عورت کا مسجد میں جانا حرام ہے، اگر پانی یا کوئی اور چیز مسجد

marfat.com

میں سے لانی ضروری ہو تو تیمم کر کے چلی جائے۔

۸۔ طواف نہیں کر سکتی، خواہ خانۂ کعبہ کے باہر ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے۔

۱۰۔ روزہ کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا احترام رمضان کی وجہ سے کچھ نہ کھائے نہ پئے۔ اب اگر روزہ فرض تھا تو قضاء فرض ہے اور اگر نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

۱۱۔ ایسی عورت سجدہ شکر، سجدۂ تلاوت نہیں کر سکتی، اگر آیت سجدہ سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت فرض نہیں۔

۱۲۔ ایسی عورت سے جماع حرام ہے۔ جماع کا ایسی حالت میں جائز جاننا کفر ہے اور حرام جانتے ہوئے کر لیا تو سخت گنہگار ہوا۔ توبہ فرض ہے۔

۱۳۔ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد کا اپنے بدن کے کسی حصہ سے چھونا جائز نہیں، اگر اس حصہ پر ایسا کپڑا ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں۔

۱۴۔ بوس وکنار اور ایک ساتھ سونا جائز ہے۔ اگر شہوت کے غلبہ کا خطرہ ہو تو ساتھ نہ سوئیں۔

۱۵۔ عورت اس حالت میں مرد کے ہر حصہ کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔

۱۶۔ دس دن پر اگر حیض ختم ہو تو پاک ہوتے ہی بلا غسل کئے جماع جائز ہے۔ مگر مستحب یہ ہے کہ عورت کے غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔

۱۷۔ اگر دس سے کم عرصہ میں عورت پاک ہوئی تو غسل کے بغیر، یا اس نماز کے وقت کے گزرنے سے قبل جس میں کہ پاک ہوئی جماع جائز نہیں۔

۱۸۔ عادت کے دن پورے ہونے سے قبل ہی خون ختم ہو گیا تو جماع

marfat.com

جائز نہیں تاوقتیکہ حیض کے دن پورے نہ ہو جائیں۔

ضروری نوٹ :- نفاس کے بھی یہی احکام ہیں، حیض و نفاس والی عورت کا پکا ہوا کھانا، اس کے ساتھ کھانا، اس کا جھوٹا کھانا سب جائز ہے، اس میں کچھ کراہت نہیں۔

استحاضہ کا بیان

استحاضہ سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بیماری کی وجہ سے جاری ہو جائے۔ اس کا ذکر حیض کے مسائل میں کئی جگہ آچکا ہے۔

۱۔ استحاضہ والی عورت پر نماز معاف ہے نہ روزہ۔

۲۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ اسکو اتنی مہلت نہیں تھی کہ وضوء کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اسکو معذور کہا جائے گا۔ ایک وضوء سے اس وقت جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے خون سے وضو نہ لوٹے گا۔

۳۔ اگر کپڑا وغیرہ رکھنے سے خون رک جاتا ہے تو معذور نہیں۔

۴۔ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضوء کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کرے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضوء سے پڑھے۔ جیسے قطرہ آجاتا ہو، دست آتے ہوں یا ہوا خارج ہوتی ہو، دکھتی آنکھ سے پانی بہتا ہو، پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہتی ہو، کان، ناف وغیرہ سے پانی اور کوئی اور رطوبت نکلتی ہو۔

۵۔ اسی صورت میں فرض نماز کا وقت نکلتے ہی وضو لوٹ جائے گا، جیسے کسی نے عصر کے وقت وضوء کیا تو اب غروب آفتاب ہوتے ہی وضوء لوٹ جائے گا۔

نجاستیں اور ان کے احکام

اسلام نے مسلمانوں کو ظاہر و باطن کی پاکی کا شدت سے حکم دیا ہے۔ نجاستوں سے پاکی حاصل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک نجاستوں کا علم نہ ہو۔ اس باب میں نجاستوں کی قسمیں اور ان سے پاکیزگی حاصل کرنے بیان ہے۔

نجاست کی شرعاً دو قسمیں ہیں۔

۱۔ نجاست غلیظ۔ یعنی وہ نجاست جسکی طہارت کے شدید احکام ہیں۔

۲۔ نجاست خفیفہ۔ یعنی جو معمولی طور پر پاک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

نجاست غلیظہ کا حکم

۱۔ اگر نجاست غلیظہ کپڑے یا بدن پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہو گی اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہگار ہو گا، اور اگر اس خیال سے پڑھی کہ کچھ حرج نہیں (بہ نیت حقارت) تو کفر ہو جائے گا۔ اگر ایسی نجاست درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے بلا پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔ اور قصداً پڑھی تو گنہگار ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز

marfat.com

پڑھی تو اگرچہ نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی اور دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

۲۔ اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ تو درہم کے برابر ہونے سے مراد وزن میں درہم کے برابر ہوتا ہے یعنی ساڑھے چار ماشہ۔

۳۔ اگر نجاست پتلی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد موجودہ دھات کے روپے کے برابر گولائی ہیں۔

۴۔ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہے معاف ہے اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پورے چوتھائی حصہ پر ہے تو بلا دھوئے نماز نہ ہوگی۔

۵۔ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اگر کسی پتلی چیز دودھ وغیرہ میں گر جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی خواہ نجاست کم ہو یا زائد۔

۶۔ ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہو اور اس کے نکلنے سے وضوء یا غسل واجب ہو جاتا ہو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ، پیشاب بہتا ہوا خون، پیپ، حیض (استحاضہ) مذی، ودی، منی۔

ایک غلطی کا ازالہ:۔ دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پاخانہ پیشاب نجاست غلیظہ ہے عوام میں اس پیشاب کے پاک ہونے کے متعلق جو مشہور ہے وہ غلط ہے۔

۷۔ شیر خوار بچہ نے اگر منہ بھر کر دودھ ڈالا تو یہ نجاست غلیظہ ہے۔

۸۔ خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون، مردار کا گوشت اور چربی، حرام چوپائے جیسے، کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، خنزیر کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور حلال چوپایوں کا پاخانہ

marfat.com

جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری، یا اونٹ کی مینگنی، مرغی، بطخ وغیرہ کی بیٹ، ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی، سیندھی سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ ذبح کئے گئے ہوں انکی کھال اگرچہ دباغت (کمائی ہوئی کھال) دے دی گئی ہو، سور کا گوشت ہڈی اور بال ہر چیز نجاست غلیظہ ہے۔

۹۔ چھپکلی یا گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے۔

۱۰۔ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت، شیر، کتے، چیتے اور دوسرے درندے اور چوپایوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے۔

۱۱۔ حلال جانوروں کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔

۱۲۔ چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔

۱۳۔ کبوتر، مینا، مرغابی وغیرہ پرندوں کی بیٹ پاک ہیں۔

۱۴۔ مچھلی اور پانی کے دوسرے جانور، کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

۱۵۔ پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر کپڑے یا بدن پر پڑجائیں تو پاک ہے۔

۱۶۔ گوشت مچھلی یا کلیجی میں جو خون رہ گیا ہو پاک ہے۔

۱۷۔ جیب میں شیشی کے اندر خون پیشاب یا اسی قسم کی اور نجس چیز ہو تو نماز نہ ہوگی۔

۱۸۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر

marfat.com

استعمال ناجائز ہے

۱۹۔ اُپلے کا دھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوگی۔

۲۰۔ نجاست پر سے مکھیاں اڑ کر کپڑوں یا جسم پر بیٹھیں تو کپڑا اور جسم ناپاک نہ ہوں گے۔

۲۱۔ راستہ کی کیچڑ پاک ہے۔ ہاں اگر اس کا ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہے تو ناپاک ہے۔ مثلاً گندے پانی کے گٹر کے ابلنے سے نکلنے والی کیچڑ ناپاک ہوگی۔

۲۲۔ کتے کا بدن اگر کپڑے یا جسم سے لگ جائے تو ناپاکی نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس کا لعاب لگ گیا تو کپڑے اور جسم ناپاک ہو جائیں گے۔

۲۳۔ خنزیر کے علاوہ ہر جانور کی ہڈی جس پر مردار چکنائی نہ ہو پاک ہے لہٰذا ہاتھی دانت کے بٹن وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

۲۴۔ عورت[1] کی شرمگاہ سے جو رطوبت نکلے وہ پاک ہے اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری نہیں اگرچہ دھو لینا بہتر ہے۔

۲۵۔ سڑا ہوا گوشت اگرچہ نجس نہیں تاہم اس کا کھانا جائز نہیں۔

اسپرٹ، پیٹرول اور مٹی کے تیل کا حکم

پیٹرول اور مٹی کا تیل پاک ہے یعنی کپڑے پر لگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ پینا حرام ہے اور بدبو کی وجہ سے مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔ اسپرٹ اور الکحل کی اتنی مقدار جو ایک عام شخص کے لئے نشہ آور ہو حرام بھی ہے اور ناپاک بھی، البتہ میرا خیال ہے کہ اگر الکحل کپڑے پر لگ جائے پھر اس کا اثر اڑ جائے تو بلا دھوئے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ آج کل سینٹ کا استعمال عام ہے اس میں الکحل ہوتا ہے، جو لگانے کے بعد اڑ جاتا ہے اور بہت قلیل مقدار میں ہوتا ہے۔ اس کا استعمال جائز ہے

ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ

۱۔ اگر کسی چیز پر نجاست لگ جائے تو عام طور پر پانی سے دھونے سے

---

[1] وفی منہاج الامام النووی رطوبۃ الفرج لیست منجسۃ فی الاصح قال ابن حجر وھی ماء ابیض متردد بین المذی والعرق یخرج من باطن الفرج الذی لا یجب غسلہ بخلاف ما یخرج مما یجب غسلہ فانہ طاہر قطعا۔ (شامی ۱۵۲)

پاک ہو جاتی ہے۔

۲۔ اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کی بو یا رنگ باقی ہے تو اسے بھی دور کرنا چاہیئے ہاں اگر اس کے زائل کرنے میں دقت ہو تو حرج نہیں۔

۳۔ اگر نجاست رقیق ہو از قسم پیشاب وغیرہ تو تین مرتبہ اس چیز کو دھویا جائے جس پر نجاست ہے اور ہر مرتبہ اسے نچوڑا جائے تو وہ چیز پاک ہو جائیگی۔

۴۔ اگر کوئی چیز نچوڑے جانے کے قابل نہ ہو تو اس پر تین مرتبہ پانی ڈالیں ہر مرتبہ انتظار کریں کہ پانی بہنا بند ہو جائے پھر دوسرا پانی ڈالیں اس طرح تین مرتبہ۔ اسطرح اگر کوئی کپڑا نچوڑنے کے قابل نہ ہو تو اسکو بھی پانی ڈال کر نکال لیں جب اس میں سے قطرے کرنا بند ہو جائیں تو دوسری مرتبہ پانی ڈالیں اسی طرح تیسری مرتبہ۔

۵۔ اگر کوئی چیز چکنی ہو جس میں سیال (LIQUID) چیز جذب نہ ہوتی ہو تو اس پر پانی ڈالنے کے بعد یہ انتظار کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ قطرے ٹپکنا بند ہوں تو تیسرا پانی ڈالا جائے۔

۶۔ دھاتوں کی چیزیں اگر منقش اور زنگ آلود نہ ہوں تو پونچھنے سے ہی پاک ہو جائیں گی۔ مثلاً چھری وغیرہ مگر یہ اطمینان کرنا ضروری ہوگا کہ اثر بالکل ضائع ہوا یا نہیں۔ اگر اثر بالکل ضائع نہیں ہوا تو دھولینا ضروری ہے،

۷۔ جوتے وغیرہ میں جو نجاست لگ جاتی ہے وہ خشک مٹی پر رگڑ کھاتے سے پاک ہو جاتی ہے۔ نیز اگر جوتے کا اوپر کا حصہ پاک ہو تو نماز جنازہ کے لئے جوتا اتارنے کی ضرورت نہیں۔

۸۔ ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر لیعنی رنگ و بو جاتا رہے تو وہ پاک ہو گئی نماز پڑھ سکتے ہیں اگر چہ اس پر تیمم جائز نہیں۔

marfat.com

۹۔ درخت، گھاس، دیوار اور اینٹ وغیرہ جو زمین میں پیوست ہوں وہ خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

۱۰۔ عام طور پر گھاس کے لانوں پر نماز پڑھی جاتی ہے یہ درست ہے۔

۱۱۔ ناپاک مٹی سے اگر برتن بنائے گئے ہوں تو جب تک کچے ہیں ناپاک رہیں گے اور پکانے کے بعد پاک ہو جائیں گے۔

۱۲۔ جو چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک ہو گئی ہے وہ تر ہونے سے ناپاک ہو جائیگی

۱۳۔ تیل یا گھی کسی ناپاک چیز کے گرنے سے ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنا تیل یا گھی ہے اتنا ہی پاک پانی اس میں ملائیں اور خوب ہلا کر اوپر سے گھی یا تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں اسی طرح اور بھی جو سیال چیزیں اس قسم کی ہوں پاک کی جا سکتی ہیں۔

۱۴۔ جائے نماز میں ہاتھ پاؤں پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے باقی جگہ اگر ناپاک بھی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

نوٹ :۔ پاکی اور ناپاکی کی یہ چند ضروری اور ہمہ وقت درپیش آنے والے مسائل تھے جو یہاں جمع کئے گئے ہیں تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

استنجا کا ذکر

۱۔ ابو ایوب، جابر اور انس رضؓ سے مروی ہے[1] فیہ رجالٌ یحبون ان یتطہروا

یعنی اس میں (مسجد قبا) ایسے مرد ہیں جو خوب پاکی حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے دریافت کیا کہ پاکیزگی کے بارے میں اللہ نے تمہاری تعریف کی ہے تو بتاؤ کہ تم کس طرح پاکیزگی

---

[1] ابن ماجہ

marfat.com

حاغسل کرتے ہو؟ وہ بولے، نماز کے لئے ہم وضو کرتے ہیں، اور جنابت سے غسل کرتے ہیں؟ اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، یہی بات ہے اس کی پابندی کرو۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر درخت کی سرسبز شاخیں لگا دیں، دریافت کرنے پر ارشاد کیا کہ ان دونوں پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا، ایک پر تو اس لئے کہ وہ چغل خور تھا اور دوسرے پر اس لئے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی ان پر عذاب میں کمی رہے گی اسی لئے قبروں پر پھول یا شاخیں ڈالی جاتی ہیں۔ پھولوں کی چادر بھی ڈال سکتے ہیں۔

۳۔ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے باہر ہی یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔
بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ، اور باہر نکلتے ہی غُفْرَانَکَ کہہ لے۔

۴۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت نہ قبلہ کو منہ کیا جائے نہ پیٹھ، اسیطرح جو بچے کو پیشاب پاخانہ کرائے وہ بھی خیال رکھے۔

۵۔ مندرجہ ذیل مقامات پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔
کنویں، حوض یا چشمے کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو، پھل دار درخت کے نیچے، سائے میں جہاں لوگوں کی نشست و برخاست ہو، مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں، قبرستان میں، جہاں غسل کیا جاتا ہو۔

ضروری تنبیہ:۔ عام طور پر مساجد سے متصل پیشاب خانے بنائے جاتے ہیں اور وہاں نمازی اور بے نمازی سب دن رات پیشاب کرتے رہتے ہیں میرے نزدیک یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔ ہمیں مسجد کے پاک صاف رکھنے اور

---

[1] بخاری و مسلم [2] بخاری [3] ترمذی ابن ماجہ

اوران میں خوشبوئیں لگانے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان میں بدبو پھیلانے کا جب غیر مسلم بلکہ نئے ذہن کے لوگ مسلمانوں کو مسجد میں پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ یہ پیشاب خانے مسجد سے اتنے دور رکھے جائیں کہ مسجد تک مطلقاً بدبو نہ آئے اور نہ پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے لوگ نظر آئیں۔

۶۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے، البتہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں مثلاً بیماری کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا ہو، یا بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔

۷۔ بیت الخلاء میں کسی دینی مسئلہ پر غور نہ کرے، چھینک، سلام اور اذان کا جواب زبان سے نہ دے۔ بلا ضرورت نہ اپنی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ نجاست کو، پیشاب میں نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکھارے،

۸۔ اگر صرف ڈھیلوں سے استنجا کر لیا تو کافی ہے۔ صرف پانی سے بھی کافی ہے، البتہ پیشاب سے پوری طرح پاکی ڈھیلے سے ہی ہوتی ہے اور اس کے بہت فوائد ہیں۔ اگر پانی سے استنجا کریں تو پوری طرح اطمینان کر لیں۔

۹۔ کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے ہی کے حکم میں ہیں اسی طرح ٹوائلٹ پیپر کا حکم ہے

۱۰۔ ہڈی، کھانے کی اشیاء، گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، جانور کا چارہ اور کاغذ سے استنجا ممنوع ہے

۱۱۔ بیت الخلاء میں استعمال سے جو پانی بچا ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے البتہ وضوء کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنا بہتر نہیں۔

---

marfat.com

حصّۂ عبادت

یہ درست ہے کہ انسان نے جب سے اس دنیائے رنگ و بو میں قدم رکھا ہے کچھ ایسے افعال و اعمال کا پابند رہا ہے۔ جو دنیاوی مصروفیتوں سے الگ ہوتے ہیں اور انھیں وہ نہایت عقیدت و احترام سے بجالاتا ہے ، ان افعال کی ادائیگی اس کے لئے موجب راحت وسکون ہوتی ہے ، اسی قسم کے افعال کا نام عام طور پر عبادت رکھا جاتا ہے۔ مگر میرے خیال میں عبادت کی ایسی تعریف ممکن نہیں جو ہر مذہب و ملت کی عبادات پر یکساں طور پر صادق آسکے کیونکہ عبادات کے تصورات بالکل مختلف قسم کے ہیں۔ عبادت کا ایک تصور جاہلی ہے ۔

عبادت کا جاہلانہ تصور

اس تصور کی رو سے وہ ہستیاں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے انسانی خصلتیں رکھتی ہیں۔ جسطرح بڑے لوگ اپنے چھوٹوں کی خوشامد سے خوش ہوتے ہیں اور ان پر انعام واکرام کرتے ہیں اسی طرح انسان اگر اپنے دیوتاؤں کی خوشی کے لئے کام کرے اور خوشامد کرے تو وہ عافیت میں رہتا ہے۔ ورنہ وہ انکی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔ اس تصور کے مطابق عبادت چند مراسم کی ادائیگی کا نام ہے ۔

marfat.com

عبادت کا راہبانہ تصور

عبادت کا دوسرا تصور جو بہت عام ہے، جوگیانہ یا راہبانہ تصور ہے۔ اس میں دنیا سے منہ موڑنا اور اسکی لذتوں سے دست کش ہونا لازم ہے دین دنیا کی ضد ہے، دینی ترقی بلا دنیاوی خسارے کے ناممکن ہے۔

عبادت کا اسلامی تصور

عبادت کا اسلامی تصور ان دونوں تصورات سے یکسر مختلف ہے اسلام کے نزدیک عبادت معبود حقیقی یعنی خدائے وحدہٗ لاشریک کے ہر حکم کو ماننے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے انسان کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی عبادت میں گزر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو زندگی کے ہر دور بلکہ ہر لمحہ کے لئے ہدایات دی ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد بھی عبادات ہیں۔ آپ کا چلنا پھرنا سونا جاگنا، کھانا پینا، غرض کہ آپ کی پوری زندگی بلکہ موت بھی عبادت الہٰی بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ ایسا چاہیں۔ اگر آپ زمین پر عاجزانہ انداز سے چلتے ہیں اور فتنہ وفساد نہیں پھیلاتے تو آپ کا چلنا عبادت ہے۔ اگر آپ رزق حلال ذرائع سے محض اس لئے کماتے ہیں کہ اپنی زندگی اور اپنے اہل وعیال کی زندگی کا بقا آپ پر فرض ہے تو آپ کی یہ کمائی، یہ زراعت، یہ تجارت اور یہ محنت ومزدوری، عبادت ہی قرار پائے گی۔ اگر آپ ویرانوں میں جا کر بیٹھ رہیں تو سچ اور جھوٹ ظلم وعدل، جائز وناجائز سے آزمائش کی کیا صورت ہوگی؟ پھر ضبط نفس اور خوف خدا کے اظہار کا کیا ذریعہ ہوگا۔

عبادت تو یہ ہے کہ آپ زبردست ہوں اور ظلم نہ کریں۔ آپ کے ہاتھ میں ترازو ہو اور آپ پورا تولیں۔ سچ کی خاطر آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو تو محض رضائے

marfat.com

الٰہی کے لئے آپ سچ پر ثابت قدم رہیں۔ تجارت میں مشغول ہوں اور جونہی اذان ہو فوراً نماز کے لئے دوڑ پڑیں۔ خود بھوکا رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا بھوکوں کا پیٹ بھرنا مشکل ہے۔ خود ننگا رہنا تو آسان ہے مگر ننگوں کا تن ڈھانپنا اصل کام ہے اسی طرح اپنا ایمان بچا کر غاروں میں چلا جانا آسان ہے۔ مگر دوسروں کے ایمان کی حفاظت کرنا آسان نہیں ہے گھر کی آسائش سے نکلکر میدان جنگ میں آنا کار دارد

خلاصہ یہ کہ اسلام انسان کی دنیا دی زندگی کو دین میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ جس خدا کی بندگی کا تو نے اقرار کیا ہے تیری زندگی کا ہر نفس اسی کی بندگی میں رہے اور تو اپنی زبان حال سے اعلان کردے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

"فرما دیجئے یقیناً میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے"۔

یوں تو انسانی زندگی کی ہر ادا عبادت ہے۔ مگر اسلام نے چند افعال و اعمال ایسے مقرر فرمائے ہیں جو انسان کو اسکی تمام زندگی کی عبادت بنانے کی تربیت دیتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا عمل نماز ہے۔

نماز کا بیان

نماز کے چند بنیادی فوائد ہیں۔

احساس بندگی

چونکہ انسان مادی دنیا میں رہتا ہے اور اس کے ہر چہار طرف مرغوبات دنیا دی کی نمائش لگی ہوئی ہے۔ اس جھمیلے میں یاد الٰہی کا اس کے دل سے محو ہو جانا

marfat.com

اور احساس بندگی سے غفلت کا آجانا عین ممکن ہے بلکہ حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ نماز انسان کو بار بار احساس بندگی دلانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

اہمیت فرض

انسان پر مختلف قسم کے فرائض کا مجموعہ ہے اسے قدم قدم پر فرائض ادا کرنا ہیں، نماز انسان کو ادائیگی فرض کے لئے مستعد بناتی ہے۔ نماز فجر کی اذان انسان کو میٹھی نیند سے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔ ظہر کی اذان عین کاروبار کے درمیان آتی ہے اور انسان کو ادائیگی فرض کے لئے بلاتی ہے، اسیطرح دوسری نمازوں کا حال ہے۔

تعمیر سیرت

نماز مسلمان کی سیرت کو اس انداز سے مرتب کرتی ہے جس کی ضرورت اللہ کی ہدایت کے بموجب انھیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مرضی یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں احکام الٰہی کی پابندی کرے، نماز میں اس مقصد کی تلقین پائی جاتی ہے کہ انسان جو دعائیں اور قرآن پاک نماز میں پڑھتا ہے وہ ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہے۔ اگر وہ نہ پڑھے اور یوں ہی خاموش کھڑا رہے تو کسی کو کیا پتہ چلے۔ مگر وہ حالت نماز میں اللہ سے اس درجہ قریب ہے کہ ان خفیہ دعاؤں میں وہ کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا۔ پس نماز انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتی ہے کہ جس طرح اس نے بحالت نماز ایک خفیہ معاملہ میں دیانت داری کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح نماز کے علاوہ بھی ہونا چاہیئے۔ نماز کے ظاہری اعمال بھی انسان بلاکم و کاست پورے ادا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان میں کمی بیشی کرے تو

کون اس پر فرد جرم عائد کرے گا؟ مگر نمازی لوگوں کی داد و تحسین یا نفرت و لعنت کی پرواہ کئے بغیر افعال نماز ادا کرتا ہے، تاکہ زندگی کے دوسرے کارنامے بھی اسی جذبے سے انجام دے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو انسان کی سیرت تعمیر کرتی ہے، قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ[1]

یقیناً نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

یعنی اگر انسان نماز کے کلمات اور اسمیں ادا کئے جانے والے افعال پر غور کرے بالخصوص ان نکات پر تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ترک کردیگا جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

نفس پر کنٹرول

نماز انسان میں صبر، ضبط نفس اور تکالیف برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ سستی اور کاہلی نمازیوں کے قریب نہیں آسکتی۔ جو لوگ مذہب کو افیون کہتے ہیں اگر انھیں کبھی نمازیوں کی چستی اور فعالیت کا علم ہو جائے تو انھیں یقیناً اپنا اعتراض واپس لینا ہوگا۔

ایک نمازی دوست اور احباب کے درمیان گھرا ہوا بیٹھا ہے خوش گپیوں میں مصروف ہے، یا بازار میں خرید و فروخت کر رہا ہے، یا کوئی دلچسپ کتاب پڑھ رہا ہے۔ یا میٹھی نیند سو رہا ہے کہ اس کے کانوں میں موذن کی آواز آئی۔ "حیّ علی الصلوٰۃ" آؤ نماز کی طرف، تو وہ اپنے تمام مشاغل کو چھوڑ دیتا ہے اور سیدھا مسجد کا رخ کرتا ہے۔ سخت سردی میں اٹھتا ہے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے، رات کو خواہ کتنی ہی تاخیر سے سویا ہو مگر صبح موذن

کے یہ کلمات جوں ہی اس کے کانوں میں پڑتے ہیں کہ "الصلوٰۃ خیر من النوم" نماز نیند سے بہتر ہے تو وہ فوراً کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے۔ کیا یہ سب کام کوئی افیونی یا سست آدمی کر کے دکھا سکتا ہے اور ایک دو دن نہیں بلکہ جسکی پوری زندگی کا یہی معمول بن چکا ہو، درحقیقت ایک نماز ادا کرنا نفس کی سینکڑوں خواہشات کو کچلنے اور ان پر غالب آنے سے عبارت ہے اور یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو انسانیت کے عظیم مقام پر فائز ہوں، نفس پرست اور خواہشات کے بندے نماز کی پابندیوں پر کبھی پورے نہیں اتر سکتے۔ اس لئے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

تو ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور خواہشات نفس کی پیروی اختیار کر لی تو وہ عنقریب گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

چنانچہ عام طور پر بے نمازی یا سست اور کاہل ہوتے ہیں یا ہوا و ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔

نماز کے معاشرتی فوائد

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک اجتماعی اور دوسرا انفرادی اسلام بہت سے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف انسان کی انفرادی ضروریات کی تکمیل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دخل انسان کی اجتماعی زندگی میں بھی ہے یورپ میں مذہب کو انسان کا انفرادی اور ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے جسکی تعبیر و تشریح کچھ اسی انداز سے کیگئی ہے کہ اس سے انسان کی محض انفرادی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں اسلام انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حیثیت کو متاثر کرتا ہے اور بڑی شد و مد سے تقاضا کرتا ہے کہ اسکی تعلیمات کو زندگی کے پورے

marfat.com

کاروبار میں عمل دخل ہو۔ اس لئے اسلام کی تمام عبادات بلکہ تمام احکام کو اسی وسیع پس منظر میں دیکھا جانا چاہیئے۔ نماز اس معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے جس کا قیام مرضی خداوندی ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ اذان سنتے ہی لوگوں کا ایک ساتھ مساجد کی طرف چلنا انہیں احساس کو بیدار کرتا ہے کہ اگر کسی قومی کام کے لئے انھیں پکارا جائے تو وہ یکدم آجائیں۔

۲۔ ایک محلہ کے تمام مسلمان جب پانچوں وقت مسجد میں ملتے ہیں اور نہ صرف ملتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کے دکھ سکھ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے، اور امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ مسجد میں مختلف پیشوں سے متعلق لوگ یکجا ہوتے ہیں، ان سے تعارف کے بعد بوقت ضرورت کام کرانے میں آسانی ہو جاتی ہے، میل ملاقات کی وجہ سے بہت مراعات حاصل ہو جاتی ہیں۔ آپ مسجد میں جوتا گانٹھنے والے سے لے کر وزیر اور بادشاہ تک سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

۴۔ مسجد میں پہنچ کر انسانوں کی مصنوعی درجہ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک حیثیت کا آدمی اگر پہلے مسجد میں پہنچ گیا تو صف اول میں جگہ پائے گا۔ اور ایک باحیثیت آدمی دیر سے پہنچا تو اسے پچھلی صف میں جگہ ملے گی نہ تو وہ کسی کو اگلی صف سے کھینچ کر باہر لا سکتا ہے اور نہ پہلے سے اپنی نشست مخصوص کرا سکتا ہے۔ مسجد میں لوگوں کا اس طرح گھل مل کر موجود ہونا انھیں یاد دلاتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کے تصور کو جگہ نہ دو اللہ کی نگاہ میں سب ہی مساوی ہیں۔

۵۔ امام باجماعت نماز میں بڑی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ امام کے لئے نہ تو

marfat.com

مالدار ہونا ضروری ہے اور نہ طاقتور ہونا ضروری ہے اور نہ عالی نسب ہونا ضروری ہے۔ البتہ امام کے لئے دین کا علم اور دین پر عامل ہونا ضروری ہے امام کے لئے شریعت نے جو شرائط مقرر کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں فضیلت کا مدار کس چیز پر ہے، اسلام کے دور حکومت میں جو لوگ مسلمانوں کے دنیاوی معاملات سلجھانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہی مصلےٰ کے امام بھی ہوتے ہیں۔ مگر جب دنیاوی معاملات سنبھالنے والوں کو دنیا کا چسکا لگ گیا اور دین سے ناواقف ہو گئے اور خود نمازیں تک پڑھنا چھوڑ دیں تو اس شرف سے بھی محروم ہو گئے۔

۶۔ امام کی پیروی کا شدت سے حکم ہے۔ ہاں اگر وہ غلطی کرے تو ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ امام کو ٹوک دے۔ ٹوکنے کے لئے "سبحان اللہ" یعنی اللہ پاک ہے، کہا جاتا ہے۔ جسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ اے امام صاحب غلطی سے پاک تو صرف اللہ ہے۔ آپ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی اصلاح کر لیجئے۔ چنانچہ امام اصلاح کر لیتا ہے۔ اگر غلطی بڑی ہو اور امام اس پر اڑا رہے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ وہ اس امام کو ہٹا دیں اور اس سے لاتعلق ہو جائیں۔ کیا جمہوریت کی اس سے بہتر کوئی اور تربیت گاہ ہو سکتی ہے۔ امام کی متابعت ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اپنی قومی زندگی میں اس شخص کی اطاعت کریں جس پر ملک کی اکثریت متفق ہو۔ جب تک ٹھیک چلتا رہے اطاعت کرتے رہیں۔ جب غلطیاں کرے تو تنبیہ کریں اور جب نہ مانے تو اسے علیحدہ کر دیں۔

نماز کے ان انفرادی اور اجتماعی فوائد کی وجہ سے اسکو دین کا ستون اور مومن و منافق کے درمیان وجہ امتیاز بتایا گیا ہے اور اس کے تارک کو کافر کہا گیا ہے اور اسکی فرضیت دن میں پانچ مرتبہ رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی نفسیات خوب واقف ہے۔

marfat.com

قرآن اور نماز

قرآن کریم میں جا بجا نماز کا ذکر ہے، اور اس کی پابندی کا حکم ہے۔ مگر نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کی رکعات کی تعداد، اور نماز میں کیا پڑھا جائے مذکور نہیں، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو لوگ رسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) بے نیاز ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن کا معلم بنا کر بھیجا ہے، تاکہ وہ اجمالی چیزیں جو قرآن میں ہیں ان کی تفصیلات اور ان پر عمل کے طریقے امت کو تعلیم فرمائیں۔ اس لئے آپ کو "اسوہ" نمونہ کہا گیا ہے، ایک مسلمان کو تعلیم رسول کی کتنی شدید حاجت ہے اس کا اندازہ آپ صرف اس ایک چیز سے ہی لگا سکتے ہیں کہ اسلام کی پہلی ہی عبادت آپ بلا تعلیم رسول کے ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ نماز کے بارے میں چند آیات قرآنی یہ ہیں۔

(۱) الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۝ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝[1]

الم۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو ان دیکھی حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں (راہ خدا میں)

اس آیت میں ایمان کے بعد پہلی عبادت نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ تقویٰ کی دولت بغیر اقامت صلوٰۃ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۲) اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

---

[1] البقرہ۔ ۱۔ ۲۔ ۳

رکوع کرو۔

پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے

۳۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ [۱]

تمام نمازوں کی پابندی کرو" اور خاص طور پر درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو"۔

بعض مفسرین نے اس آیت سے نمازوں کے پانچ ہونے پر استدلال کیا ہے جسکی تقریر یہ ہے کہ والصلوٰۃ الوسطیٰ، واؤ عطف کا ہے جو مغائرت چاہتا ہے یعنی معطوف، معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ اب صلوٰۃ سے مراد اتنی نمازیں لینا چاہئیں کہ "والصلوٰۃِ الوسطیٰ" درمیانی نماز بھی درست ثابت ہو اور صلوٰۃ جو جمع ہے اس کا مقتضیٰ بھی باطل نہ ہو۔ تو اگر صلوٰت سے مراد دو نمازیں ہوں اور صلوات الوسطیٰ سے تیسری نماز ہو تو اگرچہ وسطیٰ کا مفہوم درست صادق آئے گا مگر جمع کا مقتضیٰ باطل ہو جائے گا اور اگر صلوٰۃ سے تین نمازیں مراد ہوں اور وسطیٰ سے چوتھی نماز مراد ہو تو وسطیٰ کا مفہوم باطل ہو جائے گا۔ اب ایک ہی صورت رہ گئی اور وہ یہ کہ صلوٰۃ سے مراد چار نمازیں ہوں اور صلوٰۃ الوسطیٰ سے پانچویں نماز مراد ہو اس طرح جمع اور وسطیٰ دونوں کا مفہوم درست طور پر ثابت ہو جائے گا۔

نماز خشوع و خضوع سے آسان ہو جاتی ہے

۴۔ خشوع و خضوع کی کیفیت نماز کو بالکل آسان بنا دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ [۲]

"اور بلاشبہ وہ (نماز) دشوار ہے۔ مگر خشوع و خضوع کرنے والوں پر"۔

قرآن کریم میں وارد شدہ لفظ "صلوٰۃ" لغوی معنی میں مستعمل نہیں۔ بلکہ

---

[۱] البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۸ [۲] البقرہ۔ ۴۵

شرعی اصطلاح میں مستعمل ہے۔ اسکی عملی تفسیر تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے مسلسل تاریخ کے ناقابل تردید دلائل و شواہد سے دنیا کے سامنے موجود ہے حتیٰ کہ اگر آپ کسی انگریز، ہندو، یہودی وغیرہ سے نماز کے معنی دریافت کریں تو ہر ایک "افعال مخصوصہ" کے مجموعے کو نماز کی تشریح کے طور پر پیش کرے گا۔ اسی طرح ہر شخص بتا دیگا کہ مسلمان پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ان واضح شہادتوں کے باوجود "صلوٰۃ" کے لغوی معنی مراد لینا یا نمازوں کی تعداد کم بتانا دیوانہ کی بڑسے زائد نہیں، اور ایسے لوگوں کی دوسری حماقتوں کا اندازہ اسی ایک مسئلہ سے ہو سکتا ہے۔

نمازوں سے لاپرواہی موجب ہلاکت ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

۵۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ[1]

"تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں۔"

احادیث اور نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے مسائل کو پوری تشریح سے بیان فرمایا۔ نیز ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے طریقوں یا دعائیہ کلمات میں جو فرق پایا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے نماز مختلف طریقوں سے ادا فرمائی ہے۔ یا یہ کہ پہلے ایک طریقے پر ادا فرمائی پھر دوسرے طریقہ پر۔ ہم اس کتاب میں نماز کا وہ طریقہ ذکر کریں گے جو حنفی مسلک کے مطابق ہے اور اس کا زائد صحیح ہونا اس لئے بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اسی طریقہ پر نماز پڑھی ہے۔

نماز کی اہمیت

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] الماعون۔ آیت ۴، ۵

فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ یہ کہ گواہی دینا کہ اللہ سچا معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔[ا]

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک محبوب چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔[۲]

۳۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے پت جھڑ کا زمانہ تھا۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں، پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔[۳]

۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو یا غسل) کر کے فرض ادا کرنے مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔[۴]

۵۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بندے نے نماز پوری پڑھی ہے تو پوری لکھی جائے گی (نامۂ اعمال میں)، اور اگر پوری نہیں ہے (یعنی اس کی ادائیگی میں کچھ نقصان ہوا ہے یا خشوع و خضوع میں کمی ہوئی ہے)، تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیگا کہ اگر میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کردو۔[۵]

[ا] بخاری و مسلم ۳۲/۱ [۲] بیہقی [۳] مسند احمد [۴] مسلم ۲۳۴/۱ [۵] مسند احمد

سنتوں اور نوافل کے پڑھنے میں درحقیقت یہی حکمت ہے کہ فرائض میں جو معمولی فروگزاشت ہو جاتی ہے وہ ان کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ آجکل نمازوں میں بہت کمی رہ جاتی ہے مثلاً اچھی طرح رکوع وسجود کرنا، دھیان بٹ جانا۔ وغیرہ اس لیے سنتوں اور نوافل کو غیر ضروری سمجھ کر ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔

۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔[1]

نمازوں کے اوقات کا بیان

نماز اور اوقات کا بہت گہرا تعلق ہے، قرآن قریم میں نماز اور اوقات کے تعلق کا جا بجا ذکر ہے۔

۱۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا[2] (نساء - ۱۰۳)

یقیناً نماز مومنین پر وقت وقت کی فرض ہے۔

۲۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ

یعنی اللہ کی تسبیح کرو (نماز پڑھو) شام کے وقت (نماز عصر مغرب عشاء) اور صبح کے وقت (فجر وظہر)

۳۔ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ[3]

اور اسکی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں۔ شام کے وقت (عصر) اور جبکہ تمکو دوپہر ہو جائے (ظہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریفہ میں ان اوقات کی تشریح فرمائی اور ان پر عمل بھی کیا ہے۔ احادیث میں اوقات کی تشریح کرتے ہوئے سادہ انداز میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے مخاطب اول سادہ قسم کے لوگ تھے۔ پھر نمازوں کے اوقات میں کافی گنجائش رکھی گئی ہے تاکہ لوگ سہولت سے اللہ

---

[1] مسلم [2] النساء - آیت - ۱۰۳ [3] روم - آیت - ۱۷

کی عبادت کر سکیں۔ البتہ مختلف مصلحتوں کے اعتبار سے وقت کے کسی حصہ کو افضل قرار دیا ہے۔ مثلاً نماز فجر روشنی میں پڑھی جائے کیونکہ اس طرح سے جماعت میں زیادہ لوگ شرکت کر سکتے ہیں۔ چند احادیث اوقات کے سلسلہ میں ملاحظہ ہوں۔

احادیث اور نمازوں کے اوقات

۱۔ ارشاد نبوی ہے[1] "فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا ثواب عظیم ہے۔

۲۔ ارشاد نبوی ہے: نمازوں کے لئے ابتدائی اور انتہائی اوقات ہیں، ظہر کا ابتدائی وقت آفتاب ڈھلنے پر ہے اور انتہائی وقت عصر کی ابتدا پر ہے۔ عصر کا انتہائی وقت آفتاب کے زرد ہو جانے پر ہے۔ مغرب کا ابتدائی وقت آفتاب کے ڈوبنے پر ہے اور آخری وقت شفق کے ڈوبنے پر ہے، اور عشاء کا ابتدائی وقت شفق ابیض ڈوبنے پر ہے اور انتہائی وقت آدھی رات ہونے پر ہے[2]

۳۔ ارشاد نبوی ہے۔ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو[3]۔ ظاہر ہے کہ اس طرح جماعت بھی بڑی ہوگی اور لوگ خشوع و خضوع سے نماز ادا کر سکیں گے۔

چاند اور مریخ وغیرہ پر نماز

بعض علماء کا قول ہے کہ نماز روزہ کا سبب چونکہ وقت ہے لہذا جہاں کسی نماز کا وقت نہ پایا جائے وہاں وہ نماز سرے سے واجب نہ ہوگی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جو خروج دجال کے سلسلہ میں ہے اسکے پیش نظر ایسے مقامات پر نماز

---

[1] ترمذی عن رافع بن خدیج، اور اسی مفہوم کی احادیث دیلمی اور طبرانی میں ہیں [2] مسلم ۲۲۳/۱ و ترمذی [3] مسلم ۲۲۳/۱ و بخاری عن انس ابن مالک مرفوعا - اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ۔

روزہ زمین کے حساب سے کیا جائے گا یعنی زمین کے مختلف علاقوں میں روزہ کا جو اوسط عرصہ ہو' یا نمازوں میں جو فاصلے ہیں ان کے اعتبار سے نماز روزہ کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ بات فہم سے بالا تر ہے کہ محض اوقات' یا مقامات کی تبدیلی سے بندے اور اللہ کا تعلق ختم ہو جائے' بندہ زمین پر ہو یا چاند پر یا کسی اور سیارے پر ہو خدا کی عبدیت اور بندگی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ بندہ جہاں بھی ہو اس کو حق بندگی ادا کرتے رہنا چاہیے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں روزہ بہت لمبا ہو جائے مگر یہ انسان کی وسعت سے باہر نہیں، ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ میں روس کے شہر بلغار یہ میں گیا تو گرمی کے ایام میں رمضان آگیا فطار سے صبح تک صرف دو گھنٹہ وقت ملتا تھا جس میں مسلمان افطار، نماز مغرب وعشاء وغیرہ سب کچھ کیا کرتے تھے[۱] لیکن روزہ اتنا لمبا ہو جائے کہ لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہو یا امراض میں مبتلا ہونے کا، تو میری رائے ہے کہ وہ قضا کرلیں۔

جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں وہاں نماز کا حکم

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کے احکام تمام جہان والوں کے لئے ہیں نماز کے اوقات کی تعیین کا مسئلہ بہت اہم ہے احادیث شریفہ میں جو تفصیلات ہیں ہم ان کو سامنے رکھ کر توقیت کے جدید علوم کی روشنی میں اس مسئلہ کو بخوبی حل کر سکتے ہیں علم توقیت کافی ترقی کر چکا ہے لہذا اگر پرانے علم توقیت کی کچھ غلطیاں جدید علم سے واضح ہو جائیں تو ہم اوقات میں مناسب تبدیلیاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ احادیث میں بیان کردہ اصول سے نہ ٹکرائیں۔ وہ علاقے جہاں آفتاب کا طلوع وغروب پایا جاتا ہے ان میں نماز روزہ شریعت میں بیان کردہ اوقات کے مطابق ہو گا۔ لیکن جہاں کسی نماز کا وقت سرے سے نہ پایا جاتا ہو تو ایسے ممالک کے بارے میں ہمارے فقہا[۲] نے کئی اقوال کئے ہیں بہتر یہ ہے جہاں کسی نماز کا وقت نہ آتا ہو وہاں کسی ایسی جگہ کے وقت سے حساب لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے جو جگہ اس کے قریب تر ہو یا خط استواء سے قریب تر[۳] شہروں کو معیار بنا لیا جائے، مثلاً مکہ یا مدینہ کو اور نیت

---

[۱] سفر نامہ ابن بطوطہ، [۲] در مختار [۳] شامی ۲۶۵

میں قضاء یا ادا کا ذکر نہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض نماز بس اکٹھی پڑھ لی جائیں مثلاً عشاء کا وقت نہیں ہوتا تو اس کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھ لیں۔

مکروہ اور حرام اوقات

مندرجہ ذیل اوقات میں نفل پڑھنا ممنوع ہیں۔ ان میں سے بعض میں ہر قسم کی نماز جائز ہے۔

۱۔ طلوعِ فجر[1] سے طلوع آفتاب تک، سنت فجر و فرض فجر کے علاوہ کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے، قضا نمازیں، سجد تلاوت اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ طلوع آفتاب[2] اور غروب آفتاب کے وقت ہر نماز پڑھنا حرام ہے۔

۳۔ جماعت کے لئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر باجماعت شروع ہو چکی ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد آخری قعدہ میں شرکت ہو جائے گی تو جماعت سے دور ہٹ کر پہلے سنت ادا کر لیجئے پھر جماعت میں شرکت کیجئے اور اگر آخری قعدہ تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو سنت چھوڑ دیجئے۔ دوسری نمازوں کی سنتوں میں اگرچہ جماعت کا ملنا ممکن ہو تب بھی جماعت کے شروع ہونے کے بعد سنت شروع کرنا جائز نہیں، (عالمگیری، درالمختار)

۴۔ نماز عصر[3] سے آفتاب زرد ہونے تک نفل نماز منع ہے (عالمگیری درالمختار)

۵۔ غروب آفتاب سے مغرب کے فرائض ادا کرنے تک، (عالمگیری درالمختار)

۶۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت سے جمعہ کے فرائض ختم ہونے تک ہر نفل ممنوع ہے، بلکہ سنت جمعہ بھی ادا نہیں کی جا سکتی۔ (درالمختار)

۷۔ جمعہ، عیدین اور حج و نکاح کے خطبہ کے وقت ہر قسم کی نماز ناجائز ہے۔

۸۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے (عالمگیری، درالمختار)

---

[1] بخاری طبع اصح المطابع کراچی و ہدایہ ۸۶، [2] بخاری طبع اصح المطابع ۸۲، [3] بخاری اصح المطابع ۸۲

۹۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نمازوں کے بعد عید گاہ یا مسجد میں ہر نفل مکروہ ہے. گھر میں جائز ہے[۱]۔

۱۰۔ عرفات میں ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اور بعد میں بھی نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۱۔ مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں یکجا ادا کی جاتی ہیں ان کے درمیان نفل و سنت ادا کرنا مکروہ ہے. بعد میں نہیں[۲]۔

۱۲۔ اگر فرض کا وقت تنگ رہ جائے تو کسی قسم کی سنت بھی ادا کرنا مکروہ ہے۔

۱۳۔ ہر ایسی چیز جس سے نماز میں پوری طرح توجہ نہ ہوتی ہو اور انسان کے اختیار میں اس کو رفع کرنا ممکن ہو تو اس کے رفع کئے بغیر کوئی نماز درست نہ ہوگی۔ مثلاً کھانے کی خواہش پیشاب وغیرہ یا کوئی اور ضروری کام اسے ان چیزوں سے نمٹ لینا چاہئے۔ پھر نماز ادا کرنی چاہئے۔ لیکن اگر وقت نکل رہا ہو تو جسطرح بھی ممکن ہو ادا کرلیں اور بعد میں قضا کرلیں[۳]۔

اذان دینے کے فضائل

دینی احکام سے بے خبری کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں اذان دینے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا حالانکہ شرعی لحاظ سے مؤذن کا مقام بہت بلند ہے

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اسکے لئے بخشش کردی جاتی ہے اور ہر تر اور خشک چیز جس نے اس کی آواز سنی اسکی تصدیق کرتی ہے اور اس کیلئے گواہ بنتی ہے"[۴]۔

---

[۱] عالمگیری، درالمختار [۲] عالمگیری، درالمختار [۳] درالمختار [۴] مسند احمد

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ثواب کی نیت سے اذان دیگا تو وہ اس شہید کی طرح ہوگا جسکے کپڑے خون آلود ہوں اور مرنے کے بعد اسکی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔[۱]

۳- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو تا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو آپس میں تلوار دل سے کرتے۔[۲]

اذان کے کلمات

اذان اور اقامت ہر مسلمان کو یاد کرنی چاہیئے اور اپنے محلوں کی مساجد میں مقررہ مؤذن سے اجازت لیکر وقتاً فوقتاً اذان دیتے رہنا چاہیئے تاکہ بوقت ضرورت اذان دینے میں جھجک نہ ہو۔ اور عظیم ثواب سے محروم نہ رہے۔ ابو عبداللہ[۳] بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اذان کے یہ کلمات منقول ہیں۔

۱- اللہ اکبر چار مرتبہ ۲- أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دو مرتبہ ۳- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ دو مرتبہ ۴ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ سیدھی طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ ۵- حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ الٹی طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ ۶- اللهُ أَكْبَرُ دو مرتبہ ۷- لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ایک مرتبہ، فجر کی اذان میں فلاح کے بعد دو مرتبہ یہ بھی کہیں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔

۱- نماز پنجگانہ اور جمعہ کیلئے مساجد میں وقت پر اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔[۴]

۲- مسجد میں بلا اذان و اقامت نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔[۵]

۳- اگر نماز قضا پڑھنا ہو تو اس کے لئے اذان نہ کہیں۔[۶]

۴- اگر کوئی شخص بستی میں گھر میں نماز ادا کرے اور اذان نہ کہے تو حرج نہیں۔ کیونکہ وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ مگر کہہ لینا اچھا ہے۔[۷]

۵- ایسی جگہ جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہو وہاں جب نماز ادا کی جائے تو اذان

---

[۱] طبرانی، [۲] مسند احمد، [۳] ابو داؤد ج۱ - ابن ماجہ طبع اصح المطابع کراچی ص۵۲، [۴] در مختار، [۵] عالمگیری
[۶] در مختار، [۷] رد المختار

دینا چاہیے۔ ھ[1]

۶۔ اگر سفر وغیرہ میں پوری جماعت کی نماز قضا ہو گئی یا اکیلے شخص کی تو اذان واقامت سے ادا کریں[2]۔

۷۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہو گئی تو دوبارہ کہی جائے[3]۔

۸۔ وتر، نماز جنازہ، عیدین، نذر، سنن، تراویح، استسقاء، چاشت کسوف، خسوف اور نوافل کی نمازوں میں اذان نہیں ہے[4]۔

۹۔ میت کو دفن کرنے کے بعد

۱۰۔ عورتوں کے لئے اذان واقامت کہنا جائز نہیں[5]۔

۱۱۔ سمجھدار بچہ اور اندھا اگر اذان دیں تو ان کی اذان درست ہے۔ بلا وضو کے اذان ہو تو جائیگی مگر اس طرح اذان دینا مکروہ ہے[6]۔

۱۲۔ جمعہ کے دن بستی میں ظہر کی اذان دینا ممنوع ہے[7]۔

موذن کی صفات

موذن میں مندرجہ ذیل صفات ہوں تو بہت اچھا ہے[8]۔

مرد[1] ہونا، عاقل[2] ہونا، نیک[3] ہونا، سنت[4] کا عالم ہونا، باعزت[5] ہونا، لوگوں کو تنبیہ[6] کرسکتا ہو۔ یعنی لوگوں میں اسکا اتنا وقار ہو کہ لوگ اس کی سخت باتیں سن سکیں۔ پابندی[7] سے اذان کہتا ہو محض حصول ثواب[8] کی خاطر اذان دیتا ہو۔

— اگر کوئی نابینا شخص کو وقت بتلانے والا ہو تو اس کی اور آنکھ والے شخص کی اذان کا حکم یکساں ہے۔

— اگر موذن ہی نماز پڑھائے تو بہتر ہے۔ (در مختار) بشرطیکہ اس میں امامت کی شرائط ہوں۔

— ایک موذن کو ایک ہی وقت دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (در مختار)

لے عالمگیری لے عالمگیری سے در مختار کے عالمگیری شہ عالمگیری لے مراقی الفلاح کے رد المختار

marfat.com

—— اگر موذن کسی وجہ سے اذان پوری نہ کر سکا تو ازسرنو پوری اذان دی جائے۔

—— بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے[1]۔

—— اذان قبلہ رو ہو کر کہی جائے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کیا تو اذان دوبارہ کہی جائے[2]۔

—— اذان کی حالت میں چلنا مکروہ ہے۔ ایسی اذان کا اعادہ کیا جائے[3]۔

—— اذان کے درمیان بات کرنا منع ہے۔ اگر ایسا کیا تو اذان کا اعادہ کریں[4]۔

—— اذان کو قواعد موسیقی کے مطابق کہنا ناجائز ہے[5]۔

بہرحال قراءت کے قواعد کے مطابق خوش آوازی سے اذان کہی جائے۔ آجکل موذن ہمارے ملک پاکستان میں جسطرح عام طور پر اذانیں دے رہے ہیں وہ کشش سے خالی ہیں۔ اکثر تو سخت غلط اور بھونڈے انداز سے دیتے ہیں۔ موذنوں کو تربیت دینی چاہیئے۔

—— مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ یا مسجد کے باہر دی جائے اور یا مسجد کی منڈیر پر[5]

—— جمعہ کی اذان خطیب کے سامنے کہی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسا ہی تھا۔

—— اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں اللہ اکبر اللہ اکبر ایک کلمہ ہے۔ دونوں کے بعد سکتہ کریں۔

—— اگر اذان میں سکتہ نہ کیا گیا تو اذان مکروہ ہو گی اور اسکا اعادہ کرنا مستحب ہوگا[6]۔

—— اگر کلمات اذان میں کچھ تقدیم تاخیر ہو گئی تو درست کر لئے جائیں۔ اذان لوٹانے کی ضرورت نہیں[8]۔

—— حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دائیں طرف منہ کر کے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح بائیں طرف منہ کر کے کہیں۔

—— فجر کی نماز میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کہنا مستحب ہے

ترجمہ :۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔ یہ کلمہ دو مرتبہ کہا جائیگا۔

---

[1] عالمگیری [2] ردالمختار [3] غنیہ [4] صغیری [5] ردالمختار [6] فتح القدیر [7] ردالمختار [8] عالمگیری

——اذان کہتے وقت تہادت کی انگلی کانوں میں ڈالے رکھنا یا ہاتھ رکھ لینا مستحب ہے۔ اسطرح آواز بلند ہوتی ہے[۱] اگر ایسا نہ کیا تب بھی حرج نہیں۔

——لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو کے ذریعہ اذان دینا درست ہے۔

——پورے ملک میں اگر ریڈیو کے ذریعہ اذان نشر کر دی جائے اور اس کے سنانیکا معقول انتظام ہو تو میرے خیال میں درست ہے البتہ یہ چیز انتظامی اعتبار سے درست نہ ہوگی۔ کیونکہ مختلف مساجد میں نماز کے مختلف اوقات رکھنا اس لحاظ سے مفید ہیں کہ ہر علاقہ کے لوگوں کی سہولت حتی الامکان مدنظر رکھی جا سکتی ہے۔ یہ صورت صرف ان علاقوں کیلئے ہے جہاں نمازوں کے اوقات میں فرق نہ ہو۔

اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈ

اگر اذان کا ٹیپ ہر اذان کے وقت مساجد میں سنا دیا جائے تو اذان کا مقصد یعنی اعلان تو حاصل ہو جائیگا لیکن موذنوں کو اذان کے اجر سے محروم رکھنا اچھی بات نہ ہوگی۔ پھر ہمارے بچوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کا جو جذبہ جاری ہے وہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائیگا اور ایک دن وہ بھی آجائیگا جب لوگ اللہ کا نام لینے سے بھی شرمانے لگیں گے۔

اقامت کا بیان

اقامت اذان کی طرح ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے

۱——حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ ترجمہ: بلاشبہ نماز قائم ہو گئی کہا جائیگا۔

۲——زیادہ بلند آواز سے اقامت نہ کہیں۔ صرف حاضرین کو آواز پہنچانا مقصود ہے[۲]۔

۳——کلمات کے درمیان سکتہ نہ ہوگا تیزی سے کلمات ادا کئے جائیں۔

۴——کانوں میں انگلیاں ڈالنا یا ہاتھ رکھنا نہیں ہے۔

۵——صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی نہیں۔

۶——اگر امام نے اقامت کہی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے وقت مصلی[۳] پر چلا جائے۔

---

[۱] ردالمختار - [۲] درمختار - [۳] عالمگیری

marfat.com

۷ — اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرا جائیگا۔[۱]

— جو اذان کہے، اقامت کہنا اسی کا حق ہے۔ ہاں اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے۔ موذن کی اجازت کے بغیر دوسرے کو اقامت کہنا مکروہ ہے۔[۲]

— اگر ناپاک یا بے وضو شخص اقامت کہدے تو مکروہ ہے۔ مگر اعادہ نہ کیا جائیگا۔ اگر جنب یا بے وضو اذان دے تو اعادہ ہوگا۔[۳]

— جب امام محراب میں ہو اور اقامت کہی جائے تو امام اور مقتدیوں کیلئے مستحب ہے کہ بیٹھ کر سنیں۔ جب حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ یا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا جائے تو کھڑے ہوں۔ اگر اس اثناء میں کوئی آجائے تو اسے بھی بیٹھ جانا چاہئے۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔[۴]

— آجکل رواج پڑگیا ہے کہ سب لوگ کھڑے ہو کر تکبیر سنتے ہیں یہ مستحب کے خلاف ہے۔ صفیں پہلے سے درست کر کے بیٹھیں۔ آجکل تو مسجدوں میں لائنیں بھی ہوتی ہیں اور صفیں بھی۔ لہٰذا صفوں کی درستگی کا معاملہ مشکل نہیں ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو جھگڑے کی صورت نہ دینی چاہئے۔ جو لوگ ایسا نہ کریں ان کو برا بھلا نہ کہیں کیونکہ یہ صرف مستحبات میں سے ہی ہے۔

— بیرونِ شہر اگر جماعت سے نماز پڑھنی ہو تو اذان و اقامت دونوں کہنی چاہئیں۔ بلا اقامت مکروہ ہے اور بلا اذان خلاف اولیٰ ہے۔[۵]

ایک ہی مسجد میں دوبار اذان

محلہ کی مسجد میں جب ایکمرتبہ باقاعدہ جماعت سے نماز ہو جائے تو اس مسجد میں دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد کسی بڑی سڑک پر ہے یا اسٹیشن پر ہے (یعنی وہ مساجد جنھیں عام طور پر مخصوص نمازی نہیں آتے) تو اس میں اذان دوبارہ کہنا مکروہ نہیں۔ بلکہ جو لوگ بھی آئیں وہ اپنی اذان و اقامت کہیں اور جماعت

[۱] درمختار۔ [۲] ابن ماجہ طبع اصح المطابع کراچی ص۵۳ و العالمگیری طبع اصح المطابع کراچی ج۱ ص۷۶ [۳] عالمگیری [۴] ... ص۲۸۸ [۵] ... [۶] قاضیخان

کرائیں۔ ایسی جماعت کا امام محراب میں کھڑا ہو سکتا ہے۔[۵۱]

ایسا اس لئے ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اطلاع ہو جائے اور وہ جماعت کی فضیلت پالیں۔

اقامت کے درمیان موذن کو بات چیت کرنا منع ہے۔

جوابِ اذان

جو کلمات موذن ادا کرے سننے والوں کو موذن کی ادائیگی کے بعد وہی کلمات دہرانے چاہئیں۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الفَلَاح کو دہرانے کے بجائے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہیں۔ ترجمہ:۔ طاقت اور قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔" اور اگر یہ بھی ملالیں تو بہتر ہے۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ۔ ترجمہ:۔ جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔" (ردالمختار) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں کہیں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ ترجمہ:۔ تو نے سچ کہا اور اطاعت کی اور حق گوئی سے کام لیا۔" ناپاک مرد بھی جواب دے۔

حیض و نفاس والی عورت اور قضاءِ حاجت میں مشغول لوگ جواب نہ دیں (درمختار) اذان کے وقت سلام، کلام، حتیٰ کہ تلاوت کلام پاک بھی بند کر دیں۔ اذان کو سنیں۔ (درمختار)

افسوس کہ آج مسلمان گھروں، بازاروں اور گلی کوچوں میں اذان کے وقت نہ صرف یہ کہ باتوں میں بلکہ گالی گلوچ میں مصروف نظر آتے ہیں اور اذان سے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ فتاویٰ رضویہ[۵۳] میں ہے کہ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کے سوءِ خاتمہ کا خطرہ ہے۔ معاذاللہ!

ضرورتاً بات چیت کر لینے میں حرج نہیں۔ مگر حتی الامکان ادب لازم ہے۔ اگر کئی جگہ سے اذان کی آواز سُنی تو پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔[۵۴]

---

[۵۱] درمختار۔ [۵۲] ابوداؤد طبع اصح المطابع کراچی۔ [۵۳] فتاویٰ رضویہ جلد اول۔ [۵۴] درمختار

خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو دینا جائز نہیں۔[1]

آج کل عام طور پر خطبہ کی اذان کے بعد بھی لوگ دعا مانگتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو منع نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں ممانعت ایسی شدیدہ نہیں ہے۔[2] امام خطبہ کی اذان کے بعد بھی دعا مانگے۔

اذان کے بعد کی دعاء

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ[3] وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔[4]

ترجمہ:۔ اے اس مکمل دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے رب! تو ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور بلند مرتبہ عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جسکا تو ان سے وعدہ فرما چکا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے۔

انگوٹھا چومنے کا مسئلہ

موذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والا بھی ان الفاظ کو ادا کرے اور درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قُرَّتُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول! آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اے اللہ تو مجھے سننے اور دیکھنے کی دولت سے نوازے رکھ۔ ایسا کرنیوالا انشاء اللہ آنکھوں کے مرض سے محفوظ رہیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ پھر یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

[1] در مختار۔ [2] فتاویٰ رضویہ۔ [3] ابوداؤد۔ [4] الی قولہ وعدتہ۔ [5] رد المختار ۲۹۴/۱

اور دیگر صحابہ تابعین و علمائے صالحین کا معمول رہا ہے۔

میرے خیال میں ایک مستحب فعل کیلئے اس سے زیادہ دلائل تلاش کرنا غیر ضروری امر ہے اور اس قسم کے اعمال کا انکار جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مظہر ہوں خدانخواستہ بڑی محرومی کا باعث ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادنیٰ سی بے ادبی سے تمام اعمال ضائع ہونے کی وعید ہے۔

تثویب مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں چونکہ اذان نماز سے کافی پہلے ہو جاتی ہے اس لئے نماز سے چند منٹ قبل دوبارہ اعلان کر دینا جائز بلکہ اچھا ہے خصوصاً نماز صبح میں تاکہ لوگ جماعت سے رہ نہ جائیں اس اعلان کو تثویب کہتے ہیں۔ اس کے الفاظ مقرر نہیں۔ عربی میں اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ! کہدیں۔ یا یہ کہ نماز کھڑی ہو رہی ہے۔ جماعت تیار ہے۔ یا اَلصَّلوٰۃ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! کوئی بھی مناسب کلمہ تثویب کے لئے مقرر کرنا جائز ہے[1]۔

موذن کی تنخواہ اذان دینا ایک عبادت ہے اور کوئی عبادت اجرت کے ساتھ درست نہیں۔ موذن کی تنخواہ اذان دینے کی اجرت نہیں دینے اور لینے والے کو یہ نیت نہ رکھنی چاہیئے اور میرے خیال میں یہ نیت ہوتی بھی نہیں ہے۔ تنخواہ دراصل پابندیٔ وقت کی ہے۔ جتنی سخت ڈیوٹی موذن کی ہے[2] شاید ہی کسی کی ہو۔ آج کل موذن کو ذرا ذرا سی بات پر ڈانٹتے ہیں اور جھڑکتے ہیں۔ یہ سخت نامناسب چیز ہے۔ موذن کی شرعی اہمیت مدنظر[3] رہنی چاہیئے محلے کے باشندوں کو مسجد کی صفائی ستھرائی میں مدد دینی چاہیئے اور موذن جو قلیل

---

[1] صلوٰۃ مسعودی جلد دوم باب۲۔ [2] روح البیان ۱ زیر آیت و اذا نادیتم الی الصَّلوٰۃ۔ [3] کنز العباد، [4] قہستانی [5] فتویٰ صوفیہ۔ [6] کتاب الفردوس۔ [7] حواشی بحر الرائق۔ [8] المقاصد الحسنہ، [9] شرح نقایہ، [10] مجمع بحار الانوار، [11] اعانت الطالبین [12] تقبیل الابہامین۔ [2] ردالمختار ۲۹۲/۱، [3] مصنف

تنخواہ پاتا ہے اس کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ تمام امور خانۂ خدا کی آبادی کے زمرے میں آتے ہیں اور اسی لیئے انتہائی موجب ثواب ہیں۔

نماز کے فرائض کا بیان

جو چیزیں نماز میں فرض ہیں ان کے بغیر نماز قطعاً درست نہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ

یعنی نماز شروع کرتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اس کو "تحریمہ" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کھانا پینا اور بات چیت کرنا وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔

طریقہ

دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لائیں، ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں، اور انگوٹھے[۱] کانوں کی لو سے لگ جائیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لائیں اور ناف[۲] کے نیچے[۳] باندھ لیں۔

مسائل تکبیر تحریمہ

۱۔ جن نمازوں میں قیام کرنا فرض ہے انمیں تکبیر تحریمہ حالت قیام میں ہی کہی جائے گی۔

۲۔ امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہتے ہوئے رکوع میں گئے کہ تکبیر کا آخری لفظ جھکنے کے بعد ادا ہوا تو نماز نہ ہو گی (جھکنے سے مراد یہ ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں)[۴]

۳۔ عورتیں تکبیر تحریمہ میں صرف کاندھوں تک ہاتھ اٹھائیں[۵]

۴۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر امام سے پہلے ادا کر لیا تو نماز نہ ہو گی

۵۔ جو شخص کسی وجہ سے تکبیر تحریمہ کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہے تو ارادہ کافی ہے۔

۶۔ لفظ اللہ کو آللہ، اکبر کو آکبر یا اکبار کہا تو نماز نہ ہو گی۔ یعنی دونوں ہمزہ کو کھینچ کر پڑھنا

۷۔ پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہو گئی

---

[۱] ابوداؤد ج۱ ص۱۰۵ ومسلم ۱۶۸ [۲] ابوداؤد واحمد [۳] ابوداؤد ج۱ ص۱۰۵ دمشکوٰۃ ۷۶ وترمذی ۶۴ وابن ماجہ [۴] ہدایہ ۱۰۰

۸۔ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے اور باقی نمازوں میں شرط۔

رفع یدین نہ کرنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ تابعین سے کہا کیا میں تمکو اس طریقہ سے نماز پڑھاؤں جس طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ جب آپ نے نماز پڑھائی تو صرف ایک مرتبہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ کانوں تک اٹھائے رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے واپس آتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے ترمذی شریف میں ہے یہ حدیث حسن ہے اور اس پر بہت سے اہل علم صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور یہی سفیان اور اہل کوفہ کا قول ہے[1]

۲۔ قیام

اس کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔

۱۔ فرض۔ وتر۔ عیدین، اور سنت فجر میں قیام فرض ہے۔ جب تک معقول عذر نہ ہو یہ نمازیں بیٹھ کر ادا نہیں کی جاسکتی ہیں۔

۲۔ ایک پیر پر کھڑے ہونا مکروہ تحریمی ہے[2]، اگر عذر سے ہے تو حرج نہیں۔

۳۔ اگر اتنی دیر بھی کھڑے ہو سکتے ہوں کہ تکبیر تحریمہ کہہ سکیں تو تکبیر کھڑے ہو کر کہہ لیں پھر بیٹھ کر باقی نماز ادا کر لیں[3] لکڑی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو سکتے ہوں تب بھی کھڑے ہو کر پڑھیں بیٹھ کر نہ پڑھیں۔

۴۔ کشتی[4]، ہوائی جہاز اور ریل میں اگر کھڑے ہو کر دشواری ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کر لیں[5]۔

۳۔ قرأت

۱۔ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی ہر رکعت میں ایک آیت پڑھنا امام اور منفرد پر فرض ہے۔

۲۔ اگر مقتدی ہو تو کسی نماز میں اس کے لئے قرارت جائز نہیں، خواہ وہ جہری ہو یا سری[6]

---

[1] ترمذی ص۳۲ ۔ [2] عالمگیری [3] عالمگیری

[4] کشتی کا مسئلہ تو غنیہ میں ہے، جہاز کشتی کی طرح ہے اور ریل کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ میں نے اپنے خیال ظاہر کر دیا ہے (مصنف)

marfat.com

امام کا پڑھنا ہی کافی ہے[۱]۔

۳. فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا ایک میں نہ کی تو نماز فاسد ہو گی[۲]۔

۴. جہری قراءت سے مراد یہ ہے کہ دوسرے سن لیں اور سری یہ ہے کہ خود سن لے اس طرح پڑھنا کہ خود بھی نہ سن سکے سری قراءت میں شمار نہ ہو گا (ع)[۳]

۵. منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) جب جہری نمازیں ادا پڑھے تو اس کو جہر کرنا بہتر ہے اور اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

رکوع رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں[۴] اور سر بھی پیٹھ کے برابر رکھیں نہ اٹھائیں نہ جھکائیں۔

سجدہ ۱. پیشانی کا زمین پر لگنا سجدہ ہے اور کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط ہے مگر کسی نے سجدہ میں دونوں پیر اٹھا لئے[۵] تو نماز نہ ہو گی (د)

۲. کسی عذر کے باعث پیشانی زمین پر نہ رکھ سکیں تو ناک کا سخت حصہ زمین پر لگائیں۔

۳. ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

۴. نرم چیز پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ مزید دبانے سے نہ دب سکے تو درست ہے ورنہ نہیں۔ لہذا گدول. قالینوں اور گھاس وغیرہ پر سجدہ میں احتیاط ضروری ہے۔ یعنی پیشانی اچھی طرح دبا کر رکھیں۔

۵. بھیڑ کی وجہ سے اگر ایک ہی نماز کے نمازی میں سے کسی نے کسی کی پیٹھ پر سجدہ کر لیا تو ہو جائے گا۔

۶. ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی جگہ سے بارہ انگل سے زائد اونچی ہے تو سجدہ نہ ہو گا

---

[۱] امام مالک نے نافع سے روایت کی کہ جب عبداللہ بن عمرؓ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ یہی جواب دیتے کہ اس کے لئے امام کی قراءت کافی ہے موطا مالک [۲۹] اور جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت ہی اس مقتدی کی قراءت ہو گی ابو داؤد [۳۰] و ترمذی [۴۳] و قال حدیث حسن صحیح ما اسی حدیث کو موطا محمد اور طحاوی میں مرفوعاً روایت کیا گیا ہے [۲] عالمگیری [۳] عالمگیری [۴] ترمذی [۶۵] و [۷۱]

marfat.com

قعدۂ اخیرہ ۱. نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات پڑھی جا سکے فرض ہے۔

۲۔ چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں اور اگر فجر میں تیسری کا سجدہ، مغرب میں چوتھی کا اور ظہر وغیرہ میں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ اب یہ ہو سکتا ہے کہ مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں ایک رکعت اور ملالیں تو یہ سب نفل ہو جائینگے

خروج بصُنعہ ۱. قعدہ آخرہ کے بعد نمازی کا سلام پھیرنا یا کوئی اور فعل جو منافی نماز ہو کرنا۔ خروج بصنعہ کہلاتا ہے۔

۲. اگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا کام قصدًا کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے۔

۳. اگر کوئی فعل بلا قصد صادر ہوا تو نماز باطل ہے۔

ترتیب فرائض قیام۔ رکوع۔ سجود اور قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر قیام کے بعد دوبارہ رکوع کر لیا تو نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں اسی طرح رکوع اور سجدہ کا حال ہے[1]

۲. جو چیزیں فرض ہیں ان میں مقتدی پر لازم ہے کہ امام کی اتباع کرے، اس کا کوئی فعل امام سے پہلے نہ ہو، اگر امام سے پہلے ہو گیا تو نماز نہ ہو گی[2]

نماز کے واجبات

۱. تکبیر تحریمہ لفظ اللّٰہ اکبر سے ادا کرنا۔

۲. پوری سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی چھوڑنا واجب کا ترک کرنا ہے

۳. سورۂ فاتحہ کے بعد کم از کم تین چھوٹی آیات کی مقدار میں قرآن پڑھنا۔

۴. سورہ فاتحہ اور قرآن کی مذکورہ مقدار فرض کی پہلی دو رکعتوں، وتر اور نفل کی ہر

---

[1] رد المحتار [2] در مختار

رکعتوں میں واجب ہے۔

۵. سورہ فاتحہ کا دوسری سورہ سے پہلے ہونا۔

۶. ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی مرتبہ سورہ فاتحہ ہونا۔

۷. سورۃ فاتحہ اور دوسری سورہ کے درمیان آمین وبسم اللہ کے سوا کسی دوسری چیز کا فاصلہ نہ ہونا۔

۸. قرارت کے بعد فوراً رکوع میں جانا۔

۹. ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ بلا فصل ہو۔

۱۰. تعدیل ارکان[1]، یعنی رکوع وسجود وغیرہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کی مقدار میں ٹھہرنا[2]۔

۱۱. رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

۱۲. دو سجدوں کے درمیان بالکل ٹھیک طرح بیٹھنا۔

۱۳. قعدۃ اولیٰ خواہ نماز نفل ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴. دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا ایک لفظ کا ترک بھی واجب کا ترک ہے۔

۱۵. لفظ السلام دو بار

۱۶. وتر میں دعائے قنوت،

۱۷. دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔

۱۸. نماز عیدین کی چھ تکبیرات زائدہ

۱۹. عیدین میں دوسری رکعت

۲۰. جہری[3] نماز میں امام کو جہر سے قرارت کرنا جیسے جمعہ، عیدین، فجر، مغرب اور عشار۔

۲۱. سری نماز میں آہستہ پڑھنا۔

۲۱. ہر واجب و فرض کو اپنی جگہ ادا کرنا۔

---

[1] ترمذی ۷۰ [2] ... [3] ابوداؤد

۲۳. ہر رکعت میں ایک ہی مرتبہ رکوع ہونا۔

۲۴. ہر رکعت میں دو ہی بار سجدہ ہونا۔

۲۵. دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔

۲۶. آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

۲۷. سہو کی صورت میں سجدۂ سہو کرنا۔

۲۸. فرض، و واجب، یا واجب اور فرض کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں وقفہ نہ ہونا

۲۹. مقتدی کا امام کی جہری یا سری قرارت کے وقت خاموش رہنا۔

۳۰. تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔

چند اہم مسائل

۱. آیت سجدہ پڑھنے کے بعد بھول سے تین آیتوں کی مقدار تاخیر ہوئی تو سجدہ سہو واجب ہے[1]۔

۲. سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

۳. اگر مقتدی کے تشہد پڑھنے سے پہلے امام اٹھ گیا تو مقتدی تشہد پورا کر کے اٹھے[2]۔

۴. ایک رکعت میں تین سجدے کئے، یا دو رکوع یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے[3]۔

۵. الفاظ تشہد سے انشائیہ معانی ہے جائیں حکایت کے نہیں[4]۔

۶. فرض، وتر، اور سنن رواتب کے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اللھم صلی علی محمد یا اللھم صلی علی سیدنا، تو اگر بھول کر کہا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جان بوجھ کر کہا تو اعادہ واجب ہے[5]۔

---

[1] غنیہ [2] رد المحتار [3] در مختار [4] عالمگیری [5] در مختار

۷. مقتدی قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے درود اور دعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو چاہیئے کہ قعدۂ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ امام کے سلام پھیرنے تک مصروف رہے اور اگر امام کے سلام سے پہلے فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرے

نماز کی سنّتیں

۱. تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔
۲. ہاتھ کی انگلیوں کو اصلی حالت پر رہنے دینا۔
۳. ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔
۴. بوقت تکبیر سر نہ جھکانا،
۵. تکبیر قنوت اور تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔
۶. عورت کے لیئے کاندھوں تک ہاتھ اٹھانا
۷. امام کے لئے تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال میں جہر مسنون ہے۔
۸. اگر امام کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی تو بہتر ہے کہ کوئی ایک مقتدی یا حسب ضرورت چند ایک تکبیرات انتقال کہیں۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں
مکبر کو چاہیئے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں امام کی آواز بلا تکلف نہ پہنچتی ہو مکبرین کو چاہیئے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہیں امام کو مکبرین کے تکبیر ختم کرنے کا انتظار کرنا چاہیئے۔

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے وعظ و تقریر تلاوت کلام پاک نعت خوانی وغیرہ فوائد کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوا ہے کہ اذانیں اور نمازیں بڑے سکون سے ہونے لگیں جب بھی کوئی نیا مسئلہ علماء امت کے سامنے پیش ہوا ہے، اختلاف پیدا ہوا ہے، اور یہ اختلاف اس

marfat.com

امر کی دلیل ہے کہ علماء اسلام غور وفکر سے کام لینے کے عادی ہیں مختلف فیہ مسائل جو جزباتی استنباطی ہوں ان میں تشدد نہیں ہونا چاہئیے اور ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ تھا خود ہمارے فقہ حنفی میں کئی فقہی مسائل ایسے ہیں جنمیں ہم ابو حنفیہ کے قول کو چھوڑ کر ان کے شاگردوں کے قول کو مانتے اور مفتی بہ قرار دیتے آئے ہیں بلکہ خود امام ابو حنیفہ اپنے قول سے رجوع کر کے اپنے شاگردوں کے قول کو مان لیتے تھے اور کبھی یہ حضرت مختلف قولوں پر عمل کرتے رہتے اور ان تمام صورتوں میں نہ تو کسی کا تقدس پائمال ہوتا تھا اور نہ کسی کی بے ادبی کا خطرہ لاحق ہوتا تھا مگر افسوس اب مسائل جدیدہ میں بھی تحقیق کے دروازے بند کیئے جا رہے ہیں اس سلسلہ میں اہلسنت وجماعت کے ان علماء کے ساتھ مجھے پورا اتفاق ہے جو لاؤڈ سپیکر کو نمازوں میں جائز قرار دیتے ہیں۔

فقہ کے تمام مسائل میں قیود وشرائط ہیں لاؤڈ سپیکر کے استعمال میں بھی چند امور کا لحاظ ہونا چاہیئے۔

(۱) جماعت کثیرہ ہو۔ امام کی آواز صاف نہ پہنچتی ہو

(۲) اتنے ہی ہارن استعمال کیئے جائیں۔ جتنے ضروری ہوں۔

کیونکہ بعض اوقات مسجد کے مناروں پر لگے ہوئے ہارنوں سے نکلنے والی آواز دوسری مساجد کی آواز سے ٹکراتی ہے۔ جو درست نہیں۔

(۳) لاؤڈ سپیکر استعمال سے پہلے چیک کرلیں۔

(۴) کچھ حضرات کو تیار رکھا جائے کہ اگر خدانخواستہ لاؤڈ اسپیکر خراب ہو جائے تو وہ تکبیرات کہنا شروع کردیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز تراویح بہت طویل ہوتی ہے اگر اسمیں سامعین قرآن کی آیات سننے کی سعادت حاصل کرلیں تو لطف دوبالا ہو جائے اور نماز پر کیف ہو جاتے ظاہر ہے کہ قرآن کا سننا اور نہ سننا دونوں برابر نہیں۔

نوٹ: جو علماء لاؤڈ سپیکر پر نماز کی کراہت کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ جو لوگ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی صورت میں امام سے اتنے قریب ہیں کہ ان تک

marfat.com

امام صاحب کی آواز بلا لاؤڈ اسپیکر پہنچ سکتی ہے ان کی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔
پس ایسے بھائیوں کو جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو پسند نہیں کرتے چاہیئے کہ صف اولیٰ میں کھڑے ہو جائیں، اور ظاہر ہے کہ پوری مسجد میں چند ہی آدمی اس قسم کے ہو سکتے ہیں ان کو مذکورہ طریق اختیار کر لینا چاہیئے۔ دنیا بھر کے ۸۰ کروڑ مسلمانوں کی نمازوں کو فاسد اور باطل قرار دینا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔[1]

ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ

تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد اس طرح ہاتھ باندھیں ناف کے نیچے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر ہو چھنگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیں، باقی انگلیوں کو کلائی کی پشت پر رکھیں۔[2] عورتیں پستانوں کے نیچے بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ لیں۔[3]

پر ۲ ھ

ثنا[4]، تعوذ[5]، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا،

---

[1]: جب اس مسئلہ پر علمائے اہلسنت میں اختلاف کافی بڑھ گیا تو مورخہ ۲۰ جون ۱۹۵۷ء کو مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ اگر لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز بعینہ امام کی آواز ہو تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی (اخبار جمعیت ۱۰ جولائی ۱۹۵۷ء)۔

اس متفقہ فیصلہ سے معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلے میں کئے جانے والے تمام اعتراضات باطل ہیں۔ صرف اتنی بات معلوم کرنی ہے کہ اس کی آواز عین ہے یا غیر؟ اس سلسلہ میں اہل سنت کے مرکزی دارالافتاء مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے مفتی سید افضل حسین صاحب نے نہایت قوی دلائل سے اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کے رسالہ "شافیا فی حکم فونوجرافیا" کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے (الحبیب اپریل ۱۹۶۴ء) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رح نے بھی مذکورہ فیصلہ ہی دیا ہے۔ فقیر کے نزدیک آواز کے عینیت کے مسئلہ پر بال کی کھال نکالنا اس جیسے مسائل میں فقہا کے طریق سے مختلف ہے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات کافی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز کو سامعین بلاشبہ اسی متکلم کی آواز سمجھتے ہیں اور جو بول رہا ہے اور اس کا انکار بدیہی امر کا انکار ہے۔ مصنف، [2] ترمذی، [3] عالمگیریہ ۱/۷۳، [4] عالمگیریہ، [5] ۶/۷ کذا فی المینہ۔

پہلے ثنا پھر تعوذ، پھر تسمیہ پڑھیں۔

سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ وَتَبَارَکَ اسمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیرُکَ[۱]

امام نے اگر قرأت شروع کردی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے[۲]۔ اگر کوئی رکعت رہ گئی ہے تو اس کے شروع میں ثنا پڑھ لے[۳]

امام کو شروع میں پایا ہے یا پہلے سجدہ میں پایا تو اگر زائد گمان ہو کہ ثنا پڑھ کر بھی امام کو اس حالت میں پالے گا تو پڑھ لے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہوجائے۔[۴]

تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں مسنون ہے سورہ فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورہ ابتدا سے شروع کی تو بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے مگر بسم اللہ بہر صورت آہستہ پڑھیں۔

- رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہنا اور امام کے لئے پانچ مرتبہ؛
- گھٹنوں کا ہاتھوں سے پکڑنا اور ہاتھوں کا پہلوؤں سے دور رکھنا[۵]
- اگر کوئی شخص جماعت میں شرکت کے لئے آرہا ہے تو امام رکوع طویل کرسکتا ہے، مگر اتنا بھی نہیں کہ مقتدی گھبرا جائیں
- رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی ہونی چاہیئے۔
- عورت رکوع میں کم جھکے صرف اتنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں۔
- سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے اور امام کے لئے پانچ مرتبہ[۶]
- رکوع سے اٹھنے میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ اور مقتدی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمدُ کہے اور منفرد دونوں کلمات ادا کرے۔
- سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے

---

[۱] ترمذی [۲] غنیہ [۳] ترمذی [۴] ترمذی [۵] ترمذی [۶] ترمذی

اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے۔[۱]

- مردوں کے لئے سنت ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں پیٹ رانوں سے جدا ہو اور کلائیوں کو زمین پر نہ بچھائے۔[۲] اگر صف میں جگہ نہ ہو تو بازو ملا کر رکھے جا سکتے ہیں۔ دونوں ہاتھ کانوں کے قریب ہوں۔
- عورت سمٹ کر سجدہ کرے بازو کروٹوں سے، پیٹ ران اور پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملی رہیں۔[۳]
- دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھیں کہ بایاں قدم بچھا ہو دایاں کھڑا ہو ہاتھ رانوں پر ہوں۔
- سجدہ میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے پیٹوں کا زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ جبکہ ہر پیر کی تین انگلیوں کے پیٹوں کا زمین پر لگنا واجب ہے، (فتاویٰ رضویہ)

دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد پنجوں[۴] کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا سنت ہے۔ اگر کمزوری کے باعث زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں تو حرج نہیں۔ عورت تشہد وغیرہ میں جب بیٹھے تو دونوں پیر داہنی جانب نکال دے۔[۵] جب تشہد میں لا پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر انگوٹھے کے پاس والی انگلی

---

۱ ترمذی ۶۱ ۲ ترمذی ۳۶ ۳ ترمذی ۳۶ ۴ ترمذی ۴

۵ ابوحنیفہ عن نافع عن ابن عمر انہ سئل کیف کن النساء یصلین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن۔ مسند امام المسلم ۴۹ طبع محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔ بخاری میں ہے کہ ام درداء جو فقیہہ تھیں وہ ایسے ہی بیٹھتی تھیں جیسے مرد بیٹھتے ہیں، بخاری۔ اور عینی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے مرد کی طرح بیٹھنا مستحب ہے اور یہی قول نخعی ابو حنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ جس طرح آسان ہو اس طرح بیٹھے، عطاء اور شعبی یہی کہتے ہیں۔ عینی ۱۰۶/۶

marfat.com

کو اٹھائے اور اِلاّ پر رکھدے اور انگلیاں کھول دے۔

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں منفرد کو سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔

سبحان اللہ بھی کہنا جائز ہے اور خاموش رہنے سے بھی نماز ہو جائیگی۔

تشہد تشہد یہ ہے۔ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

آخری تشہد کے بعد درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے نوافل کے قعدہ اولی میں بھی پڑھنا افضل ہے۔

درود ابراہیمی یہ ہے۔

اللھمّ صَلِّ علی سیّدنا محمدٍ وّعلی آل سیدنا محمدٍ کما صلّیتَ علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم اِنّکَ حمیدٌ مّجیدٌ۔

اللھمّ بارِکْ علی سیدنا محمدٍ وعلی آل سیّدنا محمدٍ کما بارکتَ علی ابراھیم و علی آلِ ابراھیم اِنّکَ حمیدٌ مجید۔

درود شریف کے بعد کوئی ماثور دعا پڑھے۔[۱]

یہ دعا مستحب ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میری ذریت کو نماز کا پابند بنا دے، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما، اے ہمارے رب میری، میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما دے۔

مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

۱۔ درمختار

نماز میں سلام کے مسائل

(۱) دوبارہ السلام علیک ورحمۃ اللہ اس طرح کہا جائے کہ پہلی دفعہ دائیں طرف اور دوسری دفعہ بائیں طرف منہ پھیرلیا جائے۔

(۲) مقتدی کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ سلام پھیردے، اگر تشہد پورا نہ کیا ہو تو تشہد پورا کرنے کے بعد سلام پھیردے (درمختار) یعنی درود اور دُعا سے پہلے۔

(۳) سلام پھیرتے وقت امام یہ نیت رکھے کہ میں اپنے مقتدیوں، کراماً کاتبین اور حفاظت کرنے والے فرشتوں کو سلام کررہا ہوں اور مقتدی اس نیت میں امام کو شامل کرے۔ (درمختار)

(۴) سلام میں امام کے لئے دو طریقوں سے بیٹھا مسنون ہے، دائیں جانب یا بائیں جانب مڑکر اور مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بھی بیٹھ سکتا ہے۔

(۵) سلام کو زیادہ نہ کھینچا جائے اور اسی طرح تکبیر تحریمہ کو۔[۱]

نماز کے مستحبات

(۱) قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا۔

(۲) رکوع میں قدموں پر۔

(۳) سجدہ میں ناک پر۔

(۴) قعدہ میں گود پر۔

(۵) سلام میں دائیں یا بائیں جانب کے کاندھے پر۔

(۶) جماہی آئے تو روکنا، ورنہ حالت قیام میں دائیں ہاتھ کی پیٹھ سے منہ ڈھانک لیں اور دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے۔

(۷) مرد تکبیر کے تحریمہ کے لئے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالیں اور عورتیں اندر رکھیں۔

---

[۱] ترمذی ۲۹

marfat.com

(۵) حی علی الفلاح پر امام و مقتدی کھڑے ہوں۔[1]
(۶) کھانسی روکنے کی کوشش کی جائے۔
(۷) حالت قیام میں دونوں پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ۔

نماز کے بعد ذکر و دعا

(۱) ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد مختصر دعا مانگی جائے۔
(۲) فجر و عصر کے بعد دعا اور اذکار میں طوالت جائز ہے۔ بشرطیکہ مقتدیوں کی اکثریت بخوشی ایسا کرنے پر راضی ہو۔ بہتر یہ ہوگا کہ پہلے ایک مختصر دعا مانگ لی جائے تاکہ جو حضرات چلے جانا چاہتے ہوں۔ فارغ ہو کر چلے جائیں۔ بعد میں دوبارہ دعا مانگیں تاکہ اصحاب خشوع و خضوع کو یسری حاصل ہو اس لئے اکثر مساجد میں دعائے ثانیہ کا رواج ہے۔ یہ بلا کراہت جائز ہے، نماز کے بعد کئی دعائیں اور اذکار احادیث میں مذکور ہیں۔ کعبؓ بن عجرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اذکار نماز کے بعد ہیں جن کا کرنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر نماز فرض کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں[2] ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت بھی بہت آئی ہے۔ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ طَاعَتِکَ، اے میرے رب مجھ کو اپنی یاد شکر اور اچھی طرح اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

جو چیز عادۃً محال ہے یا شرعاً حرام ہے اس کی دعا جائز نہیں۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف منہ کرلے اور بائیں طرف یا مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر سکتا ہے فجر و عصر کے بعد طویل اذکار اور دعاؤں کی اجازت ہے، بشرطیکہ مقتدی نہ گھبرا جائیں۔[3]

---

[1] مالابدمنہ، و عالمگیری، و رد المحتار، و فتاوی رضویہ، [2] مسلم، [3] فتاوی رضویہ

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں اُن فرضوں کے بعد بات چیت نہیں کرنی چاہیئے ثواب کم ملتا ہے، اسی طرح سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے[۱]، یہی حکم فرض وسنت کے درمیان ہراس کام کا ہے جو منافی تحریمہ کا ہے[۲]۔

نماز میں قرأت کے اہم مسائل

(۱) اگر کوئی شخص اپنی نماز تنہا آہستہ پڑھ رہا تھا۔ درمیان میں مقتدی شامل ہو گیا تو جتنی قرأت باقی ہو وہ باآواز بلند پڑھے[۳]۔

(۲) اگر ایک بڑی آیت کا کچھ حصّہ ایک رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھا تو اگر ہر رکعت میں تین چھوٹی آیات کی مقدار میں ہو گیا تو جائز ہے۔

(۳) چار رکعات والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اگر بھول کر سورہٗ نہ پڑھی تو آخری رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔

(۴) اگر مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں بھول کر سورۃ رہ گئی تو تیسری میں پڑھیں، اگر جہری نماز ہو تو سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت جہر سے پڑھیں ورنہ آہستہ اور سجدہ سہو کریں۔

(۵) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنن و نوافل کی کسی رکعت میں جان بوجھ کر سورہ فاتحہ چھوڑی تو نماز نہ ہوگی[۴]۔

(۶) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ رہ گئی تو اس کی قضا نہیں البتہ رکوع سے پہلے یاد آگئی۔ تو سورہ فاتحہ پڑھ کر پھر سورۃ پڑھی جائے اگر رکوع میں یاد آجائے تو قیام کی طرف واپس آکر سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھی جائے۔ پھر رکوع کرکے سجدہ میں جائیں۔

---

[۱] احمد ابو داؤد نسائی، [۲] رد المختار، [۳] تنویر الابصار و در مختار، [۴] رد المختار۔

marfat.com

نماز میں قرأت کے مسنون طریقے

(۱) اطمینان اور گنجائش وقت ہو تو فجر اور ظہر میں طوال[۱] مفصل پڑھیں عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں اور اگر عجلت ہو تو جو مناسب ہو پڑھیں۔ (ع)

(۲) پہلی رکعت میں قرأت قدرے زائد اور دوسری میں کم کرنا بہتر ہے۔ (ع)

(۳) سنن اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں تقریباً برابر قرأت کی جائے (منیہ)

(۴) جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت سبح اسم ربك اور دوسری میں هل اتاك پڑھنا مسنون ہے۔ (درمختار)

(۵) دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے اگر مجبوری ہو تو کراہت نہیں مثلاً پہلی میں قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری میں بھی وہی پڑھیں[۲]

(۶) ایک رکعت میں کسی سورۃ کی چند آیات پڑھیں اور دوسری میں اسی سورۃ کی چند آیات پڑھیں تو حرج نہیں مگر بلاضرورت ایسا نہ کریں[۳]۔

(۷) فرض کی ایک ہی رکعت میں امام کو دو سورتیں ملاکر نہیں پڑھنی چاہئیں، اور منفرد پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ درمیان سے ایک یا چند سورتیں ترک نہ ہوں[۴]۔

(۸) ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھنا اور دوسری میں درمیان کی سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے اگر درمیانی بڑی ہو تو حرج نہیں۔ (درمختار)

(۹) قرآن کا الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایها الکافرون اور دوسری میں الم تر، بچوں کے پڑھانے یا حفظ کرانے میں ترتیب ضروری نہیں[۵]۔

قرآن پڑھنے کے آداب

(۱) تلاوت کے وقت اعوذ پڑھنا واجب ہے۔ ابتداء سورہ میں بسم اللہ سنت ورنہ مستحب[۶]،

---

[۱] حجرات سے بروج تک طوال مفصل، بروج تا لم یکن اوساط مفصل، لم یکن تا آخر قصار مفصل۔
[۲] ردالمحتار، [۳] ردالمحتار، [۴] عالمگیری [۵] درمختار، [۶] غنیہ

(٢) اگر تلاوت کے درمیان کوئی بات یا کام کیا تو دوبارہ اعوذ اور بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔ البتہ اگر کوئی دینی کلمہ تسبیح تحمید وغیرہ ادا کیا تو تعوذ اور تسمیہ دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(٣) تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔[1]

(٤) لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پیر سمٹے ہوں کام کی حالت میں تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔

(٥) جب قرآن بلند آواز سے پڑھا جائے اور اگر لوگ سننے کو جمع ہوں تو سب پر سنا فرض اور اگر کام میں ہوں تو ایک کا سنا کافی ہے۔[2]

(٦) قرآن خوانی وغیرہ میں بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔

(٧) لاؤڈ اسپیکر پر جب نماز پڑھائی جائے تو میناروں کے ہارن بند کر دیں تاکہ آواز غیر ضروری طور پر باہر نہ جائے پھر اگر آواز باہر جائے تو سننے والے پر ادب لازم ہے شور وغل کرنا بیہودہ باتیں کرنا منع ہے۔ لیکن سنا واجب نہیں کیونکہ ان کے سنانے کے لئے نہیں پڑھا گیا ہے۔ یہی حال ریڈیو سے تلاوت کا ہے۔ لیکن محض اس لئے ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت منع نہ ہوگی کہ لوگ ادب نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس طرح نشر و اشاعت کے ذریعہ ختم ہو جائیں گے۔

قرأت میں غلطی کے احکام

(١) قرأت میں اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی غلط ہو جائیں خواہ یہ کسی لفظ کی کمی بیشی یا حرکت یا اعراب کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہوگی، ورنہ نہیں۔

(٢) ایک حرف کو دوسرے سے ملانا، یا قطع کر دینا، وقف و ابتداء کا بے موقع کر دینا خواہ وقف لازم ہو، نماز فاسد نہیں اگرچہ یہ چیز بری ہے۔

(٣) س، ص، ط، ت وغیرہ حروف کو صحیح تلفظ سے ادا کرنا چاہیئے، باوجود کوشش کے اگر کوئی حروف درست نہ نکلتا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ لاپرواہی سے ایسا ہوتا ہو تو فساد معنی کی صورت میں فاسد ہو جائے گی۔

---

[1] غنیہ، [2] غنیہ

(۴) مد، غنہ، اظہار، اخفا کی غلطی سے نماز میں فساد نہیں ہو گا۔[1]

امامت

قرآن کریم میں نماز با جماعت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں امام کو مقتدیوں سے کم از کم ظاہری تقویٰ اور پرہیز گاری میں ضرور زائد ہونا چاہیئے۔ نماز میں امامت کو امامت صغریٰ کہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام معاملات میں پیشوائی امامت کبریٰ یا خلافت ہے۔

امام کیسا ہو؟

(۱) امام کے لئے چھ شرائط ہیں اسلام[1]، بلوغ[2]، عقل[1]، مرد ہونا[3]، قرأت[4]، معذور نہ ہونا[5]۔

(۲) عورت، عورتوں کے لئے اور نابالغوں کے لئے نابالغ امام ہو سکتا ہے۔[6]

(۳) وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ چکی ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر حد کفر کو نہ پہنچی ہو تو اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بدعتی یعنی بدعت سیئہ کا مرتکب ہو اور بدعات واجبہ حسنہ تو دین کا جزو ہیں۔[7]

(۴) شافعی، مالکی، حنبلی، اماموں کی اقتدا میں حنفی کی نماز ہو جائے گی یہ اس صورت میں ہے جبکہ آئمہ مسائل طہارت و نماز میں احناف کے مسلک کی رعایت کرتے ہوں مگر حنفی امام کے ہوتے ہوئے حنفی کی اقتدا بہتر ہے۔[8]

(۵) ایسا امام جو مقتدیوں کو مشرک بدعتی وغیرہ جانتا ہو اس کے

---

[1] عالمگیری [2] ترمذی [3] ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲ ودار قطنی: حاکم نے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرض نماز عورتوں کو پڑھائی تو خود درمیان میں کھڑی ہوئیں اور محمد بن حسن نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رمضان میں عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں اور خود درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں: الدرایہ حاشیہ ہدایہ ص ۱۲۴ ج ۱ طبع کلام کمپنی کراچی [4] ردالمحتار [5] ردالمحتار [6] ردالمحتار

پیچھے نماز درست نہیں اور یہ ظاہر ہے کیونکہ مقتدی اور امام میں ایک قلبی رابطہ ہوتا ہے۔ جب قلبی رابطہ کی جگہ نفرت لے لے تو یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور خشوع وخضوع کے بجائے غم وغصہ، ریاکاری اور دکھاوا رہ جاتا ہے۔ جب آپ دل سے ایک شخص کو اچھا نہیں سمجھتے تو اس کے احکام کی پیروی نفاق نہیں تو اور کیا ہے[۱]

نیز امام مقتدی کی نماز کا ضامن[۲] ہوتا ہے جب امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی کیا ہو گی (۳)

(۶) ایسا شخص جو کھلے عام بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر[۳] نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو مگر اس کا مقصد یہی ہے کہ جو ظاہر و باطن میں نیک ہو یا باطنی طور پر گناہ گار بھی ہے تو بھی اس کے پیچھے نماز پڑھو ظاہر ہے اگر امامت کے لیے یہ شرط ہوتی کہ ظاہر باطن بے گناہ ہو تو شاید یہ سلسلہ امامت منقطع ہو جاتا لہذا آسان شرط رکھی گئی کہ کم از کم شریعت کا بظاہر متبع ہو۔

(۷) ایسے شخص کو امام بنانا چاہیے جو طہارت اور نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور قرآن مسنون طریقہ پر پڑھ سکتا ہو۔

(۸) اگر کسی جگہ ایک مقرر شدہ امام ہے تو اگرچہ حاضرین میں اس سے زیادہ علم والا شخص ہو پھر بھی مقرر شدہ امام ہی نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے ہاں اس کی اجازت سے پڑھا سکتا ہے۔

(۹) اگر کسی[۴] شخص سے لوگ شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے ایک دو آدمیوں کی ناراضگی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

---

۱ مصنف ۲ ترمذی ۵۴/۱ ۳ ابو داؤد ۶۲/۱ ۴ ترمذی ۴۸/۱

(۱۰) نابینا جبکہ کپڑوں کی پاکی کا خیال رکھتا ہو یا اس کا مددگار ہو تو امام ہو سکتا ہے۔

(۱۱) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔

(۱۲) نفل نماز پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔

(۱۳) اگر امام تیمم سے اور مقتدی باوضو ہے تو درست ہے۔

(۱۴) اگر کسی وجہ سے امام کی نماز ٹوٹ گئی تو مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔

(۱۵) دور دور تک صفیں ہوں اور متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہے۔

(۱۶) اگر دو صفوں کے درمیان تقریباً ۵ فٹ[1] کا فاصلہ ہو تو اقتدا درست ہے ورنہ نہیں۔

(۱۷) مسجد میں عام طور پر حوض ہیں۔ اگر ان کے چاروں طرف صفیں ہیں تو اقتدار درست ہے۔ ورنہ نہیں،

(۱۸) اگر صفوں میں عورت بھی شامل ہو تو آس پاس کے لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی

(۱۹) اگر عورتوں نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی اور مردوں نے نیچے تو نماز ہو جائے گی۔[2]

(۲۰) جو شخص داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مٹھی سے کم کراتا ہو اس کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲۱) اگر مقتدی چھت پر ہوں تو ان کو امام سے آگے صف نہیں بنانی چاہیے ورنہ جو آگے ہو گا اس کی نماز نہ ہو گی

(۲۲) امام کو نماز مختصر پڑھانی چاہیے[3]

---

[1] فقہاء نے ایک بیل گاڑی کا فاصلہ لکھا ہے جو کہ اندازاً ۵ فٹ ہوتا ہے [2] منیہ [3] ترمذی ۱/۲۱

نماز باجماعت کے فضائل

اسلام ایک ایسا دین ہے جو لوگوں کو اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے آداب سکھاتا ہے۔ وہ ایک ایسا معاشرہ پیش کرتا ہے جسمیں ہر فرد دوسرے کا ہمدرد، مونس اور غمگسار ہو۔ اس لئے اسلامی عبادات میں اجتماعیت کو بہت اہمیت دی ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کی قرآن وحدیث میں بہت تاکید ہے۔ قرآن میں عام طور پر جہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے وہاں جمع کا صیغہ وَاَقِیْمُوا استعمال کیا گیا ہے، جو صراحت سے جماعت پر دلالت کرتا ہے، ایک جگہ قرآن میں ارشاد باری ہے وارکعوا مع الراکعین تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) باجماعت نماز کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہے[۱]

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دیتا[۲]

(۳) حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صف اوّل میں کیا فضیلت ہے تو اگر وہ بلا قرعہ اندازی کے اس کو نہ پا سکتے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے[۳]

جماعت کے احکام

(۱) عاقل، بالغ، غیر معذور پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے[۴]۔

(۲) جمعہ وعیدین وغیرہ میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ ہے یعنی کچھ لوگوں نے جماعت قائم کر لی تو باقی سے جماعت ساقط ہو گئی[۵]

(۳) اگر محلہ کی مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوبارہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت مکروہ ہے البتہ بلا اذان محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔

---

[۱] بخاری ومسلم [۲] بخاری [۳] بخاری ومسلم [۴] ردالمحتار [۵] عالمگیری

شارع عام، اسٹیشن وغیرہ کی مساجد جہاں نمازی متعین نہ ہوں انمیں اذان واقامت کے ساتھ دوسری نماز جائز ہے۔

(۴) اگر گھر میں عورتیں ہیں تو مرد ان کا امام بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی مرد یا امام کی نسبی محارم یا بیوی موجود ہوں۔[۱]

(۵) اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر داہنی جانب کھڑا ہو۔ دو مقتدی ہوں تو ان کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے زائد کا کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اگر تنہا عورت ہو تو پیچھے کھڑی ہو۔[۲]

(٦) اگر ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا ایک اور آگیا تو یہ مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا امام آگے بڑھ جائے۔[۳]

(۷) صف میں ملکر کھڑے ہونا چاہیئے مونڈھوں سے مونڈھے ملا کر کھڑے ہوں۔[۴]

(۸) امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیئے اور بعد میں آنے والے مقتدیوں کو چاہیے کہ اس انداز سے کھڑے ہوں کہ امام بیچ میں رہے صف کے ایک طرف نہ کھڑے ہوں۔[۵]

(۹) امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔[٦]

(۱۰) اگر کسی شخص نے تنہا نماز فرض شروع کی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں شرکت کرنی چاہیئے بلکہ فجر و مغرب میں دوسری رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے تک نماز توڑ کر جماعت میں شرکت کی جائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو تنہا ہی نماز پوری کرنی ہوگی۔

(۱۱) اگر کسی شخص نے تنہا فجر یا مغرب کی نماز ادا کر لی پھر جماعت قائم ہوتی تو بہ نیت نفل جماعت میں شرکت نہیں کر سکتا کیونکہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل نہیں ہوتی

(۱۲) چار رکعت والی نماز کی ایک رکعت پڑھنے پایا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو

۱۔ درمختار، ۲۔ عالمگیری، ۳۔ درمختار، ۴۔ درمختار، ۵۔ بخاری، ٦۔ درمختار

واجب ہے کہ ایک اور ملا کر دو پر سلام پھیر دے اور ۲ پڑھ چکا ہو ۲ پر سلام پھیر دے ۔ اور تین پڑھ چکا تھا تو نماز مکمل کر کے بہ نیت نفل امام کے ساتھ شریک ہو جائے ۔ عصر میں نہ ہو کہ عصر کے بعد نفل نہیں[۱]

(۱۳) جمعہ یا ظہر کی سنتوں کے دوران خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو سنتیں پوری کر کے شامل ہو۔[۲]

(۱۴) امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا منع ہے[۳]

نماز کب توڑی جا سکتی ہے

بلا عذر نماز توڑنا حرام ہے ، مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو مباح ہے اور اگر نماز کامل کرنے کے لئے توڑی جائے تو مستحب ہے ، جان بچانے کے لئے واجب ہے : اپنی جان یا کسی مسلمان کی جان بچانا مقصود ہو ، نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی ضرورت نہیں کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر دینا کافی ہے ۔

(۱۴) بچوں کی صف سب سے پیچھے ہونی چاہیے ۔

عورتوں کے مسجد میں جانے کی اجازت

احادیث شریفہ سے عورتوں کے مساجد میں آنے کی اجازت ملتی ہے ۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں ۔

(۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے منع مت کرو ۔ اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں[۴]

(۲) ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ جو عورتیں خوشبو لگائیں وہ ہمارے ساتھ عشا کی نماز ادا نہ کریں[۵]

(۳) حضرت مجاہد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی بیوی کو مسجد آنے سے نہ روکے عبد اللہ ابن عمر کے ایک بیٹے نے اس موقع پر کہا ہم تو روکیں گے ، عبد اللہ نے ناراض ہو کر ، فرمایا تجھے حضور کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو یہ کہہ رہا ہے[۶]

---

۱ درمختار ، ۲ ردالمحتار ، ۳ بخاری ۵۵/۱ ، ۴ مصنف ، ۵ ابوداؤد ۶۸ ، ۶ ابوداؤد ۵۹/۱
۷ مسلم ۱۸۳ ، ۸ مشکوٰۃ ۹۸ و احمد

اگر لوگ عورتوں کو فتنہ کے خوف سے مسجد بھیجنا بند کردیں گے تو اس سے سینکڑوں عظیم فتنے پیدا ہونگے اور پیدا ہوگئے' اولاد کے لئے ماں کی تربیت لازمی ہے مگر جو ماں دین کی تعلیم و تربیت سے محروم ہو وہ اولاد کی کیا تربیت کرے گی' مرد دین کی معلومات کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں مگر عورتیں اس غیر ضروری پابندی کی وجہ سے جاہلیت کا شکار ہیں' افسوس کہ ہمارے مرد عورتوں کو بازاروں میں پھراتے ہیں' اور پھرنے کی اجازت دیتے ہیں' اور کسی فتنہ کا خوف محسوس نہیں فرماتے مگر مسجدوں سے روکتے ہیں' حالانکہ ان کے سامنے دنیا کی سب سے محترم مسجد بیت اللہ شریف کی مثال موجود ہے' وہاں عورتیں اور مرد سب یکجا ہوتے ہیں' فقیر کی رائے دلائل شرعیہ کی روشنی میں یہی ہے کہ مسجدوں میں عورتوں اور بچوں کے لئے خصوصی مناسب انتظامات کئے جائیں اور ان کو مساجد میں لایا جائے تاکہ وہ دین کی فہم حاصل کریں۔

ضروری مسئلہ آٹھ نو برس کا لڑکا جو نماز پڑھنی جانتا ہو صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے' اس کو بائیں طرف کھڑا کرنا بھی ضروری نہیں' اگر وہ پہلے سے درمیان صف میں ہے تو اس کو ہٹا کر خود کھڑا ہونا جائز نہیں۔[1]

صف سیدھی کرنے کا حکم

صف سیدھی کرنے کی بہت تاکید ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'[2] اے بندگانِ خدا تم اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ خدا تمہارے چہرے مسخ کردیگا۔

آج کل مساجد میں لائنیں ہیں' صف سیدھی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹخنے کو ٹخنوں کے برابر رکھا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ صفیں درست کر کے پہلے سے بیٹھیں تاکہ جب موذن حي على الصلوٰة یا حي على الفلاح کہے تو مستحب طریقے کے مطابق کھڑے ہو سکیں۔ فقہ حنفی کی تمام کتب میں یہی مذکور ہے کہ جب

---

[1] فتاویٰ رضویہ ۲/۲۳۵ [2] مسلم ۱/۱۸۱ و مشکوٰۃ ۹۰

مقتدی موجود ہوں اور امام محراب میں ہو تو سب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں[1] اقامت اور تکبیر کے درمیان اگر کچھ فاصلہ ہو جائے تو حرج نہیں اب حیّ علی الصلوٰۃ یا حیّ علی الفلاح پر کھڑا ہونا اہلسنت وجماعت کا ایک خاص نشان ہے۔ بہرحال یہ مستحبات میں سے ہے اگر کچھ لوگ پہلے کھڑے ہو جائیں تو ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں، فقیر نے اس پر مدلّل بحث کی ہے جو چھپ چکی ہے[2]۔

مقتدی کی چار اقسام

۱۔ مدرک۔ جو شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہا، اگرچہ پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوا۔

۲۔ لاحق۔ جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت پائی مگر بعد میں کسی وجہ سے اس کی بعض یا سب رکعات فوت ہو گئیں۔

۳۔ مسبوق۔ جس نے امام کے ساتھ بعض رکعات گذر جانے کے بعد شرکت کی ہو۔

۴۔ لاحق مسبوق۔ جس نے امام کے ساتھ شروع کی رکعات پائیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔

۵۔ لاحق مدرک کے حکم میں ہے، جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا تو اس میں قرأت نہیں کرے گا، نہ سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرے گا[3]۔

۶۔ مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات میں قرأت کرے گا، اگر سہو ہو تو سجدہ سہو کرے گا۔ اگر ثنا نہیں پڑھی تو ثنا پڑھے، قرأت سے پہلے تعوذ کرے۔

۷۔ مسبوق جب اپنی فوت شدہ رکعات پڑھے گا تو قرأت کے اعتبار سے پہلی رکعت ہو گی اور تشہد میں امام کی رکعات کا اعتبار ہو گا، مثلاً تین

---

[1] انس بن مالک سے روایت ہے کہ اقامت ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں صفیں درست کرنے کا حکم دیا۔ بخاری ج ۱ [2] ملاحظہ ہو سالانہ روئداد دار العلوم امجدیہ کراچی

[3] در مختار۔

رکعت والی نماز میں ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی، اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ثنا، تعوذ، فاتحہ قرأت کرے یہ اس کی پہلی رکعت ہے، مگر یہ رکعت پوری کر کے تشہد میں بیٹھ جائے کہ امام کے اعتبار سے دوسری ہے، پھر دوسری رکعت میں بھی قرأت کرے اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے ،

۷۔ مسبوق کو امام کے دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہونا چاہیئے تاکہ اگر امام نے یہ سلام سجدہ سہو کے لئے کیا ہے تو اس میں شریک ہو جائے[1]

۸۔ مسبوق اگر امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرے تو نماز فاسد ہو جائے گی ، اور اگر بھول کر پھیر دیا تو حرج نہیں[2]

۹۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کر لیا اور سر اٹھانے سے قبل امام نے بھی سجدہ کر لیا تو نماز ہو گئی ، مگر قصداً ایسا کرنا سخت گناہ ہے[3]

پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دیں

۱۔ تکبیراتِ عیدین ۲۔ قعدۂ اولیٰ ۳۔ سجدۂ سہو ۔
۴۔ دعائے قنوت ۵۔ سجدۂ تلاوت ،

چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے

۱۔ نماز میں زائد سجدہ ۲۔ ماثور تکبیرات عیدین پر زیادہ ۳۔ جنازہ میں پانچویں تکبیر ۴۔ اگر پانچویں رکعت میں امام کھڑا ہو جائے تو مقتدی اس کو بتلائے (جو طریقہ بتانے کا ہے اس کے مطابق) اگر وہ نہ لوٹے تو مقتدی نہ لوٹے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے مقتدی کی نماز ہو جائے گی لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہوا ہے تو مقتدی ساتھ دے ، اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے ، اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور پانچویں

---

[1] درمختار ، [2] درمختار ، [3] عالمگیریہ ۔

marfat.com

رکعت کا سجدہ کر لیا۔ تو سب کی نماز فاسد ہوئی، اس مقتدی کی بھی جس نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا تھا،

نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے

۱۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا، ۲۔ اگر امام آہستہ قرأت کر رہا ہے تو مقتدی ثنا پڑھ سکتا ہے، ۳۔ رکوع کی تکبیر، ۴۔ سجدہ کی تکبیر، ۵۔ تسبیحات، ۶۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہنا، ۷۔ تشہد، ۸۔ سلام پھیرنا، ۹۔ تکبیرات تشریق[۱]

رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف

۱۔ اگر رکعات کے بارے میں مقتدیوں اور امام میں اختلاف ہو تو امام اپنے یقین پر عمل کرے، ایک شخص کو تین رکعات کا یقین ہے اور ایک کو چار کا، باقی مقتدی اور امام شک میں ہیں، تو جس کو کمی کا یقین ہے صرف وہی نماز دہرائے، اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے[۲]

نماز میں بے وضو ہونے کے احکام

اگر کسی وجہ سے حالت نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے بعد باقی نماز وہیں سے پڑھ سکتا ہے جہاں سے چھوڑی تھی اس کو بناء کہتے ہیں، مگر پوری نماز دہرانا بہتر ہے اس کو استیناف کہتے ہیں۔

چونکہ بناء کے لئے بہت شرائط ہیں تو استیناف پر ہی عمل کر لینا چاہیئے[۳]۔

---

۱ فتاوی عالمگیری، ۲ عالمگیری، ۳ مصنف

خلیفہ کرنے کے احکام

اگر امام بے وضو ہو جائے تو پیچھے ہٹ جائے، پیچھے ہٹنے کا طریقہ امام یا مقتدی کے لئے یہ ہے کہ وہ ترچھا ہو کر اپنی پشت کی جانب سے نکل جائے، صفوں کے سامنے سے نہ گزرے اور اشارہ سے کسی شخص کو مصلّٰی پر کھڑا کر دے، مگر ایسا شخص ہو جو نماز پڑھا سکے، اس لئے امام کے پیچھے ایسے لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیئے جو بوقتِ ضرورت امام کی جگہ لے سکیں، امام کی جگہ کھڑے ہونے والے کو دل میں نیت امامت کر کے وہیں سے نماز شروع کر دینی چاہیئے جہاں سے پہلے امام نے چھوڑی تھی، اور از سرِ نو بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ چونکہ ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے اور لوگوں کے تشویش میں پڑنے کا امکان ہے لہذا دوسرے امام کو ابتداء سے نماز پڑھا دینی چاہیئے[1][2]

مفسداتِ نماز

۱۔ جان بوجھ کر بات کرنا یا بھول کر یا مجبوراً کرنا ہر طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے

۲۔ اللہ کا نام سُن کر جل جلالہٗ یا حضور کا نام سُن کر درود پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی، لیکن جواب میں نہ کہا ہو بلکہ خود کہا تو حرج نہیں۔ اسی طرح آیت صلوٰۃ سُن کر عادتاً درود وردِ زبان ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہو گی[3]

۳۔ نمازی نے اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دیا نماز فاسد ہو گئی[4]

۴۔ امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی دوسرے سے لقمہ لیا تو نماز فاسد ہو گئی[5]

۵۔ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا مفسدِ نماز ہے، محراب پر یا کہیں اور سے پڑھنا بھی مفسدِ نماز ہے[6]

۶۔ عملِ کثیر (جس کام کے کرنے والے کو دیکھ کر غالب گمان ہو کہ یہ نماز

---

[1] ترمذی ۱؍۶۰ [2] مصنف [3] مسلم ۱؍۱۸۱ = مصنف، [3] فتاوی رضویہ ۳؍۴۲۹ [4] درمختار [5] درمختار [6] درمختار

میں نہیں ہے) مفسدِ نماز ہے۔ مثلاً دونوں ہاتھ سے تہبند باندھا، یا پائجامہ پہنا یا قمیض پہنی۔

۷۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا، یا سجدہ میں گھٹنے یا ہاتھوں کا رکھنا مفسد نماز ہے۔

۸۔ ستر کھل گیا اور تین تسبیحات کی تعداد تک کھلا رہا، یا از خود تھوڑی دیر کیلئے بھی کھولا تو نماز فاسد ہو گئی[۱]

۹۔ کھانا، پینا مطلقاً نماز کو فاسد کرتا ہے۔

۱۰۔ دانتوں میں کوئی چیز چنے کے برابر ہے اگر اسے نگل لیا تو نماز فاسد ہو گئی، اسی طرح اگر خون نکلا اور اس کا مزا محسوس ہوا پھر نگل لیا تو نماز فاسد ہو گئی[۲]۔

۱۱۔ سینہ کو قبلہ سے پھیر لینا مفسد نماز ہے، یعنی سینہ جہت قبلہ سے ۴۵ درجہ ہٹ جائے[۳]۔

۱۲۔ پے درپے سر یا داڑھی کے تین بال اکھیڑے نماز فاسد ہو گئی[۴]

۱۳۔ تکبیر تحریمہ یا انتقال میں اکبر یا اللہ کے الف کو دراز کیا یا اکبار پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی۔

نماز کے مکروہاتِ تحریمی کا بیان

جس نماز میں کوئی مکروہ تحریمی فعل واقع ہو جائے اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۔ ہر ایسا کام جو نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ کو ہٹا دے مکروہ ہے۔

۲۔ کپڑے، داڑھی یا لباس کے ساتھ کھیلنا، کپڑا سمیٹنا[۵]۔

۳۔ لباس کا غیر متعارف طریقہ پر پہن کر نماز پڑھنا، جیسے قمیص میں ہاتھ نہیں ڈالے۔

۴۔ آستین نصف کلائی سے زاید اوپر چڑھائی، یا دامن اوپر اٹھا لیا۔

۵۔ بول و براز یا ریاح کے غلبہ کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اگر درمیان

---

[۱] در مختار، [۲] فتح القدیر، [۳] در مختار، [۴] عالمگیری، [۵] بخاری ۱۱۲/۱

marfat.com

نماز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب[1] ہے۔

۶۔ مرد کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے[2]۔

۷۔ انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے۔

۸۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا یا چہرہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

۹۔ سجدہ میں مرد کا کلائیوں کو زمین سے لگانا۔

۱۰۔ کسی کے منہ کی طرف نماز ادا کرنا، اگرچہ صرف حالتِ قیام میں سامنا ہو۔

۱۱۔ چادر اوڑھ کر نماز ادا کرنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں۔

۱۲۔ پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر کھلا ہو، ناک اور منہ کا چھپانا، اور بلاضرورت کھنکارنا۔

۱۳۔ بلاضرورت جماہی مکروہ تحریمی ہے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے ورنہ ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا جائے[3]۔

۱۴۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا یا نمازی کے سر پر، دائیں بائیں یا سجدہ کی جگہ پر یا پشت کی طرف ہے تو نماز مکروہ ہے۔

۱۵۔ الٹا قرآن مجید پڑھنا، یا کسی واجب کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۱۶۔ صرف پائجامہ یا تہبند سے، کرتا یا قمیض کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی[4] ہے۔

۱۷۔ مغصوبہ زمین، یا کسی کے کھیت میں جو جُتا ہوا ہے یا جس میں فصل کھڑی ہے بلا اجازت نماز مکروہ تحریمی ہے۔

۱۸۔ بلا حائل قبر کے سامنے نماز پڑھنا[5]۔

۱۹۔ کفار کے عبادت خانوں میں جانا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے[6]۔

۲۰۔ منہ یا ہاتھ سے نماز میں ہاں یا نہیں کا اشارہ کرنا[7]۔

---

[1] ردالمحتار، [2] بخاری ۱۱۲، [3] مراقی الفلاح، [4] علمگیری، [5] درمختار [6] بحرالرائق، [7] عالمگیری۔

marfat.com

۲۱۔ بطورِ تکبر، شلوار، پائجامہ یا تہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، یا اگر نیت نہ ہو اور اس علاقہ میں ایسا کرنا متکبرین کی عادت ہو تب بھی مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اتفاقاً کپڑا المبا سل گیا ہے اور نیت تکبر سے نہیں پہنا گیا ہے تو حرج نہیں، ایسی صورت میں کپڑے کا اوپر چڑھانا کفِ ثوب کی وجہ سے مکروہ ہو گا۔[1]

۲۲۔ اگر چادر وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھیں تو چادر سر پر بھی ہونی چاہیے۔[2]

۲۳۔ کوٹ[3] پتلون اگر اس قسم کا ہے کہ رکوع و سجود وغیرہ ارکان میں تکلیف نہیں ہوتی تو نماز درست ہے، اب یہ لباس کسی خاص قوم کا شعار نہیں رہا ہے بلکہ دنیا کی تمام اقوام اس کو استعمال کر رہی ہیں،

۲۴۔ البتہ[4] ٹائی جو صلیب کا نشان ہے لگا کر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں، ویسے بھی باندھنا درست نہیں۔

۲۵۔ جوتے[5] اگر صاف ہوں، تو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز جنازہ میں عموماً ضرورت پڑتی ہے مگر جوتے اتنے نرم ہوں کہ حالت سجود میں[6] انگلیاں زمین سے لگ جائیں۔

۲۶۔ مردوں[7] کو خالص ریشمی کپڑا، کمر بند، رومال پہن کر یا تانبے، چاندی، سونے کے چھلے ہاتھ، کان، پیر وغیرہ میں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی ان چیزوں کا پہننا مکروہ ہے۔

۲۷۔ عورتوں[8] کو زیور پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، مگر لوہے، تانبے، پیتل کا زیور پہننا ناجائز ہے اور اس زیور میں نماز مکروہ ہے۔

۲۸۔ مردوں کے لئے گھڑی کی چین باندھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں کیونکہ یہ زیور نہیں، اسی طرح چشمہ، فونٹین پین، گاڑی کی چابی اور اس کی

---

[1] فتاوی رضویہ ۴۳۸/۳ بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس [2] مصنف [3] مصنف [4] مصنف [5] مصنف

[6] فتاوی رضویہ ۴۶۴ [7] فتاوی رضویہ ۴۴۲ [8] فتاوی رضویہ ۴۴۲

marfat.com

زنجیر کے ساتھ، اگر گھڑی کی چین زیور ہوتی تو زیورات کی د کانوں پر فروخت ہوتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ گھڑی کے تابع ہے، جس طرح گھڑی باندھ کر نماز جائز ہے اس طرح چین کے ساتھ جائز ہے ھٰذا ما عندی والعلم التام عند اللہ[1] کرنا چاہیئے۔

۲۹- لہسن، پیاز، حقہ، سگریٹ تمباکو کی بو کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے، جب تک منہ صاف نہ کرے، عوام کو عموماً اور علماء کو خصوصاً تمباکو کے پان، حقہ، سگریٹ، نسوار وغیرہ سے احتیاط برتنی چاہیئے۔ ان اشیاء کے عادی حضرات کے منہ میں عام طور پر بو رہ جاتی ہے، جو نماز میں کراہت کی موجب ہے، پھر رمضان شریف میں ان حضرات کی بے بسی قابلِ رحم ہوتی ہے، اگر ان اشیاء کی قلت ہو جائے تو پھر حالت قابلِ دید ہوتی ہے، آخر انسان ان علتوں میں اپنے آپ کو کیوں مقید کرے؟ ایک غریب قوم کے لئے یہ اشیاء فضول خرچی اور اسراف نہیں تو کیا ہیں؟ مجھے ایسے صوفیاء سے مل کر حیرت ہوتی ہے جو ترک حیوانات، اور ترک ناکھات وغیرہ کرتے ہیں مگر ترک خرافات کی طرف توجہ نہیں دیتے،

۳۰- ایک رکن میں بوقت ضرورت دو مرتبہ سے زائد نہ کھجلائے ورنہ عمل کثیر ہو جائیگا۔[2] کھجانے کے علاوہ اگر دو مرتبہ سے زائد کچھ اور کام کیا مثلاً کپڑے جھاڑے تو یہ بھی عمل کثیر ہے[3] (مصنف)

۳۱- اگرچہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے،[4] لیکن اگر امام عمامہ نہ باندھے تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔[5] اگر عمامہ اس طرح باندھا کہ اندر سے ٹوپی نظر آتی رہی تو بھی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔[6]

---

[1] مصنف، [2] فتاویٰ رضویہ ۲/۲۶۷، [3] مصنف، [4] فتاویٰ رضویہ، [5] فتاویٰ رضویہ ۳/۲۴۲، [6] مصنف

نماز کے مکروہاتِ تنزیہی کا بیان

جس نماز میں کوئی مکروہ تنزیہی فعل ہو جائے وہ نماز درست تو ہو جائے گی مگر دوبارہ پڑھ لینا مستحب ہے۔

۱۔ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم کہنا۔

۲۔ صاف ستھرے کپڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔[۱]

۳۔ ننگے سر نماز پڑھنا، البتہ اگر خشوع و خضوع کے اظہار کے لئے ننگے سر پڑھی تو مستحب ہے۔[۲]

۴۔ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھالی جائے، بشرطیکہ زیادہ کوشش نہ کرنی پڑے۔ (درمختار)

۵۔ نماز میں ناک سے پانی بہا تو پونچھ لینا چاہیئے، مسجد میں نہیں گرنے دینا چاہیئے۔[۳]

۶۔ انگڑائی لینا اور جان بوجھ کر کھانسنا کھنکارنا مکروہ ہے،[۴]

۷۔ صف میں جگہ ہونے کے باوجود تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، ایک آدمی کو اگلی صف کے کنارے سے پیچھے لے آئیں، یہ آہستگی سے ہونا چاہیئے، یہ اس وقت جب اگلی صف کا مقتدی مسئلہ سے واقف ہو اور وہ اس طرح کھینچے جانے سے نماز نہ توڑ دے، یا لڑ نہ بیٹھے، ورنہ تنہا ہی کھڑا ہو جائے۔[۵]

۸۔ ایک سورۃ کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے۔[۶]

۹۔ رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔[۷]

۱۰۔ بسم اللہ، تعوذ، ثنا اور آمین زور سے کہنا یا مقررہ اذکار کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ اور سجود میں سبحان ربی العظیم پڑھنا،[۸]

۱۱۔ رکوع میں گھٹنوں پر اور سجود میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے۔[۹]

---

[۱] قدوری، [۲] درمختار، [۳] عالمگیری، [۴] عالمگیری، [۵] فتح القدیر، [۶] عالمگیری، [۷] غنیہ، [۸] غنیہ و [۱۰] عالمگیری، [۹] عالمگیری۔

۱۲۔ نماز میں جھومنا، اٹھتے وقت آگے پیچھے پیر ہٹانا مکروہ ہے۔

۱۳۔ سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کا پھیرنا۔

۱۴۔ امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا، دروں کے درمیان کھڑا ہونا یا تنہا[1] بلند جگہ پر کھڑا ہونا، اگر بلندی کم ہو تو مکروہ تنزیہی ورنہ تحریمی ہے، میرا[2] خیال ہے کہ دو تین انچ کی بلندی معمولی ہے، جیسے عام طور پر برآمدے ہوتے ہیں۔ اگر مقتدی اوپر ہوں اور امام تنہا نیچے ہو تو بھی مکروہ ہے۔

۱۵۔ مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کر لینا مکروہ ہے بلکہ جہاں جگہ ملے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ البتہ اگر احتراماً از خود کوئی اگلی صف میں جگہ دے دے تو کراہت نہیں[3]۔

۱۶۔ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر لالٹین یا چراغ میں حرج نہیں[4]۔

۱۷۔ جس کمرے میں ٹیلیویژن چل رہا ہو یا ریڈیو بج رہا ہو یا اور کوئی چیز جس سے دھیان بٹتا ہے موجود ہو تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ دور سے اگر آوازیں آرہی ہوں تو حرج نہیں، مگر ان خرافات کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہونا چاہیئے[5]۔

۱۸۔ اگر کئی منزلہ مسجد ہو تو امام کو مقتدیوں کے ساتھ نیچے کھڑا ہونا چاہیئے پھر اوپر کی منزلوں میں باقی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں کہ امام اور مقتدی اوپر کی منزل میں ہوں اور نچلی منزل میں صرف مقتدی ہوں۔

---

[1] ابوداؤد ۶۲ [2] ہمارے آئمہ مذہب نے کراہت واقع ہونے میں بلندی کی کوئی حد نہیں بیان کی ہے بلکہ اتنی بلندی جس سے امام ممتاز مقام پر کھڑا معلوم ہو کراہت کے لئے کافی ہے، یہ درست ہے کہ فقہا کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے مگر ظاہر الروایۃ پر عمل زیادہ بہتر ہے، مولانا شاہ احمد رضا خان ؒ نے ۳ گرہ بلندی پر بھی کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے۔

[3] ردالمحتار، [5] مصنف۔

[4] فتاوی رضویہ ۴۳۵

marfat.com

وتر

وتر کی نماز واجب[1] ہے، اس کی تین رکعات[2] ہیں، اس میں پہلا قعدہ واجب ہے، التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھ جانا چاہیئے، اس کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ یا انا انزلنا دوسری میں قل یا یھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد ، تیسری رکعت میں سورت اور اور قرات کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں، دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں پڑھی جائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے،

دعاء قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور

عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ

تجھ پر ایمان لاتے اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے

وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ

ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے اور

یَّفْجُرُکَ ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ

جو تیری نافرمانی کرتے ہیں، ان کو چھوڑتے ہیں ، اے اللہ ہم تیری ہی

نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعیٰ

عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں

---

[1] بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، [2] قاسم بن محمد کہتے ہیں ہم نے شروع سے لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا ہے، بخاری ۱۳۵/۱ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرھن ، عینی۔ بیہقی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہ۔

وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ

اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور

اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں پر ہو گا۔

دُعاءِ قنوت کے مسائل

۱۔ دعاءِ قنوت بہر حال آہستہ پڑھی جائیگی۔[۱]

۲۔ اگر دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائیں اور رکوع میں چلے جائیں تو قیام کی طرف نہ لوٹیں اور نہ رکوع میں پڑھیں۔

۳۔ اگر مقتدی دعاءِ قنوت سے فارغ ہونے نہیں پایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جائے اور دعائے قنوت پوری نہ کرے۔

۴۔ بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھیں۔

۵۔ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑی اجتماعی مصیبت نازل ہو جائے تو نمازِ فجر میں بھی قنوت پڑھ سکتے ہیں۔ یہ دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھی جائیگی۔[۲]

۶۔ جو تہجد پڑھنے کا عادی ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھے، وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے۔ اگر تہجد کی نماز کو کوئی شخص نہ اٹھ سکا تو یہ دو رکعت تہجد کے قائمقام ہو جائیں گی۔

سنن مؤکدہ

سنت مؤکدہ کا چھوڑنا گناہ ہے۔ اور ایسا شخص جو سنت مؤکدہ کو ترک کرے فاسق و مستحق ملامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے سنت کو چھوڑے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔ سنت غیر مؤکدہ جس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں اس کے ترک پر ملامت نہیں۔

سنن مؤکدہ کی تعداد

دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے۔ چار ظہر کے پہلے اور دو

---

[۱] ردالمحتار، [۲] درمختار و شرنبلالی۔

بعد، چار جمعہ سے پہلے چار بعد میں، دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد۔

چند مسائل

۱۔ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور زوال سے پہلے پڑھی جائے تو سنتیں بھی پڑھی جائیں، اور زوال کے بعد قضا پڑھی جائے تو سنتوں کی قضا نہیں[۱]

۲۔ ظہر یا جمعہ کی پہلی سنتیں رہ گئیں تو فرضوں کے بعد پڑھ لی جائیں، بہتر یہ ہے کہ بعد کی سنتوں کے بعد پڑھیں[۲]

۳۔ اگر فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئیں تو فرض کے بعد ان کی قضاء واجب نہیں، البتہ طلوع آفتاب کے بعد ان کا پڑھ لینا بہتر ہے[۳]

۴۔ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص کا پڑھنا سنت ہے[۴]

۵۔ اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو کوئی اور سنت پڑھنا شروع نہ کی جائے سوائے سنتِ فجر کے کہ اگر آخری قعدہ میں بھی امام کے ساتھ شامل ہو جانے کی امید بھی ہو تب بھی پڑھ لی جائیں۔

۶۔ جو سنت موکدہ چار رکعت والی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھیں اگر بھول کر درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو سبحانک اور اعوذ بھی نہ پڑھیں، چار رکعت والے نوافل میں قعدۂ اولیٰ میں درود اور تیسری رکعت میں سبحانک اور تعوذ بھی پڑھیں۔

سنن غیر مؤکدہ عشاء سے پہلے چار بعد میں چار، اور عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہیں، عشاء کے بعد دو پڑھنے سے بھی مستحب ادا ہو جائیگا۔

---

[۱] رد المحتار، [۲] فتح، [۳] رد المحتار، [۴] غنیہ

صلوٰۃ اوّابین

نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، ہر دو پر سلام پھیرنا افضل ہے۔[۱]

نوافل کے مسائل

۱۔ دن میں نوافل پڑھیں یا رات میں بہتر ہے کہ چار چار رکعات کی نیت باندھی جائے۔[۲]

۲۔ نفل شروع کر کے توڑ دینے سے واجب ہو جاتے ہیں۔[۳]

۳۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت کے باوجود نفل بیٹھ کر ادا کئے جا سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں۔

۴۔ کھڑے ہو کر شروع کرنا پھر بیٹھ کر پوری کرنا یا بیٹھ کر شروع کرنا پھر کھڑا ہو جانا دونوں صورتیں درست ہیں۔[۴]

۵۔ نفل میں تکان کی وجہ سے دیوار یا لاٹھی پر ٹیک لگانا جائز ہے۔[۵]

۶۔ نفل سواری پر مطلقاً جائز ہیں، نہ شروع کرتے وقت قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے اور نہ بعد میں، قرآن کریم میں ہے "تم جس طرف بھی رُخ کرو گے اللہ کی توجہ اسی طرف ہو گی۔"[۶]

۷۔ فرض نماز بھی سواری پر جائز ہے، مگر بلا عذر نہ پڑھنی چاہیئے مثلاً مینہ برس رہا ہو، کیچڑ ہو، سواری رُکتی نہ ہو، وغیرہ تو پڑھ سکتے ہیں۔[۷]

ریل گاڑی پر نماز کا حکم

جن مجبوریوں کی بنا پر دوسری سواریوں پر فرض و نفل ادا کئے جا سکتے ہیں انہی مجبوریوں کی بنا پر ریل میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ جب نماز شروع کریں تو بہتر ہے قبلہ رُخ کھڑے ہوں، اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں، یہی حکم ہوائی جہاز، راکٹ اور ان تمام سواریوں کا ہے جو اب موجود ہیں یا آئندہ بنائی جائیں گی، شریعت نے سواری پر نماز کو اس لیے جائز قرار دیا ہے کہ پابندیٔ وقت کے ساتھ بندہ اللہ کی یاد کر سکے اور یہ علت ہر جگہ

---

[۱] درمختار، [۲] درمختار، [۳] درمختار، [۴] درمختار، [۵] عالمگیری، [۶] البقرہ، [۷] درمختار

marfat.com

مشترک ہے، لہٰذا غیر ضروری باریک بینی میں پڑنے کی ضرورت نہیں، فضیلت وقت کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ اونٹ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں اس پر آپ نمازیں ادا کرتے رہیں اور ریل گاڑی جو آپ کے گھر کی طرح ہے اس میں نماز کو محض اس لئے ناجائز کہہ دیں کہ وہ حضور کے زمانہ میں نہ تھی یا اس کا جوا جانور کی گردن پر نہیں۔ ہمیں اپنے بزرگوں کی نیک نیتی پر شبہ نہیں مگر ہم ان کے اجتہاد کو حرف آخر سمجھنے پر مجبور نہیں کئے گئے ہیں۔

فتاویٰ شامی کی یہ عبارت ریل پر جوازِ نماز کا صریح جزئیہ ہے ظاہر ہے کہ ریل تو وجود میں نہیں آئی تھی تاہم علامہ شامی اپنے دور میں رہتے ہوئے آئندہ کے بارے میں جو کچھ کہہ سکتے تھے کہہ دیا ہے، ملاحظہ ہو،

یعنی اذا کانت العجلۃ علی الارض ولم یکن شئی منھا علی الدابۃ واغا لھا حبل مشد۔ تجرھا الدابۃ بہ تصح الصلوٰۃ علیھا لانھا حینئذٍ کالسریر الموضوع علی الارض و مقتضیٰ ھذ القیل انھا لو کانت سائرۃ فی ھٰذہ الحالۃ لا تصح الصلوٰۃ علیھا بلا عذر وفیہ تامل لان جرھا بالحبل رھی علی الارض ویفید عبارۃ التتار خانیۃ عن المحیط وھی لو صلی جازت وھو بمنزلۃ الصلوٰۃ علی السریر

(ردالمحتار ص ۵۱۸)

یعنی جب گاڑی زمین پر ہو اور اس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو اور مثلاً کوئی جانور رسّی کے ذریعہ اس کو کھینچ رہا ہو تو اس پر نماز جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ گاڑی اس تخت کی طرح ہے جو زمین پر رکھا ہو، اس دلیل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اگر گاڑی اس صورت میں چل رہی ہو تو اس پر بلا عذر نماز درست نہیں، مگر یہ بات قابلِ غور ہے، کیونکہ اسی کے کھینچنے سے وہ زمین پر سے اٹھ نہیں جائے گی، فتاویٰ قاضیخان میں محیط سے منقول ہے کہ اگر اس صورت میں بھی نماز پڑھ لی تو جائز ہوگی اور یہ ایسا ہے جیسے تخت پر نماز پڑھ لی۔

marfat.com

تحیۃ المسجد جو شخص مسجد میں آئے تو وہ دو رکعت یا چار رکعت نماز نفل ادا کرے، اسے تحیۃ المسجد، یعنی مسجد کی سلامی کی نماز کہتے ہیں[1]، اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی فرض نماز کا وقت ہو گیا تو اس میں تحیۃ المسجد بھی ہو جائے گی، نیت کی بھی ضرورت نہیں[2] اگر مکروہ وقت ہے یا کسی وجہ سے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی تو چار مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لیں۔

تحیۃ الوضو وضو یا غسل کے فوراً بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اور اگر وضو کے فوراً بعد فرض پڑھے تو تحیۃ الوضو اس میں ادا ہو جائے گی۔

نماز اشراق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد خدا کا ذکر کرتا رہا، اور آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملیگا[3]۔

نماز چاشت اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے، بہتر دن کا پہلا چوتھائی حصہ ہے، مستحب کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں[4]، احادیث میں ان کی بہت فضیلت ہے۔

نماز سفر سفر پر جاتے وقت دو رکعت نفل گھر پر ادا کرنا خیر و برکت کا باعث ہے[5]۔

نماز واپسی سفر سفر سے واپسی پر دو رکعت نفل مسجد میں ادا کرنا مسنون ہے[6]۔

نماز تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور اپنے اہل و عیال کو جگائے اور پھر یہ لوگ دو دو رکعت تہجد کے لئے

---

[1] بخاری۔ [2] در مختار۔ [3] ترمذی۔ [4] عالمگیری۔ [5] طبرانی۔ [6] مسلم

نماز پڑھیں تو اللہ کے یہاں ان کو ذاکرین میں لکھا جائے گا، تہجد کے لئے ضروری ہے کہ کچھ سونے کے بعد اٹھیں ورنہ اگر کوئی شخص مسلسل جاگتا رہا اور نوافل پڑھے تو یہ تہجد میں شمار نہ ہونگے، دو سے آٹھ تک رکعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

شب بیداری عیدین، شعبان کی پندرہویں، رمضان کی آخری دس راتیں اور ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے[۱]

رات کے اکثر حصہ میں جاگنا شب بیداری ہے، جس نے عشاء اور فجر کی نماز وقت پر پڑھی اس نے شب بیداری کر لی، مذکورہ راتوں میں صرف جاگنا کافی نہیں بلکہ نوافل پڑھنا، قرآن پڑھنا، درود سلام پڑھنا، محفل وعظ ونصیحت میں شرکت کرنا اور دوسرے اعمال وظائف کرنا مقصود ہے۔

نمازِ استخارہ جب کوئی شخص کوئی اہم کام کرنا چاہے تو اسے اللہ سے توفیق طلب کرنی چاہیئے، اسی کو استخارہ کہتے ہیں جس کے لغوی معنی ہیں خیر طلب کرنا، جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں ہم کو استخارہ کی تعلیم کرتے تھے، جس طرح ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے[۲] اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ

اے اللہ میں تیرے علم سے خیر کا طلبگار ہوں، اور تیری قدرت سے

بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ

قدرت مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قادر

تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے جبکہ میں نہیں جانتا،

ا ابن ماجہ ۹۹ ۲ ترمذی ۹۵

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ
اور تو پوشیدہ چیزوں کا علم رکھتا ہے، اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام
لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ
میرے لئے دین و دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرا مقدر بنا کر میرے
لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ
لئے آسان بنا دے اور اس میں مجھے برکت عطا فرما دے اور اگر تیرے علم
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ
میں ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت میں میرے لئے بُرا ہے تو مجھے
وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ
اس سے بچائے رکھ، اور جہاں کہیں بھلائی ہو اس کو میرا مقدر بنا دے اور
لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ۔
اس سے مجھ کو خوش کر دے۔

یہ دعا اس وقت تک مانگتا رہے جب تک اس کا گمان غالب کسی ایک طرف ہو جائے۔

نماز تسبیح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز بتائی اور فرمایا اس سے تمہارے اگلے، پچھلے، نئے پرانے، قصداً، سہواً، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہری غرضکہ ہر قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ، ورنہ ہر جمعہ میں ایک بار ورنہ ہر ماہ ایک مرتبہ، ورنہ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو اور اگر یہ سب نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کرو۔[1] نماز تسبیح کا طریقہ یہ ہے،
تکبیر تحریمہ کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھیں۔ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد پندرہ بار پڑھیں،

---

[1] ترمذی ۹۵

بر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ کے بعد مذکورہ تسبیح دس بار پڑھیں، پھر رکوع میں دس مرتبہ، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ، ہر سجدہ میں دس مرتبہ، اس طرح چار رکعت نماز ادا کی جائے، ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیحات، رکوع وسجود میں مقررہ تسبیحات کے بعد یہ تسبیح پڑھی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس نماز میں سورۂ تکاثر، والعصر، قل یا ایھا الکافرون اور قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھیں۔ مکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہیں یہ نماز پڑھ لیں۔

نمازِ حاجت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو نماز پڑھتے تھے، نمازِ حاجت دو یا چار رکعت ہے، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار آیۃ الکرسی اور باقی تین میں فاتحہ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھیں، پھر یہ دعا کریں (یعنی قعدہ اخیرہ میں)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ[1]

ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لاتا ہوں جو رحمت کے نبی ہیں، اے اللہ کے رسول میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کے حضور اپنی یہ حاجت پیش کی ہے، تاکہ پوری کی جائے، اے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما،

نمازِ توبہ خدانخواستہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو نفل نماز ادا کر کے توبہ واستغفار کرے[2]

---

[1] ابن ماجہ قال ابو اسحٰق ہٰذا حدیث صحیح ۹۹ [3] ترمذی [4] ترمذی [5] ترمذی

نوافل کی جماعت

شعبان کی پندرہویں شب اور شب قدر میں بعض مقامات پر لوگ صلواۃ التسبیح اور نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں، فقہا اسے مکروہ کہتے ہیں، مگر فقیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس طرح بہت سے بے نمازی اللہ کے حضور سجدہ کر لیتے ہیں اور بڑے خشوع و خضوع سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور ایک روحانی سماں بندھ جاتا ہے لہٰذا اگر تھوڑی سی فقیہانہ کراہت بھی ہو تب بھی اس خیر کثیر کو نہ چھوڑنا چاہیئے، قوت[ل] القلوب میں ہے کہ بسا اوقات پندرہ شعبان کی رات کو باجماعت نماز پڑھی جاتی تھی، لقمان بن عامر، خالد بن معدان اور اسحٰق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

نماز تراویح

مَردوں اور عورتوں سب پر تراویح سنت موکدہ ہے، اس کا چھوڑنا جائز نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود[ل] تراویح پڑھی[ل] اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے پابندی سے پڑھی۔

وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک تراویح کا وقت ہے۔

تعداد رکعات بیہقی نے سند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں، یہی حال عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تھا، جن روایات میں ۸ کا ذکر ہے وہ دراصل تہجد کی رکعات کا ذکر ہے جس کو لوگوں نے غلطی سے تراویح سمجھ لیا، یوں بھی زیادہ رکعات

ل فتاویٰ رضویہ $\frac{۴۸۰}{۳}$، $\frac{۴۸۶}{۳}$ = وما ثبت من السنۃ۔ وبہجۃ الاسرار۔ نیز بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات نماز پڑھی تو صحابہ نے آپ کے پیچھے نیت باندھ کر نماز پڑھ لی۔ یہ نفل نماز ہی تھی۔ بخاری $\frac{۱}{۱}$،

marfat.com

والی حدیثوں پر عمل محتاط طریقہ ہے، بیس رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیریں،

۱۔ تراویح نمازِ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی۔

۲۔ تراویح میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنت موکدہ ہے، بہتر یہ ہے کہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ختم کریں ۲۷ ویں شب افضل ہے۔

۳۔ ہر چار رکعت پر بیٹھیں اس کو ترویحہ کہتے ہیں اور اسی لئے یہ نماز تراویح کہلاتی ہے، اس اثنا میں یہ تسبیح پڑھیں:۔

تسبیح ترویحہ

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْهَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ (غنیہ)

بے عیب ہے ملک و ملکوت والا، بے عیب ہے عزت، عظمت، ہیبت، قدرت، بڑائی اور جبروت والا، بے عیب ہے زندہ بادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ مرے گا، بے عیب ہے، مقدس ہے، ہمارا اور فرشتوں اور روحوں کا پروردگار اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں، ہم تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

۴۔ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے یعنی اگر مسجد کے تمام لوگ نہ پڑھیں تو گناہگار ہونگے اور اگر کچھ لوگ گھر میں ادا کرلیں تو گناہ نہیں، تاہم ایسے لوگوں کو مسجد ہی میں ادا کرنی چاہئیں جن کو دیکھ کر لوگ اثر لیتے ہیں۔[۲]

---

[۱] غنیہ، [۲] عالمگیری

marfat.com

۵- نابالغ کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوگی۔[۱]

۶- وتر کی جماعت

رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا افضل ہے، خواہ تراویح والا امام ہو یا دوسرا امام ہو۔ اگر نماز عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شرکت کی جاسکتی ہے اور اگر عشاء کی جماعت نہیں مل سکی تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھیں[۲] ہمارے بعض علماء نے اجازت دی ہے' میں بھی ایسی صورت میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنے کو بلا کراہت درست سمجھتا ہوں۔

۷- اگر دو رکعت پر بیٹھنا بھول جائیں تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں' اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کر لیں مگر یہ دو شمار ہوں گی البتہ اگر دو رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد یہ صورت پیش آئی تو چار رکعت پوری شمار ہوں گی[۱]

۸- اگر تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا تو امام کا قول معتبر ہو گا۔

۹- اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن فاسد شدہ رکعات میں پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔

۱۰- اگر حافظ قرآن کا انتظام نہ ہو سکے تو چھوٹی چھوٹی سورتوں سے ہی بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کی جائیں' آسان یہ ہے کہ اَلَمْ تَرَ سے سے آخر تک دو مرتبہ بیس رکعتوں میں بیس سورتیں پڑھ لی جائیں۔

۱۱- پورے قرآن میں ایک بار بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتداء میں آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲- ختم قرآن میں تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور آخری رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھیں۔

---

[۱] عالمگیری [۲] درمختار

شبینہ ایک رات میں پورا قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے، مگر[1] میں سمجھتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ تین راتوں میں ختم کریں تاکہ سامعین پر بوجھ نہ ہو، لاؤڈ اسپیکر اس طرح لگانے کی کوشش کیجائے کہ دو مسجدوں کی آوازیں باہم نہ ٹکرائیں، سامعین خواہ گھروں میں ہوں یا بازاروں میں باادب رہیں، شور وشغب اور گالم گلوچ نہ کریں، ہمیں ان لوگوں کی فکر نہ کرنی چاہیئے جو آیاتِ الٰہیہ کا مذاق اڑاتے اور بے ادبی کرتے ہیں، ہمیں ان کی رعایت کرنی چاہیئے جو قرآن کی آواز سن کر روحانی چین وسکون حاصل کرتے ہیں، حفاظ کرام کو چاہیئے کہ قرآن اس طرح پڑھیں کہ تمام الفاظ صاف ادا ہوں،

نماز کی قضا کے مسائل

۱- جان بوجھ کر[2] نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے، توبہ فرض ہے۔

۲- کسی وقت کی نماز بھول گیا، یا بے خبر سو گیا، یا دشمن نے پڑھنے کی مہلت نہ دی یا اتنا شدید بیمار ہوا کہ اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکا، یا عورت ایام حیض و نفاس میں تھی اس لئے نہ پڑھ سکی، ان تمام صورتوں میں نماز کی قضا تو ہوگی، مگر وقت پر نہ پڑھنے کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔[3]

۳- قضا کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں اوقاتِ ممنوعہ کے علاوہ جب بھی پڑھیگا ادا ہو جائے گی، مگر بہتر ہے کہ پہلی فرصت میں پڑھ لی جائے۔[4]

۴- جنون یا مرض (جس میں اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھی جاسکتی ہو) مسلسل چھ نمازوں کے وقت میں رہا تو ان نمازوں کی صحت کے بعد بھی قضا نہ ہوگی معاف ہیں۔

۵- مقیم کی چار رکعت والی نماز قضا ہوئی تو حالتِ سفر میں بھی چار ہی قضا پڑھے گا اور مسافر کی قصر نماز قضا ہوئی، تو حالت اقامت میں بھی قصر

---

[1] تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد ۵ پر ملاحظہ ہو [2] درمختار [3] عام کتب فقہ [4] عالمگیری

کرے گا۔[۱]

۶۔ قضاء نماز پڑھتے وقت فرائض میں اور فرض میں وتر میں ترتیب کا لحاظ ضروری ہے۔ یعنی پہلے فجر کی نماز ادا کرے پھر ظہر کی وغیرہ۔

۷۔ جس کی چھ نمازیں مسلسل یا الگ الگ قضا ہو گئیں اس پر سے ترتیب ساقط ہو گئی۔[۲] جب یہ تمام نمازیں قضاء پڑھ لے گا تو پھر صاحب ترتیب ہو جائیگا۔

قضاء عمری اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہیں اور اس کو علم نہیں کہ کس وقت کی نمازیں زیادہ قضا ہوئیں اور کس وقت کی کم تو اسے چاہیئے کہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ اوقات میں جب بھی موقعہ ملے ان نمازوں کو ادا کرے اس کے لئے نوافل وسنن غیر موکدہ کے بجائے ان نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ اسی کو قضائے عمری کہتے ہیں۔ ہر دن کی بیس رکعت نماز ادا کیجائے۔ دو فرضِ فجر، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء اور تین وتر۔

نیت قضاء عمری اس طرح نیت کرنی ضروری ہے۔ نیت کی میں نے پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اسی طرح ہر نماز کے لئے نیت کی جائے۔ ان نمازوں کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم۔ سجدے میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ نیز فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے سورۂ فاتحہ کے تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ کر رکوع کریں وتر کی تینوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھنی ضروری ہے۔ آخری التحیات کی بجائے صرف اللہم صلی علیٰ محمد کہکر سلام پھیر سکتے ہیں اور دعا قنوت کی جگہ صرف ایک مرتبہ رب اغفرلی کہنا کافی ہے۔[۳]

---

[۱] عالمگیری [۲] درمختار، ہدایہ ۱۴۱/۱ [۳] فتاویٰ رضویہ ۶۴۲/۳۔

marfat.com

نماز کا فدیہ اگر کوئی شخص مرجائے[1] اور اس کے ذمے کچھ نمازیں باقی ہوں تو ورثہ کو چاہیئے کہ فی نماز نصف صاع گیہوں کا آٹا یا اس کی قیمت صدقہ کریں، اللہ تعالےٰ سے قبول کی امید ہے۔ فقہا نے اس کا ایک طریقہ یہ لکھا ہے کہ کچھ روپیہ یا آٹا ایک فقیر کو دیدیں وہ مالک بن جانے کے بعد دینے والے کو ہبہ کردے۔ اسی طرح کرتے رہیں حتیٰ کہ تمام فدیہ ادا ہو جائے۔ اللہ کی رحمت مغفرت کا بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اگر چند مسلمان مل کر اپنے بھائی کی مغفرت کی امید پر ایسا کریں تو وہ خود بھی اجر کے مستحق ہوں گے اور مسلمان بھائی کی مغفرت بھی ہو سکتی ہے۔ اس کو حیلۂ اسقاط کہتے ہیں۔[2]

سجدۂ سہو کے مسائل

۱۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے، یا واجب میں تاخیر، یا رکن میں تقدیم یا تاخیر، یا تکرار، یا واجب میں تبدیلی ہو جائے تو ان سب صورتوں میں، آخری تشہد کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر جو[3] دو سجدے کئے جاتے ہیں ان کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

۲۔ اگر قصداً کسی واجب کو ترک کیا، یا سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا تو دونوں صورتوں میں نماز کا دہرانا واجب ہے۔[4]

۳۔ فرض چھوٹ جانے سے نماز ختم ہو جائے گی۔ اور سنتوں کے ترک سے سجدہ سہو نہیں[5]

رضویہ ۳/۶۴۷ [1] مصنف [2] درمختار۔ ترمذی [3] درمختار وغیرہ [4] غنیہ۔ [5]

۴ - سجدۂ سہو کے بعد التحیات پڑھنا واجب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو سے پہلے اور بعد کے دونوں قعدوں میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھیں[۱]

۵ - اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں[۲]

۶ - فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی بھی رکعت میں سورہ فاتحہ کی کوئی آیت رہ گئی، یا سورۃ سے پہلے دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی یا سورۃ ملانا بھول گیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے[۳]

۷ - سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور کسی دوسری سورۃ کی ایک آیت پڑھ لی پھر یاد آیا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دوسری سورۃ پڑھ لینی چاہیئے۔ اگر رکوع میں بھی یاد آجائے تو کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھیں اور سجدۂ سہو کریں[۴] اور رکوع دوبارہ کریں۔

۸ - سجدہ تلاوت کرنا بھول جائیں تو سجدہ سہو کریں[۵]

۹ - فرض میں قعدہ اولیٰ اگر رہ جائے تو جب تک سیدھے نہ کھڑے ہوں واپس لوٹ آئیں اور قعدہ کرلیں اور اگر سیدھے کھڑے ہو جائیں تو اس سے نہ لوٹیں اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا[۶]

۱۰ - قعدہ اخیرہ بھول جائیں تو جب تک سجدہ نہ کریں واپس لوٹ آئیں۔

---

[۱] عالمگیری۔ ترمذی [۲] درمختار وغیرہ [۳] عالمگیری [۴] عالمگیری۔
[۵] غنیہ۔ [۶] بخاری ۱/۱۶۳۔

اور سجدہ سہو حسب قاعدہ کرلیں۔ اور اگر سجدہ کرلیا تو یہ فرض نفل میں تبدیل ہو جائے گا۔ لہٰذا مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں ایک رکعت اور ملائیں تاکہ طاق رکعت نہ رہے[1]

۱۱۔ اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ میں بیٹھ کر کھڑے ہو گئے تو جب تک سجدہ نہ کریں واپس آجائیں اور سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دیں، اگر امام کے ساتھ ہوں تو اس کو لقمہ دیں۔ اگر امام واپس نہ لوٹے تو تشہد کے بعد سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملا کر سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دے[2]

۱۲۔ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر اتنا کہہ لیا جائے اللھم صلی علی محمد تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ کیونکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوئی[3]

۱۳۔ اگر کسی رکعت میں تشہد کا کچھ حصہ رہ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے[4]

۱۴۔ قنوت یا تکبیر قنوت بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔[5]

۱۵۔ عیدین کی تمام تکبیریں یا بعض بھول جانے یا بے محل تکبیریں کہنے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[6]

۱۶۔ جمعہ اور عیدین میں اگر سہو ہو گیا اور مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کریں۔[7] اسکی وجہ ظاہر ہے کہ لوگوں میں نظم و ضبط باقی نہ

---

[1] ردالمحتار [2] درمختار [3] ردالمحتار [4] ردالمحتار [5] عالمگیری [6] عالمگیری [7] ردالمحتار۔

marfat.com

رہے گا۔ اسی طرح اگر دوسرے اوقات میں بھی جمعہ اور عیدین کا سا مسئلہ ہو جائے تو سجدۂ سہو نہ کرنا چاہیئے[1]

۱۷۔ جہری نماز میں امام نے آہستہ پڑھا یا سری میں آواز بلند تو سجدۂ سہو واجب ہے[2]

۱۸۔ منفرد نے سری میں جہر کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور جہر میں آہستہ پڑھا تو نہیں[3]

۱۹۔ قرأت وغیرہ میں کسی موقع پر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں وقفہ ہوا تو سجدۂ سہو واجب ہے[4]

۲۰۔ مقتدی سے کوئی سہو واقع ہو تو اس پر نہ سجدہ سہو ہے اور نہ نماز کا اعادہ کرنا ہے[5]

۲۱۔ نماز کی رکعات میں شک ہوا تو گمان غالب جس طرف ہو اس پر عمل کریں اور اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں ورنہ کم کو معتبر جانیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔ ایسی صورت میں تیسری اور چوتھی دونوں رکعتوں پر قعدہ کریں[6]

حالتِ مرض میں نماز

نماز کتنی اہم عبادت ہے اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ سخت ترین امراض میں بھی نماز کو معاف نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ اسکی ادائیگی کے طریقوں کو حیرت انگیز حد تک آسان کر دیا ہے، معاف نہ کرنا اس لئے ہے کہ مریض کا تعلق اللہ سے منقطع نہ ہونے پائے۔ بلکہ حالت مرض میں تو اس

---

[1] مصنف [2] غنیہ [3] در مختار [4] رد المحتار [5] عالمگیری۔

شافی مطلق اور طبیب حقیقی سے لو لگانے کی کہیں زائد ضرورت ہے۔ اور آسان اس لئے ہے کہ ہمارا دین آسان ہے۔ چند مسائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مرض کی وجہ سے کھڑے ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیں۔ اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکیں تو لیٹ کر پڑھ لیں۔ بیٹھنے میں کسی خاص حالت پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جیسے بھی بن پڑے خواہ دیوار سے ٹیک لگا کر ہی ہو[۱]

۲۔ اگر رکوع وسجود نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے کرے۔ اشارہ سے مراد یہ ہے کہ رکوع کے لئے کم سر جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ۔[۲] میز کرسی پر بیٹھ کر اس صورت میں نماز ادا کر سکتا ہے، رکوع کے لئے تھوڑا سا جھک جائے اور سجدہ میز پر کرلے۔ مگر یہ درست نہیں کہ بغیر سر جھکائے کوئی دوسرا شخص کوئی تختہ وغیرہ اٹھا کر اس کے ماتھے سے لگا دے[۳]

۳۔ اگر پیشانی پر زخم ہے تو اشارہ سے سجدہ کافی نہیں ہے بلکہ ناک پر سجدہ کرنا ضروری ہے[۴]

۴۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیر قبلہ کی طرف نہ کریں بلکہ گھٹنے کھڑے کرلیں اور تکیہ رکھ کر سر قدرے اونچا کرلیں تاکہ منہ قبلے کی طرف ہو جائے۔ کروٹ پر نماز پڑھ سکتے ہیں[۵]

۵۔ جب اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکے تو نماز معاف ہے۔ اگر چھ نمازوں کا وقت مسلسل اسی حالت میں گزرا تو ان نمازوں کی قضا صحت

---

[۱] درمختار [۲] عالمگیری [۳] مصنف [۴] عالمگیری [۵] درمختار۔

marfat.com

لازم نہیں[1]

۶۔ اگر زبان بند ہو گئی تو دل ہی میں نماز پڑھیں اور ارکان نماز حسب معمول بجا لائیں[2]

۷۔ اگر کوئی شخص بے ہوش ہو گیا یا دیوانہ ہو گیا اور چھ نمازوں کا وقت گزر گیا تو صحت کے بعد نمازوں کی قضا نہیں[3] معمولی نزلہ زکام کو بہانہ بنا کر نماز کو چھوڑنا اور وقت کی فضیلت سے محروم رہنا سخت گناہ کی بات ہے ہمیں اپنی اس کوتاہی پر توجہ دینی چاہیئے۔

سجدۂ تلاوت کے احکام

قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں جنھیں تلاوت کرنے کے فوراً بعد حضور اکرم[4] صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سجدہ میں چلے گئے تھے۔ لہٰذا ایسی آیات پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ پورے قرآن میں ایسے چودہ مقامات ہیں۔ قرآن کریم میں حاشیہ پر پڑھنے والوں کے لئے سجدوں کے نشانات موجود ہیں۔ اب سجدۂ تلاوت کے چند احکام ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اگر امام نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو اس کو فوراً سجدہ میں چلے جانا چاہیئے۔ اور مقتدیوں کو بھی۔

۲۔ منفرد بھی اگر آیت سجدہ تلاوت کرے تو فوراً سجدہ کر لینا چاہیئے۔

۳۔ اگر نماز سے خارج قرآن کی تلاوت کی تو فوراً سجدہ کرنا چاہیئے۔ تاخیر

---

[1] درمختار [2] درمختار [3] درمختار [4] بخاری۔

مکروہ تنزیہی ہے۔

۴۔ سجدہ کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے۔ سجدے کے بعد تشہد اور سلام نہیں۔

۵۔ آیت سجدہ اگر نماز میں پڑھی تو نماز کے باہر سجدہ نہیں ہو سکتا نماز ہی میں ہوگا۔

۶۔ آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولیت کے باعث نہ سن سکا تو سجدہ واجب نہیں[۱]۔ آجکل لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینہ ہوتا ہے جسکی آواز دور دور جاتی ہے۔ اس کا بھی[۲] یہی حکم ہے۔

۷۔ آیات سجدہ کی خاصیت بتائی گئی ہے کہ اگر ان سب کو پڑھ لیا جائے اور سجدہ کر لیا جائے خواہ ہر ایک کا سجدہ اس کے ساتھ یا آخر میں تو جس مقصد کے لئے پڑھی جائیں گی وہ پورا ہوگا[۳]۔

۸۔ سجدۂ تلاوت پڑھنے والے پر اس وقت واجب ہوگا جبکہ وہ بقصد تلاوت پڑھے۔ اسی طرح سننے والے کا حال ہے۔ اگر تقریر میں۔ یا دورانِ تدریس آیت سجدہ آگئی تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا[۴]۔

حالت سفر میں نماز

سفر کی حالت چونکہ عام طور پر مصروفیت، عجلت اور گھبراہٹ کی ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے حالت سفر میں نماز ہلکی رکھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے "جب تم سفر کی حالت میں ہو اور کافروں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نمازوں

---

[۱] ردالمحتار [۲] مصنف [۳] غنیہ [۴] بخاری ۱۴۶/۱۔

marfat.com

کے قصر کر لینے میں تمپر کوئی گناہ نہیں[1]۔" حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ نماز قصر کا حکم تو حالت خوف میں تھا۔ اب خوف کی حالت باقی نہ رہی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ اسکو تم قبول کر و[2]۔ اسی لفظ سے فقہا نے یہ استدلال قائم کیا ہے کہ حالت سفر میں پوری نماز ادا کرنا گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ کے صدقہ کا رد کرنا ہے۔

مسافت سفر | تین منزل[3] تک سفر کے ارادے سے نکلنے والا مسافر ہے جب وہ اپنی بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے یا آج کل

---

[1] بخاری ۱/۱۴۶ [2] مسلم [3] ردالمحتار صـ۵۲۹ میں ہے کہ اگر کسی ولی نے سفر شرعی کی مقدار کو کرامت کے طور پر بہت ہی کم مدت میں طے کر لیا تو وہ نماز قصر نہیں کرے گا کیونکہ علت قصر، مشقت ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔ یہ بات اب سے کچھ پہلے عجیب سی معلوم ہوتی تھی مگر اب جبکہ ہوائی جہاز اور دوسری سواریاں نکل آئی ہیں اس پر غور و خوض ضروری ہو گیا ہے کہ آیا ہوائی جہاز کے مسافر کے لئے بھی سفر شرعی کی مقدار وہی رہے گی جو اونٹ کے سوار کیلئے ہے یا نہیں؟ ریل اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار سواریوں کے اس دور میں بجا طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا جو شخص آدھ گھنٹے میں سیکڑوں میل کا سفر طے کرے وہ بھی شرعاً مسافر ہے۔ نماز قصر کرے، روزہ قضا کرے اور اگر عورت ہے تو بلا محرم سفر نہ کرے۔ اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ جی ہاں وہ شخص مسافر ہے اور اس پر مسافر کے شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں۔ مگر کتب فقہ کے متون میں یہ عبارت موجود ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

میونسپل حدود سے باہر، تو نماز قصر کرے گا۔[1] ایک منزل ۱۸ میل کی ہوتی ہے تو تین منزلیں ۵۴ میل کی ہوئیں۔

جبکہ ایک میل 1.6093488 کیلومیٹر کے مساوی ہے۔ اس طرح ۵۴، انگریزی میل 86.904835 کیلومیٹر کے مساوی ہوئے۔

(حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ)

"میسرة ثلاثة ایام ولیالیها ولا اعتبار بالفراسخ علی المذهب" (تنویر $\frac{۵۲۹}{۱}$)

حلیۃ اور ہدایہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

پھر فتح القدیر میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسافت سفر کو بطریق کرامت بہت کم مدت میں طے کرے تو وہ قصر نہیں کرے گا، اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے۔

"بانتفاء مظنة المشقة وهی العلة فی القصر"

یعنی اس لئے کہ اس نے سفر کی تکالیف برداشت نہیں کیں جو قصر کی علت ہے۔

(ردالمحتار $\frac{۵۲۹}{۱}$)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی تین دن کے سفر سے کم میں ہو تو اس پر مسافر شرعی کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ اور اس صورت نہ قرآن کی کسی نص کی خلاف ورزی ہوگی اور نہ کسی حدیث کی۔ بلکہ فقہ حنفی سے بھی انحراف نہ ہوگا۔ البتہ بعض فقہا کی رائے سے انحراف ہوگا۔ جس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ چند سطور میں نے صرف اس نیت سے لکھی ہیں کہ علماء مزید اس مسئلہ پر توجہ دیں۔

[1] ردالمحتار [2] فتاویٰ رضویہ ۳/ ۶۸۰

marfat.com

سفر کے چند مسائل

۱۔ ایک جگہ پہنچنے کے کئی راستے ہیں۔ تو جس راستے سے سفر ہو گا اسی کا اعتبار ہو گا۔[۱]

۲۔ مسافر اس وقت ہو گا جب بستی سے باہر ہو جائے۔[۲] آج کل شہروں کی حدود مقرر ہیں۔ ان حدود کا اعتبار ہو گا۔ اور دیہاتوں وغیرہ میں جہاں یہ حدود نہ ہوں تو آبادی کے اختتام پر قصر نماز کی جاسکتی ہے۔

۳۔ تین منزلوں کا سفر مسلسل ہونا مسافر ہونے کے لئے شرط ہے اگر مذکورہ مسافت سفر گذرنے سے پہلے کہیں قیام کیا جیسے سیاح کرتے ہیں تو اگرچہ ساری دنیا میں گھوم لیں مسافر نہیں۔[۳] یعنی پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی صورت میں یہ مسئلہ ہے۔

۴۔ چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔ حالت سفر میں پوری چار رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے۔[۴]

۵۔ سنتوں میں قصر نہیں پوری پڑھیں۔ لیکن سنتیں حالت سفر میں نفل کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں نہ پڑھنے کی صورت میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ جو شخص کسی جگہ پندرہ دن سے کم قیام کا ارادہ کرے وہ مسافر ہے اور پندرہ دن سے زائد قیام کا ارادہ ہو تو مقیم ہے اور اگر ارادہ ۱۵ دن سے کم کا تھا مگر کسی وجہ سے مزید قیام کرنا پڑا تو مسافر ہی شمار ہو گا خواہ کتنے ہی عرصہ قیام کیوں نہ کرنا پڑے۔ بشرطیکہ ہر مرتبہ پندرہ دن سے کم کا ارادہ ہو۔[۵]

۷۔ مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے۔ جب امام سلام پھیرے تو مقیم کو اپنی باقی ماندہ دو رکعتیں پوری کر لینی چاہئیں۔ مگر اپنی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے، سورۂ فاتحہ کی مقدار میں چپ چاپ کھڑا رہے۔[۶] امام کو

۱؎ عالمگیری ۲؎ مصنف ۳؎ ہدایہ ۴؎ عالمگیری ۵؎ درمختار ۶؎ درمختار

پہلے اور بعد میں لوگوں کو بتادینا چاہیئے کہ میں مسافر ہوں

۸۔ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے تو پوری چار پڑھے۔

وطن اصلی وطن وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا یا اس کے اہل وعیال وہاں رہتے ہوں یا اس نے وہاں مستقل رہنے کا ارادہ کرلیا ہو۔ دوسرے وطن اصلی سے پہلا وطن اصلی باطل ہوجاتا ہے، مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں ملازمت اختیار کرلی اور وہیں اہل وعیال کو بسالیا تو اب اس کا پہلا وطن ختم ہوگیا وہاں جائیگا تو مسافروں والے احکام جاری ہوں گے۔ لیکن اگر پہلے وطن میں اس کا مکان یا غیر منقولہ جائیداد ہے تو وہ بھی وطن اصلی رہے گا اور دونوں جگہ پر نمازیں پوری پڑھیگا۔[۱]

وطن اقامت جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا ہو۔[۱]

۹۔ ایک شخص کی دو بیویاں دو شہروں میں رہتی ہوں وہ شخص ان میں سے جس شہر میں ہوگا مقیم ہوگا۔[۱]

۱۰۔ ایک وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کردیتا ہے۔[۱]

۱۱۔ جب لڑکی شادی کے بعد سسرال چلی جائے یا اپنے شوہر کے گھر آجائے تو میکہ وطن نہ رہا۔

نماز جمعہ

نماز پنجگانہ محلے کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہے اور ہفتہ میں ایک دن مختلف محلوں کے افراد کو یکجا کرنے کا ذریعہ نماز جمعہ ہے جو عام طور پر علاقہ کی بڑی مساجد میں ادا کی جاتی ہے۔ جمعہ سے قبل لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرانے کا ذریعہ وعظ و نصیحت رکھا گیا ہے۔ خطبہ جمعہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ دوران خطبہ گفتگو

۱؎ عالمگیریہ (۱۴۳/۱) ۲؎ ردمختار ۳؎ سورۃ جمعہ

اور نفل نماز تک منع ہے۔ وہ ممالک جہاں عربی نہیں بولی جاتی ہے۔ وہاں خطیب خطبہ جمعہ (جس کا عربی میں ہونا مسنون ہے) سے قبل حاضرین کی زبان میں وعظ و تقریر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے عام کرنے میں جمعہ کی تقریر کا بہت بڑا دخل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر جمعہ تقریر شروع ہونے سے پہلے ہی مسجد میں آئیں تاکہ علم دین حاصل کرنے کا یہ زرین موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

نماز جمعہ کے سلسلے میں جو احکام ہیں ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام طہارت اور پاکیزگی کا دین ہے نہ ظاہری یا باطنی کسی قسم کی نجاست کا متحمل نہیں۔

قرآن کریم میں بطور خاص نماز جمعہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

> "جب نماز جمعہ کے لئے بلایا جائے تو یاد الٰہی کا اہتمام کرو اور تجارت بند کردو، اگر تم جانو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے [1]

جمعہ کے دن کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بہتر دن جس میں آفتاب نکلا جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اسی میں جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں ان کو جنت سے اترنے کا حکم ہوا۔ اور قیامت بھی جمعہ کو ہی آئے گی [2]

مقبولیت کی گھڑی

جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک درمیانی وقفہ ایسا ہے کہ اس میں دعا رد نہیں ہوتی [3] ایک

---

[1] سورہ جمعہ [2] مسلم – ابوداؤد – ترمذی [3] ترمذی – موطا مالک –

روایت میں یہ مبارک وقت امام کے خطبہ کے لئے منبر پر آنے سے ختم نماز تک ہے[۱]

جمعہ کے دن مرنے والا جو مسلمان جمعہ کے دن یارات میں انتقال کر جائے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور شہیدوں کے زمرے میں ہوگا[۲]

نماز ترک کرنے پر وعید ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا[۳] ایک روایت میں ہے وہ منافق ہو جائے گا[۴]

غسل جمعہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے تیل لگائے اور اگر خوشبو میسر ہو تو وہ استعمال کرے پھر امام کا خطبہ خاموشی سے سنے اور نماز جمعہ ادا کرے تو دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے[۵] جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے۔ ورنہ وضو بھی کافی ہے[۶]

نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت جمعہ کی پہلی اذان سنتے ہی مسجد میں آجانا چاہیئے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر پہلے آنے والوں کا اندراج اپنے نورانی صحیفوں میں کرتے ہیں، جب امام خطبہ کے لئے آجاتا ہے تو یہ صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں[۷] کیونکہ فرشتے بھی ذکر سننے میں مصروف

---

[۱] مسلم [۲] ترمذی [۳] ابوداؤد [۴] طبرانی [۵] بخاری ۱/۱۲۴ [۶] ترمذی۔ ابوداؤد [۷] بخاری

marfat.com

ہو جاتے ہیں۔

گردن پھلانگنے کی ممانعت نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو جہاں جگہ ملے کھڑے ہو جائیں[1]

خطبے کے وقت کلام کی ممانعت جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔ تو گفتگو نہ کریں[2] بلکہ اگر کوئی بات کر رہا ہو تو اس کو بھی اشارے سے منع کریں، سلام کا جواب نہ دیں درود کی آیت اگر امام پڑھے تو مقتدی باآواز بلند درود نہ پڑھیں، بلکہ آہستہ پڑھیں[3] سنتیں بھی نہ پڑھیں دعا بھی دل میں مانگیں۔ البتہ خطیب دعا مانگ سکتا ہے جس شخص تک خطبہ کی آواز نہ پہنچی ہو وہ بھی خاموش رہے، پہلا خطبہ دوزانو بیٹھ کر ہاتھ باندھ کر سنیں اور دوسرے میں تشہد کی طرح بیٹھیں۔

جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے؟

ہر چھوٹی موٹی جگہ نماز جمعہ نہیں ہو سکتی۔ فقہا نے اس کے لئے چند شرائط رکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی شرط ۱۔ شہر ہو یا اس کی چھاؤنی، یہاں شہر سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں بازار ہوں، تھانہ کچہری وغیرہ اجتماعی مفادات کے ادارے قائم ہوں، یہ تعریف، شہر، قصبہ، تحصیل اور بہت سے دیہاتوں پر بھی صادق آتی ہے[4] دیہاتی لوگوں کو شہر میں آکر جمعہ پڑھ لینا چاہیئے۔

---

[1] ترمذی [2] بخاری [3] غنیہ۔ [4] بحر وخانیہ میں ۱۶۷ جلد ۱

marfat.com

بشرطیکہ وہ ایسا کر سکتے ہوں ۔ یعنی اس پر جمعہ واجب نہیں ۔

ایک ہی شہر کی متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے ۔ مگر محلہ محلہ جمعہ کرنا مستحسن نہیں ۔ کیونکہ اس طرح مسلمانوں کی اجتماعی شان متاثر ہوتی ہے فقہانے متعدد مقامات پر جمعات کا قول اس لئے کیا ہے کہ آجکل لوگ نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہیں اگر دور دراز مقامات پر جمعہ ہو گا تو اکثر لوگ سرے سے نماز جمعہ ہی نہیں پڑھیں گے [1]

نماز جمعہ پہلی شرط

نماز جمعہ فرض عین ہے اس کے وجوب کی شرائط درج ذیل ہیں ۔

۱۔ آزاد ہو ۲۔ مرد ہو ۳۔ مقیم ہو ۴۔ تندرست ہو ۵۔ چل سکتا ہو ۶۔ دیکھ سکتا ہو۔ اگر چلنے سے معذور شخص یا نابینا کو کوئی جمعہ کے لئے لے جانے والا ہو تب بھی ان لوگوں پر جمعہ واجب نہیں [2] البتہ اگر پڑھ لیں [3] تو ادا ہو جائے گا۔ یہی حال مسافر کا ہے ۔

سخت بارش کی وجہ سے اگر جمعہ کو نہ جا سکیں تو معاف ہے ظہر پڑھ لیں [4]

جمعہ کی دوسری شرط

بادشاہ [5] یا بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ حاکم ہو مثلاً امیر، قاضی یا خطیب ۔ اگر کسی ملک پر مسلمانوں کی حکومت نہ ہو تو مسلمان جس کو اپنا خطیب بنا لیں اس کی اقتداء میں جمعہ درست ہو گا [6] یہی صورت مسلمانوں کے ایسے ممالک میں ہو گی جہاں مسلمان حاکم باقاعدہ جمعہ قائم کرنے کا حکم نہیں دیتا ۔ ایسے ممالک میں شہر یا محلے کے

---

[1] مصنف [2] عالمگیری ۱۵۳/۱ [3] کنز [4] فتح القدیر [5] عینی [6] عالمگیری ۱۵۵/۱

لوگ اپنا اپنا خطیب مقرر کرلیں[1]

جمعہ کی تیسری شرط ظہر کے وقت میں ادا کرنا۔

جمعہ کی چوتھی شرط جمعہ سے[2] پہلے خطبہ کا ہونا، اگر بلا خطبہ نماز پڑھی یا خطبہ قبل از وقت پڑھ لیا تو جمعہ ادا نہ ہوگا۔

جمعہ کا خطبہ

جمعہ کے خطبہ میں دو فرض ہیں[3] ۱۔ وقت کا ہونا۔ یعنی زوال کے بعد نماز سے پہلے ہونا ۲۔ اللہ کا ذکر ہونا۔

خطبہ کی پندرہ سنتیں ہیں۔

۱۔ خطیب کا پاک ہونا۔ ۲۔ کھڑے ہونا[4] ۳۔ حاضرین کی طرف منہ کرنا ۴۔ آہستہ سے اعوذ پڑھنا ۵۔ لوگوں کو سنانا ۶۔ اللہ کی حمد سے شروع کرنا ۷۔ اللہ کی ثنا ۸۔ شہادتین ادا کرنا ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ ۱۰۔ پند و نصیحت ۱۱۔ قرأت قرآن ۱۲۔ دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا اور درود کا اعادہ کرنا ۱۳۔ مسلمانوں کے لئے دعا ۱۴۔ خطبہ کا مختصر ہونا ۱۵۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

مستحبات خطبہ[5] ۱۔ خطیب کا منبر پر ہونا ۲۔ باآواز بلند خطبہ دینا ۳۔ دوسرے خطبہ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ سے شروع کرنا چاہیئے۔

---

[1] مصنف [2] عالمگیری ۱۵۵/۱ کافی [3] عالمگیری ۵۶/۱ [4] عالمگیری [5] بخاری ۱۲۵/۱

اور خلفائے راشدین کا ذکر کرنا ۴۔ جو خطیب ہو اسی کو نماز جمعہ پڑھانی چاہئے۔

آداب خطبہ

جب خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو ہر قسم کا کلام نماز اور اذکار کی ممانعت ہے۔ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا۔ سلام اور جواب۔ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی منع ہیں۔ اگر خطیب آیت درود پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے تو سامعین دل میں درود پڑھ سکتے ہیں زبان سے ادا نہ کریں[۱]

بعد میں آنے والوں کو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آنا منع ہے۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں۔

جن لوگوں تک آواز نہ پہنچے انکو بھی خاموش بیٹھنا ضروری ہے۔

خطبہ سننے کے وقت اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں[۲]

کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر خطبہ دینا مکروہ ہے[۳] آجکل بعض حضرات خطبہ جمعہ کے وقت ایک یمنی سے لاٹھی ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ یہ غیر ضروری ہے۔

جمعہ کی پانچویں شرط

کم از کم تین مقتدی ہوں[۴]۔

جمعہ کی چھٹی شرط

اذن عام، یعنی ہر خاص و عام اس جگہ شرکت نماز کر سکتا ہو، بعض فیکٹریوں میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر نماز جمعہ کے وقت فیکٹری کا دروازہ کھولا جائے اور باہر والوں کو بھی نماز میں شرکت کی اجازت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں[۵]

جیل خانہ میں قیدی پر نماز جمعہ نہیں۔ وہاں جمعہ کی جماعت بھی صحیح نہیں[۶]

---

[۱] درمختار [۲] معراج الدرایہ [۳] محیط [۴] تبیین [۵] مصنف [۶] مصنف۔

marfat.com

جمعہ کی اذانیں

ایک اذان جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد دی جائے، دوسری اذان خطیب کے سامنے جب وہ منبر پر بیٹھ جائے دی جائے، فقیر نے جو کچھ کتب فقہ سے سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ دوسری اذان مسجد میں خطیب کے سامنے دی جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، واذا[1] جلس علی المنبر اُذن بین یدیہ۔ اور جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے اذان دی جائے گی۔

پہلی اذان کے بعد بیع و شرار ختم کر کے جمعہ کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے[2]۔

جمعہ کی دو رکعتیں ہیں جنھیں امام جہری قرأت کرے گا۔

خطیب[3] کو خطبہ میں درود شریف پڑھنا چاہیئے مگر ان اللہ وملائکتہ الخ نہ پڑھے کیونکہ اس طرح سامعین با آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ مگر اس کا مفہوم یہ نہیں کہ اس آیت کی پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے بلکہ لوگوں کو مغالطے سے محفوظ رکھنا مقصود ہے اور اگر خطیب نے یہ آیت پڑھ لی تو سامعین دل سے درود پڑھیں۔

خطبار[4] کو جمعہ کے خطبات زبانی یاد کر لینے چاہئیں کیونکہ خطبہ کی کتاب نہ ہونے کی صورت میں سخت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔

خطبہ[5] کو اہل عرب کی تقاریر کے انداز میں پڑھیں کیونکہ یہ تقریر ہے، افسوس کہ ہمارے یہاں عام طور پر خطبات عجیب و غریب لہجوں میں پڑھے جاتے ہیں۔

جمعۃ[6] الوداع کا کوئی خطبہ احادیث صحیحہ میں منقول نہیں اور نہ ہی جمعۃ الوداع کی کوئی شرعی حیثیت ہے۔ البتہ شعبان کے آخری جمعہ کا خطبہ احادیث میں مذکور ہے جو رمضان کے لئے استقبالیہ کلمات پر مشتمل ہے اسے یاد کر لینا چاہیئے اور شعبان کے آخری جمعہ میں پڑھنا چاہیئے۔

---

[1] عالمگیری ۱۵۸ [2] عالمگیری ۱۵۸ [3] مصنف [4] مصنف [5] مصنف [6] مصنف۔

جمعہ کے دن بعض خطیب منبر سے اترنے کے بعد کھڑے رہتے ہیں اور تکبیر کھڑے ہو کر سنتے ہیں اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے، اگرچہ جائز ہے، بہتر ہے کہ سب بیٹھے رہیں اور حی الصلوٰۃ پر اٹھیں[۱]۔

عیدین کا بیان

۱۔ عیدین[۲] کی نماز واجب ہے۔

عیدین کے مستحبات

۱۔ مسواک کرنا ۲۔ اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دھلے ہوئے پہنیں ۳۔ غسل کرنا ۴۔ انگوٹھی پہننا مردوں کو چاندی کی ایک انگوٹھی جو ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا مستحب ہے ۵۔ خوشبو لگانا ۶۔ صبح سویرے اٹھ کر عیدگاہ جانے کی تیاری کرنا ۷۔ نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ۸۔ محلہ کی مسجد میں نماز فجر ادا کرنا ۹۔ پیدل عید گاہ جانا ۱۰۔ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا ۱۱۔ نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوروں یا چھواروں کا کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھالیں، ہمارے[۳] ملک میں سوئیاں پکائی جاتی ہیں ۱۲۔ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے، اگر قربانی کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے، اگر کچھ کھالیا تب بھی حرج نہیں[۴]۔ جیسے ہم لوگ عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ عیدین کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا کرنا سنت[۵] ہے۔ لیکن بڑے شہر میں یا اس جگہ جہاں آبادی زائد ہو ایک سے زائد مقامات پر عیدین کے اجتماعات بھی درست ہیں۔ اور پھر میدان کی بھی شرط نہیں۔ بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماعات صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، اسکی ایک وجہ

---

[۱] مصنف [۲] محیط سرخسی۔ قنیہ۔ کنز [۳] مصنف [۴] تتارخانیہ
[۵] محیط سرخسی۔

یہ بھی ہے کہ اگر کسی ایک میدان میں اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے۔ کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث[1]

۱۴۔ عیدگاہ جاتے وقت تکبیر کہی جائے۔ عیدالاضحیٰ میں آواز بلند اور عیدالفطر میں آہستہ[2]

۱۵۔ جس شخص پر نماز جمعہ واجب ہے اس پر نماز عیدین بھی واجب ہے۔

۱۶۔ عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ یہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔

۱۷۔ اگر خطبہ نماز عید سے پہلے دیا تو کافی ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔ بعد میں اعادہ نہیں کیا جائے گا۔[3]

۱۸۔ بہتر یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز جلد پڑھی جائے اور عید فطر قدرے تاخیر سے پڑھی جائے۔[4]

نماز عیدین کی ترکیب

عیدین کی دو رکعت نماز ہے! امام و مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد سُبحانک اللّٰھم پڑھیں۔ پھر امام ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہے گا۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے جائیں گے۔ پھر امام تعوذ و تسمیہ کے بعد جہر سے قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیا جائے گا۔ پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہے گا مقتدی بھی ایسا ہی کریں گے اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر رکوع کہے گا مقتدی بھی کہیں۔ اور اس طرح نماز مکمل کی جائے گی۔

---

[1] مصنف [2] جوہرہ نیرہ [3] قاضیخان [4] خلاصہ۔

marfat.com

۱۹- ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں سکتہ کیا جائے۔

۲۰- اگر کسی نے امام کو نماز عید کے رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر ادا کرے - اگر یہ امید ہو کہ تکبیرات عید کھڑے ہو کر کہنے کے بعد امام کو رکوع میں پائے گا تو کھڑے ہو کر کہے ورنہ رکوع میں کہہ لے مگر رکوع میں رفع یدین نہ کرے۔ مقتدی کے تکبیرات عید ادا کرنے سے پہلے ہی اگر امام رکوع سے اٹھ جائے تو اس پر سے تکبیرات عید ساقط ہو جائیں گی۔[1]

۲۱- اگر امام کو قومہ میں پایا تو تکبیرات اس وقت نہ کہے۔ بلکہ جب اپنی رکعت علیحدہ ادا کرے تو اس میں تکبیرات کہے۔

۲۲- اگر امام کو تشہد میں پایا تو نماز عید پوری کرے۔[2]

۲۳- اگر امام تکبیرات عید بھول جائے تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے۔

۲۴- اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے نماز عید الفطر نہ ہو سکے تو دوسرے دن پڑھ لیں، تیسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔

۲۵- اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے عید اضحیٰ نہ ہو سکے تو دوسرے اور تیسرے دن پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد نہیں۔[3]

تکبیرات تشریق

(۱) ہر نماز با جماعت کے بعد امام اور مقتدی ایک بار باآواز بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہے۔ ایک مرتبہ یہ تکبیر واجب اور تین مرتبہ مستحب ہے (۲) یہ تکبیرات عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر تک

---

[1] سراج الوہاج [2] ظہیریہ [3] جوہرہ نیرہ۔

کہی جائیں گی۔ ۳-۳-۳ تکبیرات سلام کے فوراً بعد کہی جائیں گی۔ اگر درمیان میں قصداً بات چیت کی تو ساقط ہو جائیں گی۔

مصائب کے وقت نماز

انسان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے تو اس کے رفع کرنے کا بہترین طریقہ اللہ کی طرف رجوع ہے۔ وہی مصیبتوں کو رفع کرنے والا ہے۔ زلزلوں، طوفانوں دشمن کے خوف اور دیگر زمینی و آسمانی مصیبتوں کے مواقع پر نماز پڑھنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بھی کوئی گھبرا دینے والا معاملہ درپیش ہوتا تو آپ نماز پڑھتے تھے[۱] بعض خاص مواقع کے لئے احادیث میں نمازیں منقول ہیں، جنکو ہم بیان کر چکے ھیں۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ ایسے مواقع پر جس قدر نوافل ممکن ہوں پڑھیں اور زائد سے زائد توبہ و استغفار کریں، ایک کلمہ یہ ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَامَلْجَأَ وَلَامَنْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ۔

موت اور اسکے متعلقات کا بیان

اسلام نے زندگی سے موت تک کے تفصیلی احکام بیان کئے ہیں آپ ان احکام کے مطالعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت کو کس طرح ہر مرحلہ پر ملحوظ رکھا ہے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے نہ تو کسی کو مفر ہے اور نہ کوئی اس کا منکر۔ اس

---

[۱] محیط۔ (مشکوٰۃ)

marfat.com

رقت آمیز اور ہیجان خیز موقع پر ہر مذہب و ملت کے لوگ بلکہ وہ لوگ بھی جو مذہب و ملّت کے تصور سے نا آشنا ہیں کچھ نہ کچھ رسوم بجا لاتے ہیں، مگر اسلام نے جو رسوم اس موقع کے لئے مقرر کی ہیں وہ عظمت انسان کی بہترین ترجمان ہیں۔

سکرات کے وقت

(۱) جب انسان قریب المرگ ہو تو اس کو دائیں کروٹ پر لٹا کر قبلہ رخ کر دیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے میں کچھ دقت نہ ہو[۱]

۲۔ مرنے والے کو تلقین کی جائے یعنی اس کے سامنے با آواز بلند اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھیں[۲]۔

۳۔ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین تلاوت کی جائے[۳]

۴۔ مرنے والے کے پاس خوشبو رکھنی چاہیئے[۴]

۵۔ جب مر جائے تو اس کے جبڑے باندھ دیئے جائیں۔ کپڑے کی ایک پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے لے جائیں اور سر پر باندھ دیں اور آنکھیں بند کر دی جائیں[۵] ہاتھ سیدھے کر کے بغلوں کے برابر ملا دیئے جائیں۔

۶۔ پیر سیدھے کر دیئے جائیں اور لاش کو کسی بڑے کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

۷۔ پڑوسیوں اور دوستوں کو اطلاع کی جائے تاکہ وہ نماز جنازہ میں شرکت کر کے اس کا حق ادا کریں[۶]

---

[۱] زاہدی [۲] جوہرہ نیرّہ [۳] شرح منیہ [۴] زاہدی۔
[۵] جوہرۃ نیرّہ [۶] جوہرۃ نیرّہ۔

marfat.com

۸ - جب تک میت کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے [۱] لیکن گھر کے دوسرے حصوں میں یا میت سے ہٹ کر کہیں اور تلاوت کلام پاک میں حرج نہیں [۲]

میت کا غسل

۱ - میت کو غسل دینا واجب ہے [۳] اگرچہ غسل کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو یا مسنون طریقے میں کوئی غلطی واقع ہو جائے تو بھی غسل ہو جائے گا۔[۴]

۲ - میت کو تخت پر لٹا کر لباس اتار دیا جائے اور صرف شرمگاہ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔ پھر استنجا کرایا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور اس سے استنجا کرا دے اگر میت بالغ ہو تو اس کو وضو کرایا جائے۔ ناک میں اور منہ میں پانی نہ ڈالیں۔ البتہ روئی یا کپڑا پانی میں تر کر کے دانت، آنکھوں کے پلک ناک کے نتھنے وغیرہ صاف کر دیں [۵]

۳ - بیری کے پتے پانی میں ابال کر مناسب گرم پانی سے غسل کرائیں۔ اگر بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو سادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے [۶]۔ پرانے لوگ سر کو خطمی وغیرہ سے دھوتے تھے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ صابون [۷] سے نہلائیں جیسے زندگی میں نہاتے ہیں۔

۴ - میت کو بائیں طرف کروٹ دلا کر دائیں حصہ پر پہلے پانی بہائیں۔ پھر دائیں طرف کروٹ دلا کر بائیں طرف کا حصہ دھوئیں۔ پھر میّت کو

---

[۱] تبیین الحقائق [۲] مصنف [۳] نہایہ [۴] بدائع [۵] ہدایہ۔
[۶] ظہیریہ [۷] شرح طحاوی۔

marfat.com

سہارا دے کر بٹھائیں اور پیٹ کو آہستہ سے ملیں۔ اگر کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھو دیا جائے۔ وضو یا غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں پھر تولیہ سے بدن صاف کر دیں۔

۵۔ میت کے جسم سے بال نہ کاٹے جائیں اور نہ ناخن تراشے جائیں۔[۱]

۶۔ ناک، کان، آنکھ وغیرہ پر روئی رکھ دینے میں حرج نہیں۔[۲]

۷۔ اگر میت کا نہلانا کسی وجہ سے مشکل ہو، مثلاً جسم پھٹ چکا ہے تو صرف پانی بہا دینا کافی ہوگا۔[۳]

۸۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور پھر مر جائے تو اسے غسل، کفن اور دفن سب کچھ کیا جائے گا اور اگر زندہ پیدا نہ ہو تو غسل دیکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

۹۔ میت کے تخت کو طاق مرتبہ دھونی دے لینا مستحب ہے۔[۴]

۱۰۔ کوئی شخص اگر مردہ حالت میں ہے اور معلوم نہیں کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر کوئی علامت مسلمانوں کی پائی یا مسلمانوں کے علاقے میں ہو تو اس کی تجہیز و تکفین اسلامی طریقہ کے مطابق ہوگی ورنہ نہیں۔[۵]

۱۱۔ اگر پانی کے جہاز وغیرہ میں کوئی شخص مر جائے تو اس کو غسل و کفن دیا جائے نماز پڑھی جائے اور پھر کوئی بھاری چیز ڈال کر سمندر میں ڈال دیں۔[۶]

۱۲۔ غسل دینے والا پاک ہو۔[۷] اگر جنب[۸] یا حائض ہے تو کراہت ہوگی۔ بے وضو میں کراہت بھی نہیں۔

۱؎ محیط سرخسی ۲؎ تبیین ۳؎ تتارخانیہ ۴؎ عینی شرح کنز ۵؎ معراج الدرایہ
۶؎ قاضی خان ۷؎ معراج ۸؎ قنیہ۔

marfat.com

۱۳- میت کا قریبی رشتہ دار غسل دے۔ اگر وہ اچھی طرح غسل نہ دے پھر کوئی پرہیز گار شخص غسل دے[1]

۱۴- غسل دینے والا اگر میت میں کسی خرابی کو دیکھے تو لوگوں سے بیان نہ کرے اور اگر اچھی علامت دیکھے تو بیان کرے[2]

۱۵- غسل کے وقت بھی آس پاس خوشبو اور دھونی دیں، بلکہ جس گھر میں میت ہو وہاں زائد سے زائد خوشبوئیں استعمال کی جائیں تاکہ اگر میت میں بدبو ہو تو ناظرین اس کو محسوس[3] نہ کریں۔

۱۶- بہتر یہی ہے کہ میت کو مفت غسل دیا جائے، لیکن اجرت کا لینا بھی جائز ہے۔ بالخصوص اس دور میں جبکہ کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار تک کو غسل دینے کے لئے تیار نہیں تو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ بعض لوگ اس نیک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں، اور بہتر تو یہ ہے کہ حکومت وقت ان لوگوں کی معاشی کفالت کرے ورنہ عوام انکی خدمت کریں۔ ایسے حضرات کو بری نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ کوئی برا کام نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ خدمت خلق کر رہے ہیں[4]

۱۷- مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورت غسل دے، عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، اور شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا[5]

۱۸- عورت کا محرم اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ مگر اجنبی ہاتھ پر کپڑا باندھ کر چھو سکتا ہے۔ یہی حال شوہر کا ہے۔ اجنبی کو عورت کے چہرہ اور جسم پر نگاہ کرنا جائز نہیں مگر شوہر دیکھ سکتا ہے[6]

---

[1] زاہدی [2] جوہرہ نیرہ [3] مصنف [4] مصنف [5] السراج الوہاج [6] قاضیخان

marfat.com

۱۹- اگر مرد مر جائے اور اسکو نہلانے کے لئے مرد میسر نہ ہو تو اسکی عورت تیمم کرا دے اور اگر یہی صورت عورت کے ساتھ ہو تو اس کو بھی کوئی مرد ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے[۱]۔ تیمم کا طریقہ وہی ہے جو زندہ شخص کے لئے ہے[۲] اگر پاک پانی میسر نہ ہو تب بھی تیمم کرا دیا جائے۔ اس صورت میں اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی پھر کچھ دیر بعد پانی مل گیا تو میت کو غسل دے کر دوبارہ[۳] نماز جنازہ ادا کی جائے۔

کفن کا بیان

۱- مردہ کو کفن دینا فرض کفایہ ہے[۴]

۲- ایک چادر جو سر تا بقدم ہو۔ پھر اس پر ایک اور ایسی ہی، اور قمیص گردن سے قدم تک، یہ تین کپڑے دینا سنت ہے۔ ورنہ دو یعنی ازار اور لفافہ، ورنہ جو بھی میسر ہو[۵]

۳- قمیص سے مراد یہ ہے کہ ایک لمبی چادر میں درمیان میں سر ڈالنے کے لئے سوراخ کر لیا جائے[۶]

۴- متاخرین نے میت کے عالم ہونے کی صورت میں عمامہ کو بھی مستحسن قرار دیا ہے۔ مگر عمامہ کا شملہ مردے کے منہ پر ڈالا جائے۔ زندہ کی طرح پشت پر نہ لٹکایا جائے[۷]

۵- عورت کے کفن میں یہ چیزیں سنت ہیں، کرتہ، ازار، دوپٹہ، لفافہ، اور ایک چھوٹا کپڑا جو سینہ باندھنے کے لئے ہو[۸] یہ کپڑا سینے سے ناف تک چوڑا ہونا چاہیئے[۹]

---

[۱] معراج الدرایہ [۲] مصنف [۳] قاضیخان [۴] فتح القدیر [۵] ہدایہ [۶] کافی [۷] جوہرہ نیرہ [۸] کنز [۹] عینی شرح کنز۔

marfat.com

۶۔ عورتوں کے کفن میں ریشمی کپڑے اور رنگین کپڑے کا استعمال جائز ہے مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ سب سے بہتر کفن سفید ہے[۱] کفن کے کپڑوں کو بھی دھونی دینی چاہیئے۔ عطر وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

۷۔ جو کپڑے زندگی میں پہننا مباح ہیں وہی موت کے بعد مباح ہیں[۲]

۸۔ نیا اور پرانا کپڑا کفن میں یکساں حیثیت رکھتا ہے[۳]

۹۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کے لئے پہلے لفافہ بچھائیں۔ پھر اس پر ازار، پھر میت کو ازار پر رکھ کر قمیص پہنائیں، میت کے سر اور تمام جسم پر کافور (حنوط) مل دیں[۴]۔ یا کوئی اور خوشبو لگا دیں۔ مردوں کے لئے زعفران استعمال نہ کریں۔

۱۰۔ عورت کو کفن اس طرح پہنائیں کہ پہلے لفافہ، پھر ازار بچھا کر عورت کو اس پر لٹائیں پھر کرتہ پہنائیں اور بالوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے سینہ پر ڈال دیں پھر دوپٹہ اڑھائیں پھر پوری طرح کفن میں لپیٹ دیں پھر سینہ بندان تمام کپڑوں کے اوپر باندھ دیا جائے[۵]

جنازہ اٹھانے کا بیان

۱۔ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور چارپائی کے چاروں پایوں کو ایک شخص تھامے، ہر دس قدم بعد پایہ بدل لیں، پایہ بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سرہانہ کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھیں پھر پائنتی کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھیں پھر سرہانے کا بایاں پایہ اپنے بائیں کاندھے پر پھر پائنتی کا بایاں پایہ بائیں کاندھے پر[۶]

۲۔ چھوٹے بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا جا سکتا ہے، تھوڑی دور پر لوگ

---

[۱] نہایہ [۲] شرح طحاوی [۳] جوہرہ منیرہ [۴] محیط [۵] محیط [۶] تبیین۔

بدلتے رہیں[1]

۳۔ جنازہ کو تیزی سے لے کر چلیں مگر دوڑنا نہیں چاہیئے[2]

۴۔ جنازہ کے پیچھے چلنا نوافل سے افضل ہے[3]

۵۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا چاہیئے[4]

۶۔ جنازہ لے جاتے وقت خاموشی سے چلیں۔ قرآن، کلمہ درود وغیرہ آہستہ پڑھتے چلیں[6]

۷۔ اگر قبرستان دور ہو تو کسی گاڑی میں جنازہ لے جایا جاسکتا ہے[6]

نماز جنازہ

۱۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی جب بعض مسلمانوں نے پڑھ لی تو تمام پر سے یہ ذمہ داری پوری ہو گئی[7]

۲۔ نماز جنازہ کی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے، اور غسل ہے، بشرطیکہ غسل ممکن ہو،

۳۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ البتہ ڈاکوؤں اور حاکم برحق کے خلاف مرنے والوں کی نہ پڑھی جائے[8] اور جو شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کو قتل کردے اسکی نماز بھی اسکی اہانت کے پیش نظر نہ پڑھی جائے[9]

۴۔ ابو حنیفہ اور محمدؒ کے نزدیک خودکشی کرنے والے کی نماز پڑھی جائے گی[10]

۵۔ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل کیا جائے، جیسے قصاص وغیرہ۔ اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو عام مسلمان کی میت سے ہوتا ہے[11]

---

[1] بحر الرائق [2] تبیین [3] عالمگیری [4] عالمگیری۔
[5] عالمگیری [6] مصنف [7] تتارخانیہ [8] بدائع
[9] تبیین [10] تبیین [11] عالمگیری۔

marfat.com

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے

۱- نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق بادشاہ وقت کو ہے پھر قاضی کو پھر محلہ کے امام کو پھر ولی کو[1] ولی میں پہلا حق باپ کا ہے، پھر بیٹے کا۔ ہاں اگر ولی دوسرے شخص کو اجازت دے دے تو جائز ہے۔ جیسے آج کل ائمہ مسجد نماز پڑھاتے ہیں، البتہ امام صاحب کو ولی میت سے اجازت لے لینی چاہیئے[2]

۲- اگر مرنے والا کسی خاص شخص کے بارے میں وصیت کر جائے کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے[3] البتہ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ شخص میت کے ولی سے اجازت لے لے اور نماز پڑھا دے تاکہ میت کی خواہش بھی پوری ہو جائے اور ولی کا حق بھی باطل نہ ہو[4]

۳- اگر عورت مر جائے تو شوہر اس کا ولی نہیں ہے کیونکہ رشتۂ نکاح منقطع ہو چکا ہے۔ البتہ اجنبی لوگوں کی بہ نسبت یہ زیادہ حقدار ہے کہ جنازہ پڑھائے[5]

۴- اگر شوہر اور بیٹا دونوں ہیں تو بیٹا ولی ہے۔ مگر یہ مکروہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں بیٹا نماز پڑھائے۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ اپنے باپ کو آگے بڑھا دے[6]

۵- جب تک ولی نماز نہ پڑھے تو جتنی مرتبہ بھی میت پر نماز پڑھی جائے جائز ہے۔ مگر ولی کے پڑھ لینے کے بعد پھر کسی کے لئے جائز نہیں کہ میت پر نماز پڑھے[7] اگر میت کوئی محترم شخصیت ہے جس پر کئی مرتبہ نماز کا امکان ہے یا وطن سے دور کہیں انتقال ہو گیا تو وہاں دوست احباب نماز پڑھ لیں

---

۱ فتح القدیر ۲ مصنف ۳ عالمگیری ۴ مصنف ۵ عالمگیری ۶ بدائع ۷ عالمگیری۔

marfat.com

اور ولی آخر میں نماز ادا کرے[1]

۶ - تمام وہ شرائط جو دوسری نمازوں کے لئے ہیں وہی نماز جنازہ کیلئے ہیں[2]

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کی نیت میں نیت کرتا ہوں اس فرض کی ادائیگی کی۔ میرا منہ کعبہ کی طرف ہے، اس امام کی اقتداء میں، صرف دل سے ارادہ کر لینا بھی کافی ہے[3]

۱ - جنازہ امام کے سامنے ہو جیسا کہ معمول ہے میت کسی سواری پر یا بلند جگہ پر نہ رکھی ہو[4]

۲ - نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں[5] مرد ہو یا عورت امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔

۳ - بہتر یہ ہے کہ تین صفیں بنالی جائیں۔ اگر کل سات اشخاص ہیں تو ایک امام ہو جائے تین پہلی صف میں دو دوسری میں اور ایک پیچھے[6]

۴ - نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں[7]، اگر ایک بھی چھوڑ دی تو نماز جنازہ نہ ہوگی[8]۔

۵ - ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہیں۔ پھر ہاتھ باندھ کر امام اور مقتدی یہ پڑھیں:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

(ترجمہ) اے اللہ تو بے عیب ہے اور تیری حمد، تیرا نام بابرکت اور تیرا بخت بلند ہے اور تیری ثنا عظیم ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

---

[1] مصنف [2] بدائع [3] عالمگیری [4] مصنف [5] عالمگیری [6] تتارخانیہ [7] نجاشی کی نماز جنازہ میں آپ نے چار ہی تکبیریں کہیں بخاری ۱/۱۶۷ و بخاری ۱/۱۷۸، [8] عالمگیری۔

پھر دوسری تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے جیسے تشہد میں پڑھتے ہیں۔ پھر تیسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہی جائے اور میت کے لئے دعا مانگی جائے۔ احادیث شریفہ میں مختلف دعائیں مذکور ہیں کوئی بھی مانگی جاسکتی ہے۔ اگر ان ادعیہ میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو مانگ لے۔ ایک دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اے اللہ تو ہمارے زندوں، مردوں حاضر و غائب، چھوٹوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ تو ہم میں سے جس کو زندگی دے اسلام پر دے اور جسکو وفات دے ایمان پر دے۔

بچہ کے لئے دعا

اگر میت بچہ ہو تو مذکورہ دعا کے بعد اتنا اور اضافہ کریں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّ اَجْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

اے اللہ تو اس کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے ذخیرہ اور اجر بنا دے۔ اے اللہ! تو اسکو ہمارا شفیع بنا دے اور اسکی شفاعت قبول فرما۔

پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

- اگر کوئی شخص اس وقت نماز میں شامل ہوا جبکہ امام بعض تکبیرات کہہ چکا تھا تو جو تکبیرات اسکو امام کے ساتھ ملیں وہ کہہ لے اور

باقی جنازہ اٹھنے پہلے سے ادا کرے[1]

- اگر امام بھول کر تیسری تکبیر پر ہی سلام پھیر دے تو اسے چوتھی تکبیر کہہ لینی چاہیئے اور پھر سلام پھیر دے[2]
- اگر کئی جنازے ایک ساتھ آجائیں تو امام کو اختیار ہے، خواہ ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے یا سب پر ایکدم پڑھے[3] جنازوں کو خواہ ایک لائن میں رکھ لیں اور اس صورت میں جو افضل ہو امام اس کو سامنے رکھے۔ خواہ ایک کے بعد دوسرا رکھیں اور جو افضل ہو امام اسکو اپنے قریب رکھے[4]
- اگر میت غسل سے پہلے یا نماز سے پہلے دفن کر دی گئی تو جب تک اسکے پھٹ جانے کا یقین نہ ہو اسکی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔
- نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے خواہ میت اور تمام لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر اور لوگ اندر ہوں یا میت، امام، اور بعض لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی اندر، یا میت مسجد میں اور امام اور مقتدی باہر ہوں[5]
- بارش یا اور کوئی مناسب عذر ہو تو مسجد میں پڑھ سکتے ہیں[6]
- جو مسجد نماز جنازہ ہی کے لئے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں[7]
- جب تک میت دفن نہ کر دی جائے اسوقت تک شرکار جنازہ کو واپس نہ آنا چاہیئے اور اگر ضرورت ہو تو اجازت لے کر واپس آئیں، البتہ دفن کے بعد بلا اجازت بھی آسکتے ہیں[8]

---

[1] عالمگیری [2] تتارخانیہ [3] معراج الدرایہ [4] عالمگیری [5] خلاصہ عالمگیری [6] کافی [7] تبیین [8] محیط۔

marfat.com

قبر اور دفن کا بیان

(۱) میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے[۱]

(۲) قبریں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ زمین میں سیدھا گڑھا کھود دیا جائے اسکو عربی میں شق کہتے ہیں۔ اور دوسری لحد۔ یعنی پہلے گڑھا کھودا جائے پھر قبلہ کی طرف اندر سے ایک گڑھا کھودا جائے مسنون طریقہ یہی ہے۔ مگر جن علاقوں میں زمین نرم ہو تو وہاں شق پر ہی اکتفا کریں میت کے سینے تک گہری قبر کھودی جائے اور اس کے دونوں اطراف کچی اینٹیں لگادی جائیں پھر چھت ڈال دی جائے اور چھت پر مٹی ڈال دی جائے، قبر کی چوڑائی انسان کے نصف قد کے برابر ہونی چاہیئے[۲]

جہاں زمین نرم ہو وہاں لوہے کے تابوت میں دفن کرنا جائز ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہ ہے کہ تابوت کے اندر مٹی بچھادی جائے اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگادی جائیں تاکہ تابوت کی شکل ہو جائے[۳]

پختہ اینٹ میت سے ملاکر لگانا مکروہ ہے[۴] لیکن اگر میت کے جسم سے دور ہو تو حرج نہیں۔ دراصل پختہ اینٹ لگانے میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ قبر کو آگ اور اس کے آثار سے دور رکھنا مقصود ہے، ہمارے یہاں بجری اور سیمنٹ کی اینٹیں مستعمل ہیں، ظاہر ہے سیمنٹ پر بھی آگ کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ قبر کے اندرونی حصہ میں یا تو کچی اینٹیں استعمال کی جائیں یا پتھر استعمال کیا جائے اور یا کچھ استعمال نہ کریں۔ قبر کے بیرونی حصہ پر اینٹیں استعمال کی جا سکتی ہیں[۵]

میت کو قبر میں اتارنے کے لئے قریبی رشتہ دار اتریں، اگر قریبی نہ ہو تو جو بھی میسر ہوں اتریں اور عورت قبر میں نہ اترے[۶]

میت کی چارپائی قبلہ کی طرف رکھی جائے اور اتارنے والا قبر کے دوسری

---

[۱] سراج الوہاج [۲] عالمگیری [۳] عالمگیری [۴] قاضی خان [۵] مصنف [۶] محیط سرخسی

marfat.com

طرف قبلہ رو ہو کر میت کو قبر میں اتارے۔ اتارتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسولِ اللہ کہے[۱] پھر میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رو لٹا دیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔

حاضرین کو چاہیئے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ میت کے سر کی طرف مٹی ڈالیں۔ پہلی مرتبہ یہ کہیں، مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى[۲]

مستحب یہ ہے کہ جس جگہ نیک لوگوں کی قبریں ہوں وہاں مردہ کو دفن کیا جائے۔[۳]

میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک لوگ قبر کے پاس بیٹھیں تلاوت قرآن کریں اور میت کے حق میں دعا کریں کیونکہ اس سے مردے کو نفع ہوتا ہے۔[۴]

جب مردہ قبر میں مٹی ہو جائے تو اس میں دوسرے مردے کو دفن کر سکتے ہیں۔ وہاں کاشت بھی کر سکتے ہیں اور اس پر عمارت بھی بنا سکتے ہیں۔

بہتر تو یہ ہے کہ جس شخص کا جہاں انتقال ہو وہیں اسکو دفن کریں۔ لیکن اگر کسی دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا چاہیں تو بھی حرج نہیں۔[۵]

اگر کسی کی مملوکہ زمین میں میت کو دفن کر دیا گیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رہنے دے یا میت کو نکال لینے کا حکم دے اور زمین کو اپنے استعمال میں لائے۔[۶]

متفرق مسائل

۱۔ قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا ممنوع نہیں[۷] تاہم قبروں کا روندنا یا اوپر بیٹھنا جائز نہیں[۸]

---

[۱] عالمگیری [۲] جوہرہ منیرہ [۳] عالمگیری [۴] عالمگیری [۵] تبیین۔
[۶] قاضی خان [۷] تجنیس [۸] سراج الوہاج۔

marfat.com

۲- میت کے رشتہ داروں سے تعزیت کرنی چاہیئے۔ یہ سلسلہ تین دن سے زائد نہیں چلنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی رشتہ دار غیر موجود ہو تو اسکے آجانے کے بعد تعزیت کریں۔ تعزیت میں ایسے کلمات کہیں جن سے صبر آئے۔ نہ کہ ایسے کلمات جن سے انہیں مزید بے صبری پیدا ہو، یہ کلمات کہیں، خدا اس کی مغفرت کرے، اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آپ کو صبر و اجر دے وغیرہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے موقع پر یہ کلمات کہتے تھے۔ جو دیا اللہ نے دیا اور جس نے دیا اسی نے واپس لے لیا۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر رہے ہے[۱]

۳- غیر مسلموں کو بھی نامناسب الفاظ میں تعزیت کرنا جائز ہے، جس میں مغفرت وغیرہ کا ذکر نہ ہو[۲]

۴- کسی گھر یا مسجد میں تین دن تک لوگوں کی تعزیت قبول کرنے کے لئے میت کے رشتہ دار بیٹھ سکتے ہیں[۳]

۵- کپڑے پھاڑنا، سر نوچنا، دھاڑیں مار کر رونا، گریبان پھاڑنا وغیرہ ممنوع ہے، ہاں بے اختیار رونا انسان کا فطری تقاضا ہے جسکی ممانعت نہیں[۴]

۶- تین دن تک رشتہ داروں اور دوستوں کو میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنے میں حرج نہیں بلکہ بھیجنا چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اہل خانہ کے علاوہ کچھ دوست اور رشتہ دار کھانے کے وقت موجود ہوں تو ان کا اس کھانے میں شامل ہونا جائز ہے بلکہ شامل ہو جانا چاہیئے جسکی وجہ نفسیاتی لحاظ سے بالکل ظاہر ہے کہ وہ لوگ اتنے غمزدہ ہوتے ہیں کہ اگر ان کو تنہا چھوڑ دیا جائے تو شاید ایک لقمہ بھی نہ کھا سکیں البتہ اگر دوسرے لوگ بھی شامل ہو جائیں تو کچھ نہ کچھ کھا لیتے ہیں، اس صورت

---

[۱] عالمگیری [۲] سراج الوہاج [۳] ظہیریہ [۴] عالمگیری۔

marfat.com

حال کو دعوت سمجھنا غلط ہو گا ، بلکہ یہ غم غلط کرنے کی ایک شکل ہے [1]

پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا اس سلسلہ میں مختصر بات یہ ہے کہ آگ سے پختہ اینٹ قبر کے اندر میت سے متصل لگانے کی ممانعت ہے۔ تاکہ بد فالی سے بچا جائے ورنہ تو لوہے اور لکڑی وغیرہ کے تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنے کی اجازت ہے۔ مگر قبر بنانے کے بعد اوپر کسی چیز کے استعمال کی ممانعت نہیں، چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب کے الفاظ یہ ہیں۔

وَلا یُجَصَّصُ ولا یُطیّنُ و لا یُرْفَعُ علیہ بناءٌ وَقِیل لا بأس بہ وھو المختار کما فی کراھۃ السراجیۃ وفی جنائزھا ولا باس بالکتابۃ ان احتیج الیھا حتی لا یذھب الاثر ولا یُمتھن [2]

اور قبر نہ تو پختہ کی جائے اور نہ ہی اس پر کوئی عمارت بلند کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں اور یہی مختار ہے۔ جیسا کہ سراجیہ کے باب الکراہت اور باب الجنائز میں ہے، اور اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھنے میں حرج نہیں تاکہ نشان نہ مٹے اور قبر کی بے حرمتی نہ کی جائے۔

البتہ صرف زینت کے اظہار کے لئے منع ہے۔ جب میت کسی بزرگ کی ہو تو اس پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں [3] قبروں پر قبے بنانا اور ان پر کتبات لکھنا سلف و خلف سب کا معمول ہے اور یہ امت مسلمہ کا عملی اجماع ہے۔ لہٰذا اس کو غلط کہنا سراسر غلط ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کے سرہانے ایک پتھر بطور نشان قائم فرمایا تھا۔ تاکہ اپنے دوسرے حضرات کو وہاں دفن کریں [4] بعض روایات میں قبروں کو توڑ دینے کا جو حکم آیا ہے اس سے مراد مشرکین کی قبریں ہیں۔ اگر ایسا کوئی حکم مسلمانوں کی قبروں کے بارے

---

[1] مصنف [2] درمختار [3] ابو داؤد [4] حضرت عثمان بن مظعون رض کی قبر کا ذکر بخاری میں ہے

میں ہوتا تو ضرور فقہاء اربعہ، سلاطین اسلام اور بزرگان دین اس نیک کام میں حصہ لیتے۔ مگر ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ وہ حضرات جن کے زہد و تقویٰ میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے قبروں پر قبے بنائے ہیں

شہید کے احکام

شریعت کی اصطلاح میں شہید سے مراد وہ شخص ہے جس کو دشمن نے قتل کیا ہو یا باغیوں نے، ڈاکوؤں نے یا میدان جنگ میں زخمی حالت میں ملا ہو، یا دشمنوں نے پانی یا آگ میں ڈال دیا ہو یا اس کو دیوار سے پھینک دیا ہو یا دیوار اس پر گر گئی ہو وغیرہ، جو شخص اپنی جان اپنے مال یا مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے[1]

۲۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا[2]۔ البتہ کپڑوں پر اگر نجاست ہو تو اس کو دھو دیا جائے گا۔ اسکو خون والے کپڑوں ہی میں غسل دے کر دفن کر دیا جائے[2] ہتھیار وغیرہ اتار لئے جائیں[3]

۳۔ اگر وہ شخص حالت جنابت میں شہید ہوا تو اسکو غسل دیا جائے[4]

۴۔ اگر زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا۔ کھایا پیا، یا دوا استعمال کی پھر مرا تو مذکورہ احکام اس کے لئے نہیں[5]

---

[1] بخاری ۱۷۹/۱ [2] عالمگیری [3] محیط [4] تبیین [5] ہدایہ

موت کے بعد شرعی رسوم

دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں انسان کے مرنے کے بعد کچھ نہ کچھ رسوم ہوتی ہیں، اسلام نے بھی اس سلسلہ میں انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کے احکام دیئے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم چیز ایصال ثواب ہے۔

ایصال ثواب

مرنے کے بعد ہی سے مسلمان قرآن خوانی اور صدقہ وخیرات کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، مگر انتظامی سہولتوں کی پیش نظر ایصال ثواب کے لئے کچھ خاص ایام اور کچھ خاص طریقے وضع کر لئے ہیں مثلاً تیجہ، دسواں بیسواں، چالیسواں، کسی بزرگ کی چھٹی، کسی کی گیارہویں، کسی کی سترہویں وغیرہ، تو ان تمام چیزوں پر الگ الگ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان تمام کی اصل ایصال ثواب ہے یعنی مردہ کی روح کو ثواب پہنچانا اور ایصال ثواب قرآن وحدیث کی رو سے درست ہے، یہاں مختصراً چند دلائل تحریر کئے جاتے ہیں۔

عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی یا دونوں کا مرکب، اس کا ثواب مردے کی روح کو پہنچایا جا سکتا ہے۔

بدنی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے

قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۔

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گزر گئے ہیں۔

لہ الحشر۔ آیت ۱۰

marfat.com

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان کا قابل تعریف کارنامہ یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائیوں کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اب دعا جو ایک عبادت ہے بلکہ عادت کا مغز ہے [۱] اگر اس سے مردے کو فائدہ نہ پہنچتا تو زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا لغو قرار پاتا اور اللہ تعالیٰ لغویات پر کبھی انکی تعریف نہ فرماتا۔ معلوم ہوا کہ دعا مفید امر ہے۔ اور یہی ایصالِ ثواب ہے۔

۲۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب تک میرے والدین زندہ تھے اسوقت تک میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا اب ان کے مرجانے کے بعد میں کیا کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا، اب تو انکے ساتھ یہ نیکی کرسکتا ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ان کے لئے بھی روزے رکھ [۲]

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرجائے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اسکی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے [۳]

۴۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اس نے آپ سے عرض کی میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا ہاں، تو اس کی طرف سے روزے رکھ۔ اس نے کہا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا تھا۔ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کر [۴]

اس حدیث میں نماز روزہ تو بدنی عبادات ہیں اور حج بدنی اور مالی عبادت کا مجموعہ ہے اور ان دونوں اقسام کی عبادات کا ثواب مردہ کو پہنچانا اس روایت سے ثابت ہے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھی۔ پھر فرمایا اس کی وجہ سے اللہ نے اسکی قبر کو فراخ کردیا ہے [۵] مردے کی قبر پر اذان بھی غالباً اسی

---

[۱] مشکوٰۃ [۲] طبرانی۔ دارقطنی [۳] مسلم [۴] مسلم۔ ابوداؤد [۵] مشکوٰۃ ص ۲۶

سے دی جاتی ہے۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ترشاخ کے دو ٹکڑے کر کے دو قبروں پر گاڑ دیئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے استفسار پر فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی[۲] قبروں پر پھولوں کی چادر بھی اسی لئے چڑھاتے ہیں۔

۷۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو شخص قبرستان پر سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر اس شخص کو اجر ملے گا[۳]

مالی عبادت کا ثواب مردے کو پہنچانا

۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں مرگئی ہیں اور انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں انکی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں[۴]

۲۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنا پورا باغ انکی طرف سے صدقہ کر دیا[۵]

ان دلائل کے علاوہ بھی بے شمار دلائل ہیں۔ بنظر اختصار ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے آخر میں فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

اہلسنت و جماعت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کے لئے کر سکتا ہے، خواہ یہ عمل نماز ہو یا روزہ وغیرہ[۶]

فاتحہ کی حقیقت بھی یہی ایصال ثواب ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کسی بزرگ کی فاتحہ کی نیت سے کھیر پکانے اور کھلانے میں مضائقہ نہیں ہے، اگر کسی بزرگ کی فاتحہ ہو تو مالدار بھی اس سے کھا سکتے ہیں[۷]

---

[۱] مصنف [۲] بخاری ومسلم [۳] دارقطنی۔ درمختار [۴] مسلم، بخاری، موطا مالک۔ ابوداؤد [۵] بخاری، نسائی، موطا مالک [۶] ہدایہ۔ شرح عقائد نفسی [۷] زبدۃ النصائح ص۱۳۲، فتاوی عزیزیہ، صراط مستقیم ص۵۵، امداد الفتاوی

زیارت قبور کا بیان

مومنوں کی قبور کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے حق میں دعا کرنا سنت ہے، زیارت قبور سے دل نرم ہوتا ہے ہر ہفتے میں ایک دن زیارت مستحب ہے، سب سے بہتر جمعہ کی صبح ہے، شب برات ذوالحجہ کے دس دن، عیدین اور عشرہ محرم میں بھی قبور کی زیارت افضل ہے، ایک روایت ہے جب کوئی شخص اپنی جان پہچان والے مسلمان کی قبر پر جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور عورتیں بھی قبروں پر جا سکتی ہیں مگر پورے پردے کے ساتھ۔ غلط رسوم اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کریں قبر کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرنا حرام ہے اور بہ نیت عبادت شرک ہے[1]

زیارت قبور کا طریقہ

قبرستان میں جوتا پہن کر بھی جا سکتے ہیں مگر ننگے پیر جانا بہتر ہے اندر جا کر مردوں کو اس طرح سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ پھر میت کے پائنتی سے آکر میت کے منہ کے سامنے قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اور اگر ایسا موقع نہ ہو تو جس طرف بھی کھڑا ہو گا جائز ہے، بیٹھنا بھی جائز ہے، پھر جو اوراد و اذکار چاہے پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ الٓمٓ سے مفلحون تک، آیۃ الکرسی، آمن الرسول سے آخر سورہ بقر تک، سورہ یٰسین، سورہ ملک الھٰکم التکاثر اور چاروں قل جن میں تین مرتبہ قل ہو اللہ شامل ہے، اول آخر درود شریف اور جو میسر ہو اس کا ثواب تمام مردوں کو بوسیلہ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم و تمام انبیاء و مرسلین و صدیقین و شہداء و صالحین بھیجے۔

اوراد و وظائف

چند دعائیں، وظائف اور تعویذات ہیں، جو عوام کے نفع کے لئے درج کئے جاتے ہیں میں تمام قارئین کو انکی اجازت دیتا ہوں تاکہ وہ خود بھی ان سے نفع حاصل کریں اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیں۔

---

[1] الزبدۃ الزکیۃ

marfat.com

قرآن کریم شفاء اور رحمت ہے، اسمیں روحانی اور جسمانی تمام امراض کا مداوا ہے۔ امت مسلمہ کے نزدیک یہ طے شدہ امر ہے کہ قرآنی آیات اور بعض دوسرے پاکیزہ کلمات جسمانی امراض کا علاج ہیں بلکہ لا علاج امراض کا بھی علاج ہیں۔ احادیث صحیحہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قرآنی آیات اور دوسرے کلمات طیبات سے جسمانی امراض کا علاج فرمایا، پھر بعد میں صحابہ اور تابعین، علماء، محدثین، مفسرین اور صالحین کا معمول رہا حتیٰ کہ طب روحانی مستقل ایک فن بن گیا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ان تمام اوراد و ظائف کی حیثیت اللہ کے حضور دعاء والتجا ہے، وہ ان التجاؤں اور دعاؤں کو قبول بھی فرما سکتا ہے اور رد بھی فرما سکتا ہے۔ پوری نوع انسانی کی فلاح و نجاح کا وہی جاننے والا ہے کسی کو اس کے امور مملکت میں عمل دخل نہیں۔ تاہم اس کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اپنے نیک بندوں کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔ ایسی مثالیں صحف سماویہ میں ایک سے زائد ہیں کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کی دعاؤں سے ایسے امور ظاہر فرمائے جو بظاہر ناممکن تھے۔

احادیث میں بعض جگہ جنتر منتر اور گلے وغیرہ میں لٹکائی جانے والی چیزوں کی ممانعت آئی ہے، وہ درحقیقت ایسی چیزوں سے متعلق ہے جن میں شرکیہ کلمات کا استعمال تھا اور مشرک انھیں مصیبتوں کے دفع کرنے کیلئے استعمال کرتے تھے ان روایات کا اسلامی تعویذات اور جھاڑ پھونک سے کچھ تعلق نہیں۔ دونوں باتوں کو الگ الگ اپنے محل پر سمجھنا چاہیئے اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ کسی چیز سے انسانیت کو روکتا ہے تو اس کا بہتر بدل بھی عطا فرماتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن تھا کہ شرکیہ کلمات، شیاطین کے نام اور دوسری چیزیں دشمنانِ خدا کے لئے شفا بخش ہوں اور مسلمانوں کو ان کے استعمال سے

---

[1] بنی اسرائیل آیت ۸۲ [2] عام کتب احادیث میں "کتاب الطب والرقی" کا ہونا اس کا ثبوت ہے [3] اِسْتَرْقُوا فَاِنَّ بِهَا النظرة، متفق علیہ [4] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی قسم ضرور پوری کرتا ہے۔ متفق علیہ۔ مسلم۔ کتاب القصاص [5] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ کتاب الطب والرقی۔

marfat.com

روکنے کے باوجود ان کا کوئی نعم البدل عطا نہ ہو؟ اعداء اللہ جنتر منتر کے ذریعے لوگوں پر دیوی دیوتاؤں کا رعب قائم کریں جبکہ موحدین کے پاس انسانیت کو اس کے مہربان رب کی طرف رجوع کرانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ پس اللہ نے اپنے نیک بندوں کو غیر مسلح نہیں رکھا اس نے ہر سطح پر اپنے دشمنوں کی کاٹ کے لئے اپنے اولیاء کو قوت عطا فرمائی ہے، ہر میدان میں غلبہ اور فتح خدا پرستوں کا مقدر رہے۔

یہ چند کلمات رجوع تمہید کے لئے عرض کئے گئے۔ اب چند عملیات پیش کرتا ہوں۔

حاکم کی ناراضگی سے نجات:۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ۱ ع۱۶)

ترجمہ:۔ عنقریب اللہ ان کو کافی ہوگا اور وہی سننے اور جاننے والا ہے۔ جس سے حاکم ناراض ہو یا جسکو کسی سے کسی قسم کا خطرہ ہو وہ اس آیت کو کثرت سے پڑھے یا لکھ کر بازو پر باندھے۔

امراض قلب کے لئے:۔ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ۔ ترجمہ: تاکہ وہ تمہارے دلوں کو سکون عطا کرے اور اس کے ذریعے قدموں کو ثابت کرے۔ اس کا تعویذ بنا کر مریض کے گلے میں اس طرح ڈالدیں کہ دل پر رہے۔ دل کی گھبراہٹ، اور دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

بد خوابی کے لئے:۔ جس شخص کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہوں وہ اس آیت کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ ترجمہ:۔ انکے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی میں بشارت ہے۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

دفع سحر کے لئے:۔ جس کسی پر جادو کا اثر ہو اس کے گلے میں درج ذیل آیات کا تعویذ ڈالیں یا زعفران سے کسی طشتری پر لکھ کر پلائیں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ۔ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ٥ ترجمہ:۔ جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) پھینکیں تو موسیٰ نے فرمایا، جو تم نے پیش کیا ہے، جادو ہے۔ اللہ اس کو یقیناً باطل فرمائیگا۔ بیشک اللہ مفسدین کے عمل کو ٹھیک نہیں کرتا اور مجرم خواہ

marfat.com

کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں، اللہ حق کو اپنے کلمات سے ثابت کرے گا۔

عام امراض کے لیئے:۔ ہر مرض اور ہر درد کے لئے، درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر ان آیتوں کو پڑھ کر تین مرتبہ دم کریں۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔ اور ہم نے حق کے ساتھ اس کو نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا، اور ہم نے آپ کو بشارت دینے والا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

علم میں ترقی اور ذہن میں کشادگی کے لئے:۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۔

ترجمہ:۔ اے میرے رب میرے سینے کو کشادہ فرما دے اور میرے معاملہ کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ نیز رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا بکثرت پڑھیں۔

ہر مصیبت کے لیئے:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ:۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، بے عیب ہے تو، بلاشبہ میں ظالموں میں سے تھا۔ اس کا نام آیت کریمہ مشہور ہے۔ اسمیں اسم اعظم ہے دفع مصائب کے لیئے بہت مجرب ہے۔

گمشدہ کے لیئے:۔ اگر کوئی شخص گم ہو گیا ہو یا بھاگ گیا ہو۔ تو اس کے لئے یہ آیت دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد چالیس دن تک ایک سو انیس مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ انشاء اللہ واپس آجائے گا۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۔ ترجمہ:۔ بیشک وہ کہ جس نے آپ کو قرآن عطا کیا ہے۔ آپ کو ٹھکانے پر لوٹانے والا ہے۔

ادائے قرض، خوشحالی اور حصول عزت کے لیئے: ادائے قرض کے لئے صبح و شام سات بار اول و آخر درود شریف کے ساتھ یہ پڑھ لیا کریں، انشاء اللہ قرض ادا ہو جائے گا۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ترجمہ:۔ فرما دیجئے! اے اللہ، بادشاہت کے مالک، تو جسکو چاہے

بادشاہت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے رسوا کر دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

برائے اولاد صالح :۔ جس کے اولاد نہ ہو وہ یہ دعا بکثرت پڑھے۔ انشاء اللہ اولاد ملے گی۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

ترجمہ :۔ اے میرے رب! تو مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بلاشبہ تو دعا کا سننے والا ہے۔

کشادگی رزق کے لیے :۔ اسلامی مہینے کے پہلے جمعہ سے چالیس جمعہ تک درج ذیل آیت مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اور ایک کاغذ پر لکھ کر کسی کنوئیں میں ڈالتا ہے انشاء اللہ مالدار ہو جائے گا۔ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ٥ - ترجمہ :۔ اور بلاشبہ ہم نے تم کو زمین میں قوت عطا کی، اور ہم نے تمہارے لئے اس زمین میں روزی مقرر کی، تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

گم شدہ چیز کی بازیابی :۔ اگر کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی حادثہ درپیش آئے تو یہ پڑھیں، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا - ترجمہ :۔ بیشک ہم اللہ ہی کے لیئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یا اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما، اور اس سے (فوت شدہ) بہتر عطا فرما۔

شیطان اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ :۔ اگر ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھی جائے تو شیطان دور رہے گا۔

نیز اگر رات کو سوتے وقت ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ تالیاں بجا دی جائیں تو جہاں تک آواز جائے گی انشاء اللہ وہ مقامات چوروں سے محفوظ رہیں گے۔

آیت الکرسی :۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے آخر تک۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

marfat.com